نورتن بالتصاویر



مطبع وبدیہ احمدی لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس علے نہایت و ثنای بیقیاس و بیغایت اوس جناب احدیت و شان الوہیت کو جسکا ظہور پُر نور ہر جا
جلوہ گر ہے فی الحقیقت بقول میر درد کے ۔ جگ مین آکر ادہر اودہر دیکھا + نظر آیا وہی جدہر دیکھا + امجد علی خان
یون کہتے ہین + ازبسکہ چہا رہا ہے عالم مین نور اوسکا + ہر برگ و ہر شجر مین دیکھو ظہور اوسکا + اور یہ اشعار آبدار میر حسن
مرحوم کے بھی مشہور ہین اشعار نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین + ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین + تامل سے کیجے اگر
غور کچھ + تو سب کچھ وہی ہے نہین اور کچھ + اور بچشم حقیقت و دیدۂ معرفت سے بغور جو دیکھیے تو وصالی مرد متقی نے
سچ کہا ہے + بچشمان دل مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست + لیکن اے یار دوا ے جہانبر رباعی ایک
عیش و طرف کا مبتلا ہے جگ مین + گلزار یہ جی سے فدا ہے جگ مین + مین اوسپہ فدا ہون جان و دل سے مجبور + جسکا
جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین مناجات نظم تری درگاہ مین اے ذات باری + بدل میری یہی ہے خواستگاری +
کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو + ہر اک دم یاد ہی تیری بہم ہو + کوئی دم یاد سے غافل نہو مین + سدا اوس
یاد سے شاداں رہو مین + جہان کی یاد کر دل سے فراموش + کہ اپنے عشق مین دن رات مدہوش + اگرچہ واقعی تو خدا ہے
کہ بندے سے نہین یکدم جدا ہے + ولے چشم حقیقت مین ہین ہم کور + بظاہر گرچہ ہین کہنے کو منہ زور + ہر اک یہ جانتا
اور بوجہتا ہے + ولی مطلق نہین کچھ سوجہتا ہے + خداوندا مرے جرم و خطا کو + بداماں عطا تو ڈہانپ لیجو +
بحق احمد ممتاز و حیدر + بحق حضرت زہرا و شبر + بحق حضرت شبیر یارب + بحق عابد دلگیر یارب

مری مقبول ہووے یہ مناجات		تری درگاہ مین از بہر حاجات

نعت سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اور درود اوس سرور کائنات پاک ذات عالی درجات نیکو صفات کو سزاوار ہے کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے نور سے

خالق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی اظہر من الشمس ہے + کلیمی کہ چرخ فلک طور اوست + ہمہ نورہا پرتو نور اوست + اور
محمد قائم بھی سچ کہتے ہین اشعار نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک + تصدق خاک بر ہوتے نہ افلاک + غرض جو کچھ کہ اسکا مرتبہ ہے
وہ خود ہے عالم اوسکا یا خدا ہے + او رپانے نزدیکیہ ہے رباعی کیا اوسکی صفت کرے زبان ادراک + خود حق نے کہا ہے
جسکے حق مین لولاک + ظاہر ہین تو یون ہے پر بباطن دیکھو + ظاہر کیا نور اوسے اپنا از خاک + فی الواقع اسمین کچھ
دروغ نہین چنانچہ اسکے مطابق یہ کبت ہے کبت جا دن نور نبی کو ہتو نا دن ہتو نہین لوح نہ کلم + کیتی اکاس تپال کئی
اور کیتی رہے جگ مین تسکلم + ایک لاکھ کئی ہزار پیمبر کا ہو کو دین رہو نہ مسلم + آخر نور ظہو رجے نبی صلے اللہ علیہ وسلم

منقبت حضرت امیر المومنین حامی دین اسد اللہ سرور غالب ابن ابو طالب علیہ السلام

اور درود و سلام اوس امام عالیمقام نائب خیر الانام پر واجبات سے ہے کہ جس شکنندہ قلعۂ خیبر و قاتل عمر و عنتر کی شان مین باغ جنان مین
ہر زمان حور و غلمان یون کہتی ہین لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار شعر بیان ہو کس سے اوراوسکی مقامات + مثل ہے یہ کہ چھوٹا منہہ بڑی بات

صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم

اور ہزارون تحائف کبار اور ہدایای بیشمار اوسکے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہوجیو ابیات کہ ہے جنکے باعث شیخ تمام جہان
کسی نے یہ پایا ہے رتبہ کہان + اونہین کے سبب حشر تک بر زمین + رہیگا شگفتہ یہ گلزار دین + احوال خود سخندان
عیسی نفس او رنشیان سخن رس پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ یہ ہیچمدان دل پریشان محمد بخش نام متخلص بہ مہجور خلف
حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرأت مرحوم ہمیشہ نقلہای عجیب و قصہ ہای غریب سے ذوق و شوق رکھتا تھا
اگرچہ اس نالائق پر خلائق نے سابق مین انشای گلشن نوبہار عبرت گلزار و انشای چار چمن دل لگن پر از قصص دلفریب
و فسانہای عجیب بعبارت رنگین اور بمضمون نو آئین زبان اردو مین تحریر و تسطیر کیے ہین مگر اس زمانہ تعطیل اور زندگی
قلیل مین بلبل فکر گلشن خیال مین یون چہچہ زن ہوا کہ اب و سادہ عروس کاغذ کو حلیہ نگارش افسانہ رنگین اور
حکایات نگارین سے محلی کیجیے اور زلف معشوقہ سخن کو شانہ کاری زبان خامہ جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار کر
نام دلارام اس نیک انجام کا انشای نورتن رشک چمن گلزار جہان مین سرسبز کریے اور اوسکا گلدستہ نورستہ
نو باب پر مرتب کیجیے بقول میر حسن شعر رہیگا جہان مین مرا اس سے نام + کہ ہے یادگار جہان یہ کلام + اور مولوی جامی
علیہ الرحمہ بھی سچ کہتے ہین بیت نوشتہ بماند سیہ بر سپید + نویسندہ را نیست فردا امید + پہلا باب عاشقون اور
معشوقون کے افسانے مین دوسرا باب عورتون کے چلترون مین تیسرا باب دادخواہون کے عدل مین
چوتھا باب بادشاہون اور فقیرون کے مصرع کہنے اور شاعرون کے فی البدیہہ مطلع کہنے اور بادشاہون
کے چہچہے کہنے اور کبیشرون کے کبت کہنے مین پانچوان باب ظریفون کے لطائف مین چھٹا باب علی قلون کی

نقلون مین ساتوان باب احمقون کی نقلون مین آٹھوان باب افیونیون کی نقلون مین نوان باب بخیلون اور منحوسون کی نقلون مین۔ لیکن جوہریان سخن سنج اور مقومان بیرنج کی خدمت فیضدرجت مین التماس ہے کہ فکر رسا و رطبع تیز پا دریای سخن مین غوطہ زن ہو کر اس انشای نورتن رشک چمن بے بہا کو جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے جس مسلسل بیانی اور تسلسل معانی مین کوئی گوہر لفظ بے جلا نظر آئے تو اوسکو ہوشیاری صنعت کاری سے چرخ اصلاح پر چڑھا کر جلا کرین کسواسطے شعر خورشید نظر چہ کردہ بر سنگ + تحقیق کہ لعل بے بہا شد + مگرای مہجور بے شعور جبتک اس کتاب نایاب کی دستار رشک بہار حضور پر نور کی توصیف کا طرہ نہو تبتک اس عبارت پر فصاحت کی بندش اور لپیٹ آگے پیچھے تک کسی پیچ سے نکھلے گی تو اب لازم ہے کہ قصیدے کے طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پہونچا کر اس رنگ کا باندھنو باندھے کہ جسکے صلے مین ایسی دستار سر بستہ مع خلعت پر نور حضور لامع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس بقیاس تیرے سر سے لٹ کر جائے اشعار بھیدیہ تجکو بتایا تھا ضرور + اسلیے کہتا ہون سن اے بے شعور + شاخ نرگس سے کوئی لیکر قلم + یہ قصیدہ برگ گل پر کر رقم

قصیدہ نواب وزیر الممالک فخر الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین

ابیات مدح تیری کیا کرون ای زینت ہندوستان + کشور تقریر مین گویا نہین میری زبان + جود و بخشش مین ترا ثانی نظر آتا نہین روم سے لے شام تک اور شام سے تا اصفہان + برسے ای ابر کرم جسجا ترا ابر عطا + وہ زمین کیا عجب ہے جو کہ ہو پیدا وہان + بار احسان سے تیرے اے مہر بخشش آجتک + ہے زمین زیر زر ساری اور دوتا ہے آسمان + چار سو تیری سخاوت کا ہی شہرہ آجکل + مین گدای در ترے وہ جو ہین زوار جہان + قطعہ جس طرح تیری بدولت آجکل تیری رفیق + زر سے پر رکھتے ہین اپنی جیب کو اب زر زمان + اس طرح گر دیکھیے تو چرخ پر انجم کے جمع + اپنے کیسے مین نرکھتی ہوگی ہرگز کہکشان + جیسے کی تونے سخاوت کی نظر اوسنے کبھی اپنی جیتی جی پھر کبھی دیکھا کسی کا آستان + ہر توانگر سے یہانکے ڈیوڑھی دولت رکھتی ہین + تیری دولت سے در دولت کے سار تیرے پاسبان

	تیری ہمت ایسی اعلی ہے کہ ادنی سا نفر		
	بخشدے اصطبل سے کتنو نکو گھوڑے گھوڑیان		

تعریف شجاعت

مین شجاعت کے ترے اوصاف کیونکر لکھ سکون + میری خامے اور زبان مین اتنی طاقت ہے کہان + زور وہ حق نے دیا ہے تجھکو اب اس دور مین + گیو اور رستم سے گو پر زور ہون دو پہلوان + شک نہین اسمین کہ اون دونون کو وہ انگشت سے + اس طرح تکرای تو جیسے ہون طفل بے زبان + اور اگر دست مبارک کی ذرا اونکو فشار + دونون آپسمین بہم جائین یک قالب و جان + اور زمین پر دی ٹیکنے کا جو عزم طبع ہو + تو نہ پھر ڈہونڈھے ملے اونکا کہین نام و نشان

تعریف شمشیر وصف کس منہ سے کرون تیری حسام تیز کا + جوہر معنی اگر پیدا کرے میری زبان لیکن بتلاتا ہون تو اگر ضربت لگائے + کاہ ہے بدتر نظر آئیگی کوہ گران + شک نہین اسمین کہ اوسکو کاٹ کر مثل خیار

یکقلم کر دے قلم گاوِ زمین کے استخوان تعریف اسپ تیرے گلگون کی صفت مین کیا کرون اے شہسوار
فرشِ گل پر تو گلستان مین جو ہو گرم عنان + یون پھرے نرمی سے اسپ جس طرح بادِ سحر + چلتی ہے آہستہ آہستہ
میانِ بوستان + اور اس گلگون کی جلدی کا بیان مین کیا کرون + گر اوسے پھینکے ڈپٹ کر منہ سے آتا کھلی پان
اس طرح غائب ہو ہانکے ساتھ وہ جس طور سے دیکھکر معشوق کو اوڑجائے رنگِ عاشقان **تعریف فیل** آسمان
جاہ وحشت ہے سواری کا جو فیل + کیا لکھون اوسکی بلندی اور اوسکی خوبیان + وصف مین دانتون کے اوسکی ایسی
دو مصرع کہون + روز و شب روشن دلون کے جو رہین وردِ زبان **مطلع** دیکھکر دانتون کو اوسکے یون کہین اہل
جہان + یہ شبِ تاریک مین روشن ہین دو شمعین عیان + عقدِ پروین کہیے اوسکے پاؤن کی زنجیر کو + کہکشان کا بان ہے
اور مہر و مہ کی چرخیان + ماہ نے بچکے گوے اپنی کھولکر اوسکے لیے + چرخ کی گردش مین راتون کو بٹی ہے ریسمان + اوسکے
ہودج مین جو نکلے بیٹھکر تو رشکِ مہر + دیکھکر تجکو عجب ہے یون کہین اہل جہان + عمر بھر دیکھا نہ تھا خورشید تابان رات کو +
سیر دیکھی زمین پر آج زیرِ آسمان **تعریف محفل** بزم کا تیری یہ نقشہ ہے اگر دیکھے کوئی + عمر بھر ششدر رہے گھر جاکے وہ آئینہ
سان + دیکھیے تو ہمنشین پہنے ہوے زرین لباس + گرد بیٹھے ہین ترے یون سب بچھائے کرسیان + جس طرح تارے چھٹکتے ہین
قمر کے آس پاس + تیرا اکمر اصاف دکھلاتا ہے رنگِ آسمان + ہولی کے موسم مین تیری بزم کا دیکھا یہ رنگ
غول کے غول باندھے ہوے دامن حسینانِ جہان + پھرتے ہین رنگِ شفق مین شکلِ مہ ڈوبے ہوے + ہاتھ مین مثل
ثریا بھر کے سب پچکاریان + آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھا تو باندھے اپنا غول + ہر طرف کو پھرتی ہین اس روپ مین سب رنڈیان
دستِ رنگین مین ہے دف اور گیند گلِ صد برگ کے + چھاتیون پر بھی دوپٹون کی بندھی ہین گاتیان + اور کہین آپسمین
ہولی کھیلتی ہین وہ سبھی + اون پریرویون کا نقشہ کیا کرون مین اب بیان + کوئی ملتی ہے عبیر اور کوئی ملتی ہے گلال
اور کوئی پیچھے کیسکے دے رہی ہے تالیان + اور کوئی منہ سے گلابی کو لگائے اینڈتی + پھرتی ہے ہر سمت کو کھولے
نشے مین چھاتیان + کوئی ہاتھ اپنا گلے مین دوسری کے ڈالکر + اوسکے ہونٹون کے لبِ جو بر ہے لیتی بہبیان + کوئی
پہنے لال پگڑی اور ہے منہ پر گلال + جلوہ گر یون ہے شفق مین جیسے مہرِ آسمان + اور کوئی سادہ رو منہ پر ملے ہے یون عبیر +
دیکھکر جسکو یہی کہتے ہین دانائے جہان + غور سے دیکھا تو یہ جانا کہ ہلکے ابر مین چاند اوترا ہے زمین پر چھپکے زیرِ آسمان +
اور کسی نے جو کسی کے منہ پہ پھینکا ہے عبیر + تو وہ خم گردن کیے ملتی ہے اپنی انکھڑیان + اور کسی نے جو کسی کے زور
سے مارا ہے گیند + وہ تو جھنجھلاتی ہے بیٹھی اپنی پکڑے چھاتیان + اور کسی کو جو کسی نے تر کیا ہے رنگ مین + تو
کھڑی وہ کانپتی ہے بید سی تھر تھر وہان **قطعہ** اور کوئی دستِ حنائی مین چھپائے قمقمہ + یون کھڑی ہے
اون پریرویون کے غٹ کے درمیان + دیکھکر جسکو یہ کہتے ہین عجب سے جوہری + پنجۂ مرجان مین کوئی
لعل ہے گویا جہان + اور کہین آپسمین سب مجمع بادف و چنگ و رباب + یہ غزل جھجوری کی پھرتی ہین ہر سو گاتیان **غزل**

کیا ہمین سیر چمن سے کام ہے اے مہربان + خار آنکھون مین نظر آتا ہے اوس بن بوستان + آپ ہم ڈوبے ہوے ہین اپنے غم کے رنگ مین
کس سے کھیلین پھاگ کسکے ساتھ گائین ہولیان + چنگ کی آواز تیرِ آہ ہے دل کے لیے + ہے صداے نوحہ سے
بدتر سرودِ مطربان + تب سے چلاتے ہین بیٹھے گوشۂ زندان مین ہم + جب سے باہر اپنے قبضے سے ہے وہ ابرو کمان
دشتِ الفت مین حجابِ عشق کا ہو کیون نہ لطف + لیلیِ محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان + الغرض اون
ماہرویون کی زبان سے یہ غزل + محفلِ عشرت مین سن اور دیکھ ہولی کا سمان + یون جناب احدیت مین کی دعا
مجھو رنے یا الٰہی جبتلک قائم رہے سارا جہان + یون ہی باعیشِ طرب دنیا مین دائم خوش رہے + غازی الدین حیدر
نواب فخرِ خسروان + اور جو دشمن باطنی ہون دوست ہو اونکی اجل + خواہ اسمین طفل ہون یا پیر ہون یا نوجوان

پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانے مین داستان ایک عورت کے طلب کرنے مین ایک مرد نویسندہ کو خط لکھنے کیواسطے اور اوسکا عاشق ہونا اوس عورت پر اور اوسکا ڈوبنا تالاب مین اوس عورت کے شوہر کے فریب سے اور آب اجل کا گذرنا سر معشوق سے اسی تالاب مین آٹھ روز کے بعد

منشیان نامۂ حقیقت اور حاکیان ملاحظہ محبت یہ حکایت پُرغم نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ قلمروِ ہندوستان دلستان
مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جواہر رقم صاحب دست و قلم قدیم الایام سے سکونت رکھتا تھا قضاے کار
فلک کجرفتار ناہموار نے اوسکا دفتر یکقلم ایسا ابتر کیا کہ وہ جگر خراش براے تلاش معاش اپنی بود و باش چھوڑکر جلاوطن ہوا
بعد انقضاے چند ایام اوس ماہ تمام کی عورت مہر طلعت نے خط نویسی کیلیے ایک نویسندہ شکستہ احوال و البتہ ملال کو بلوا کر
ڈیوڑھی مین بٹھایا اور یون حرف زن ہوئی کہ اے راقم صحیفۂ مودت و اے ناظم دفتر محبت اس درافتادہ غم کیطرف سے شوہر
رشک قمر کو صحیفہ یون تحریر کر کہ اسے آداب مکتوب الفت و اے القاب منسوب مودت اس بات کا خدا شاہد حال ہے
کہ جس دن سے اس دل پُرحسرت کے جگر مین خارِ ہجران چھوڑکر اودھر روانہ ہوے ہو اوس دن سے مین پُرملال اپنی
بیقراری اور آہ و زاری کا حال کیا لکھون دولہن بیگم صاحبہ کے بقول شعر دن کٹا فریاد سے اور رات
زاری سے کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پہ کیا ہی خواری سے کٹی + اور سچ ہے بقول شخصے دوہرا اپنے یتیم لال سے
ل بچھڑے جن کوئی + بچھڑت دکھہ جانے وہی کہ جو کوئی بچھڑا ہووے + فی الحقیقت شعر جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو
یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو + لیکن دیکھیے کہ یہ حجاب شب تنہائی اور پردۂ روزِ جدائی ہواے وصال
سے جامع المتفرقین کس دن اوٹھائیگا اور ہم تم باہم اس باغ جہان مین مثل بلبل چہچہہ زن کس دن ہونگے
اور دل جو افسردہ مثل گل پژمردہ ہے شکل گل خندان صباے امید سے دیکھیے کب شگفتہ ہوگا اور طائر
آرزوے وصال کو باغبان قضا و قدر فصل امید پر کب جلوہ گر کریگا اور عندلیب عشرت شاخ تمنا
پر گلشن ہستی مین دیکھیے کسوقت کریال کرتی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ صحراے مفارقت ہمارے اور

تمہارے درمیان اسی روش پر حائل رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہاکر طوفان برپا کریگی اور یہ یقین ہے کہ چمنستان جنون کشت دماغ مین وحشت کی چمن بندی کرکے حرمان کی پٹری جما دیگا تو بقول سراج اکبرآبادی حالت ہوگی شعر چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا + مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین ہری رہی اب آگے اشتیاق مواصلت اور اتحاد موانست کہانتک تحریر اور تسطیر کیجیے بقول اس دوہرے کے سراج پریتم بتیان تو لکھون کہ جو کچھ انتر ہوے + ہم تم جیو را ایک ہین پر دیکھت کے ہین دوے + فی الحقیقت اس شعر کے موافق شعر جسکی محبت مین آہ آٹھ پہر جی جیے + اوسکو خدا جان خط کیونکہ لکھا کیجیے + لیکن رسم زمانہ قدیم الایام سے نامہ و پیغام کی ہے اس سبب سے اس دور افتادہ غم آمادہ نے اپنے حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہے براے دل طپیدۂ غم کشیدہ کی امید ہے کہ اس خط پُر فرقت کے پہونچتے ہی وہانسے آپ بھی نامۂ محبت شمامہ اس طرف کو روانہ کیجیے تاکہ مہجور بادیہ غربت پُر صعوبت کی تشفی خاطر فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہے المکتوب نصف الملاقات غرض وہ نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین ادہر اوس نویسندہ کے روبرو ایک دہ کی اوطے مین بیٹھی یہ حال پُر ملال کہہ رہی تھی اور ادھر عشق کا فراش پردے پردے مین اوس نویسندۂ آفت رسیدہ کا پردہ فاش کرنیکے درپے ہوا اور حاکم عشق کا افواج غم کو یہ شقہ پہونچا کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اوسکی ملک دل سے باہر نکالو اور درد و محن کا اسپک وسعت سینہ پر چوبہ آہ سے استادہ کرو اور نگیرہ چشم کے آگے حیرت کی قنات روک کر بیخودی کے سراپچے اس ہرزہ گرد پُر درد کو وحشت کے سلامت کوچے مین چھوڑ دو تب تو بقول سراج شہ بیخودی نے عطا کیا اوسے جب لباس برہنگی + نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی + حاصل کلام اوس ماہ تمام سے یہ دلفگار نامساعد روزگار جو ایکبار دوچار ہو گیا یک بیک مثل آئینہ ششدر و حیران ہو کر چپ ہو رہا ایک لحظہ کے بعد بصفائی دل کہنے لگا کہ اے آئینہ رو اگر تیرے دل مین غبار کدورت نہ بیٹھے اور عارسی نہ آوے تو ذرا اس حال پُر ملال کو زبان مبارک سے پھر دوبارہ ارشاد کر کسواسطے کہ میری عقل ناقص مین ذرا نہین آیا اسمین اوس پری رخسار رشک گلزار نے پھر دوبارہ وہ حقیقت محبت آمیز وحشت انگیز اوس مبہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سے بیان کی غرض اس بخت رسا جانکاہ کے دہن سے پھر یہی سخن نکلا کہ اے طوطی خوش الحان وای سحر البیان پھر کہو پھر کہو المدعا اوس رشک ماہ منیر صاحب تقریر نے اوس کشتۂ الفت خستۂ محبت کے سامنے مکرر سہ کرر حقیقت ہجرت زبان سحر البیان سے اظہار کی مگر اوس نویسندۂ جفا کشیدہ دل طپیدہ کی زبان سے پھر یہی سرزد ہوا کہ اے نازنین مہ جبین پھر کہو الغرض اوس ماہ طلعت مہر برج عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ عزیز بے تمیز کچھ سڑی سودائی سا نظر آتا ہے یہ خیال کثیر الاختلال وہ ماہ تمثال دل مین کرکے اپنے محل بے بدل برج آسا مین رونق بخش ہوئی اور آہ یہ بخت سیاہ بشکل خامہ چاک جگر سرنگون ہو کر صحرا کیطرف یہ کہتا ہوا چلا اے بلبل گل نو دمیدہ شاخسار



تصویر خط نویس کا آنا اور عورت کا پردہ مین بیٹھکر خط لکھوانا

پھر کہو اے صلصل سرو جویبار پھر کہو غرض اوس بندۂ خدا عاشق بت جانفزا نے یہ کلام صبح وشام ورد کیا اور اپنی ملت
سے دست بردار ہو کر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اور بتون کی پرستش سے ایکبار بیزار ہو کر بتخانۂ دل مین اوس صنم حور لقا بیوفا
کو تصور کر کے سنگاسنی پر بٹھا کے پوجا کرنے لگا اور کسی دلفگار کا یہ شعر آبدار با دیدۂ اشکبار زبان پر لایا شعر
گنگ و جمن بر بہر دو چشم اشکبار من + نہی آئی چرا از بہر اشنان در کنار من + اور بجای زنار وہ عاشق زار تسلسل
اشک بیلی گلے مین ڈالکے بستر خاک آستی پہ بیٹھکر آہ و فغان کا ناقوس پھونکنے لگا اور بجای اشنان وہ خستہ جان سر پر خاک
دہول اوڑانیمین مصروف ہوا اور رام رام کے نام جپنے سے اوس بے آرام کو مطلق آرام نتھا مگر اوس دلارام خوشخرام کی تعشق مین
یہ شعر ورد زبان تھا شعر تبھی دلکو مری آرام ہوگا + مرا وحشی جو مجھسے رام ہوگا + اور کبھی وہ نوگرفتار دیوانہ وار کو بکو پھر کہو
پھر کہو کہتا پھرتا تھا اور کبھی وہ صحرانورد پر درد صحرا مین بگولے سے ہمسری کرتا اور میر ضیا کا یہ مطلع پر درد پڑھتا
مطلع کبھی صدمہ بگولے کا کبھی صرصر کی زحمت ہے + ہماری خاک یون اوڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے + اور کبھی
وہ غریق ورطۂ محبت شفیق بادیۂ غربت لب دریا بیٹھکر اشک کا دریا بہاتا اور سلیمان شکوہ کا یہ مطلع پڑھتا بیت
دل اب تو عشق کے دریا مین ڈالا + توکلت علی اللہ تعالی + اور کبھی بر کہسار با دیدۂ اشکبار اپنی بیکسی بے بسی پر
سر کو پتھر سے ٹکراتا اور یہ شعر پڑھتا شعر کوہکن کوہ مین اور قیس ہوا صحرا مین + سر ٹپکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا

رفتہ رفتہ اس قصۂ پُرآشوب نے یہانتک سر بلند کیا کہ اوس ماہ برج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر رشک قمر سفر سے
گھر مین جو آیا تو اوسکے بھی گوش ہوش تک یہ احوال پُرملال پہونچا اس واردات واہیات کو سنتے ہی وہ نیک ذات
دریاے غیرت مین مستغرق ہوگیا آخرکار لجۂ فکر مین غوطہ زن ہوکر اوس شناور بحر الم نے دل ہی دل مین بقول
میر تقی **اشعار** مشورت کی کہ مارہی ڈالین + دفعتہً اس بلا کو ہم ٹالین + پھر یہ سوچے کہ ہونگے ہم بدنام +
سُنکے آخر کہین گے خاص و عام + کیا گنہ تھا کہ یہ جوان مارا + کسنے مارا اسے کہان مارا + فتنۂ خفتہ یہ جو ہو بیدار +
کھینچنی ہونگی ذلتین بسیار + کیجیے ایک ڈھب سے اسکو تنگ + تا نہ عائد ہو اپنی جانب ننگ + یہ تدبیر اوس بے پیر
نے دل مین ٹھہرا کر ایک شخص غیر سے کہا کہ اے بھائی اس مرد سودائی مجنوب ناشکیبائی سے کہدو کہ وہ عزیز
باتمیز جس ماہرو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دریتای بحر خوبی و لعل بے بہای کان محبوبی کل ہمدمان
دلسوز کے ساتھ بیرون شہر تالاب پُر آب مین غسل کیواسطے تشریف شریف لیگئی تھی سو قضا و قدر سے
اوس تالاب آفت مآب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر نایاب ہوگئی **قطعہ** لیکن افسوس بحر دنیا مین
زندگانی سے تو ہے کیون سیراب + منصفی عشق چاہتی ہے یہ + تو بھی جاکر وہین ہو غرق شتاب
ورنہ ای ننگ محبت وای بے غیرت و بے مروت **مثنوی** تیری اس زندگی پہ لعنت ہے + سخت تو مرد بےحمیت ہے
یعنے جس سے کمال الفت ہو + وہ بدریا غریق رحمت ہو + بحر ہستی مین اور تو دزات + اس طرح سے رہے بقید حیات
بس اسی مین ہے آبرو تیری + اور عزت ہے کو بکو تیری + جس طرح ڈوبکر موئی وہ نگار + اوس طرح تو بھی جان دے ای یار
ورنہ اس عاشقی کا اے ناکام + پھر نہ لانا زبان پہ اپنے نام + یہ سب گفتگو وہ بدخو اوس شخص کو سکھا کر
آپ تو اپنے گھر مین آبیٹھا اور اوس خانہ خراب بے حجاب نے اوس غریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت
کے سامنے بادیدۂ اشکبار یہ اظہار کیا کہ ای شناور بحر الم وای ہمکنار لجۂ غم کل بلاے ناگہانی سے تیری مایۂ زندگانی
فلانے تالاب آفت پُر آب مین ڈوبکر مرگئی یہ احوال پُرملال وہ نوحہ گر دل مضطر سنکر پہلے تو دو ایک گھڑی گرداب الم
مین غوطہ زن رہا آخر الامر یہی جی مین لہر آئی کہ اس بحر ہستی سے کنارا کیجیے اور دریای فنا سے بادیدۂ اشکبار ہمکنار ہوجیے
اور امواج اجل کی زنجیرون سے پای زیست کو سلاسل کیجیے کیونکہ بقول جرأت **شعر** بدریاے محبت کہ ورق آسا
غم کے مارے ہم + کبھی ہین اس کنارے اور کبھی ہین اوس کنارے ہم + آخرکار وہ غریق ورطۂ محبت اور رفیق لجۂ محنت
اوس تالاب پُر آب مین جاکر رنج و زحمت سے غریق رحمت ہوا القصہ چند ایام کے بعد اوس ماہ خوشخرام کو معتبران صادق
اور مخبران فائق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم اور مفہوم ہوئی کہ وہ نویسندہ دل طپیدہ اس واردات سے
ہیہات فلانے تالاب مین ڈوبکر مرگیا یہ قصہ جانگداز اور ماجرا غم انداز سنکے آہستگی سے اشک حسرت پیکر جیب ہوگئی
بدل مین یہ کہنے لگی **قطعہ** ہای اوسنے یہ کیا کیا افسوس + کس مصیبت سے جی دیا افسوس + مین نے اوس بیگنہ کا خون سر پر

بیٹھے بٹھائے کیون لیا افسوس + غرض وہ روز اوس شمع شب فروز جگر سوز کو روتے روتے کٹا لیکن دل مین عشق کا چور
رشتہ محبت کو آتش غم سے بھڑکانے لگا اور دل مثل پروانہ اوسکے شعلہ شوق وصال مین جلنے کی پروا نرکھتا تھا اور آنکھون
مین تیرگی غم کی چربی سی چھانے لگی اور گلگیر اجل بھی اوس شمع رو شعلہ خو کے سر سے لگن لگا کر یہ کہنے لگا شعر ٹک میر جگر
سوختہ کی جلد خبر لے + کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا + المدعا جبکہ رات کا وقت ہیہات درپیش آیا تو بے اختیار بحر
محبت نے یہ جوش مارا کہ اوسکی کشتی عقل باد مخالف بیقراری سے پارہ پارہ ہوئی اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا
اور حواس خمسہ کا مستول جہاز دماغ سے گر پڑا غرض ناخدای عشق کے مشورہ سے وہ ماہ مانند ماہی بے آب سب سے
کنارہ کرکے اوس تالاب پرآب کے کنارے پہونچکر یہ کہنے لگی اشعار پاس تیرے اب اے تمنائی + جان دینے کو مین بھی
ہون آئی + بہتر ہے مرنے سے عاشق مضطر + زندگی اب وبال ہے مجھپر + جان اپنی کرے تو مجھپہ تباہ + اور مین جیتی رہون جہان
مین آہ + یہ نہین چاہتی ہے غیرت عشق + طعنہ زن مجھپہ ہے حمیت عشق + یہ اشعار جان گداز وہ مایہ ناز آواز شیرین سے
زبان پر لاکر اوس تالاب مین کود پڑی لیکن بقول میر تقی اشعار موج ہر اک کمند شوق تھی آہ + لپٹی اوسکو برنگ مار سیاہ
دام گستر وہ عشق تھا تہ آب + جسکے حلقے تمام تھے گرداب + حسن موجون مین یون نظر آئے + نور مہتاب جیسے لہرائے
تھین جو اوسکی حنائی انگشتان + غیرت افزای پنجہ مرجان + سر جسدم وہ آب ہو کے بہا + سطح پانی کا آئنہ سا رہا
کشش عشق آخر اوس مہ کو + لیگئی کھینچتی ہوئی تہ کو + کہتے ہین ڈوبتے اوچھلتے ہین + ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین
یون جو ڈوبے کہین تو جا نکلے + غرق دریای عشق کیا نکلے + مگر وہ عاشق زار پُر اضطرار تہ آب ہمیشہ معصوم کا
یہ حال معلوم ہوتے ہی پر آیا مطلع پس از مردن ہمراہ آن سرو قامت بمزار آمد + قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد +
الحاصل وہ ماہ پارہ جذبہ عشق سے اپنے غرقہ سے ہمکنار ہوئی اور یہ واقعہ حیرت افزا رقت انتما اوس شمع رو نیکخو کے شوہر
خستہ جگر کو وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بحال تباہ گریان بادل بریان لب تالاب حیرت مآب پر آکر کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف
مردون کا ہجوم بادل مغموم بصد شور و شیون میر تقی کا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا + کہ اون دونون
لعلون کو جوڑا کیا + اوس نامراد کو یہ خانمان برباد ملاحظہ کرکے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر کہنے لگا مثنوی
عشق نے گھر ڈبو دیا میرا + دُر نایاب کھو دیا میرا + ہم نگاہون مین کو بکو میری + ڈوبی عزت اور آبرو میری +
ہائے اے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات یہ حرف روسیاہی یکقلم مجھ جگر شگاف کے بزرگون پر کس شکل
سے آیا کہ ایک نویسندہ دامن دریدہ شکستہ احوال وابستہ ملال کے ہمراہ میری دلخواہ نے عشق کی فیلسوفی سے
اپنی جان دی یہ بھی قسمت کا لکھا درپیش آیا جو میرا خانمان یکقلم زیر و زبر ہو گیا بقول سودا تضمین
اس زیست سے بہتر ہے کہ اب موت پہ دل دھر لیجے + جل بجھیے کہین جا کر یا ڈوب کہین مریے + کس طرح کٹین راتین کس طرح
سے دن بھریے + کچھ بن نہین آتا ہے حیران ہون کیا کریے + کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے + اے سامعان قصہ محبت وہ ای

شاعران ترجمۂ الفت سو طپیدہ غم رسیدہ مائل رقت وحیرت تھا مگر اوسکے خویش و اقربا نے اس تالاب پُر عذاب مین جبال فی الحال جھونڈ ڈالے تو وہ دونون غریق بحر الفت باہم دست وبغل بقول میر تقی اس شکل سے نکلے **مثنوی** ایک کا ہاتھ ایک کا بالین + ایک کے لب سے ایک کو تسکین + جو نظر اونکو آن کرتے تھے + ایک قالب گمان کرتے تھے + نکلے باہم ہوے نکلے + دونون دستِ وبغل ہوے نکلے + غرض ہر چند با دل دردمند لوگون نے چاہا کہ اون دونون کو جدا کر کے تجہیز وتکفین کیجیے لیکن ممکن عقل تھا کہ جنہون نے اس شکل کی مصیبت سے جان دی ہو وہ یون سہج مین جدا ہوں بقول میر تقی **بیت** کیون نہ دشوار ہووے اونکا فصل + جان دیکر ہوا ہو جنکا وصل + آخرش چار و ناچار اون جان دادہ کو ایک ہی قبر مین با دیدۂ پُر خون مدفون کیا اب آگے اوسکے شوہر خستہ جگر کی بیقراری اور اشکباری کی حالت کیا لکھون بقول جرأت **شعر** قلم کو بھی نہین طاقت رقم کی + کہ اب چھاتی سی پھٹتی ہے قلم کی **مؤلف** زبان گو تھام اب تو بھی جھجھو یہ نہایت طول رکھتا ہے یہ مذکور + یہ ادنی اسمین ہے تاثیر مخلوق + نہ عاشق اس سے بچتا ہے نہ معشوق

داستان بیگما کے عشق مین عظیم بیگ کا جان دینا اور گور محبوب مین تابوت عاشق کا بھاری ہونا اور اس اعجوبہ تماشے کے بعد اوس محبوبہ کا آپکو جیو ہر کرنا اور جنازہ معشوقہ کے ہمراہ تابوت عاشق کا سبکبار ہونا

اے سامعان تشریح محبت و اے سخن نیوشان تلویح بلاغت سابق مین جلاد عشق مین نے کیسے کیسے جوان پُر ارمان اپنے قبضے مین لا کر تیغ الم سے بے آب جوہر کیے ہین کہ تمام اصیل و نجیب پناہ مانگتے ہین چنانچہ مشہور و معروف ہے بقول میر تقی **شعر** گیا قیس ناشاد اس عشق مین + گئی جان فرہاد اس عشق مین + ہوئی اوس سے شیرین کی حالت تباہ + کیا اوسنے لیلی کا خیمہ سیاہ + سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا + نل اس عشق مین کس طرح سے موا + جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے دمن کا بھی احوال مذکور ہے + کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان + نہو اس سے آشوب محشر عیان + کیا اس عشق نے تازہ گائی نکی کہان خون سے غازہ کاری نکی + زمانے مین ایسا نہین تازہ کار + غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار + اوس حال مین ایک پیرزال نیک خصال صدق مقال باشندۂ لکھنو کی زبانی ہے کہ ایک میری بھولی منہ بولی بہن رشک چمن بیگما نامی مجھ سے نہایت محبت رکھتی تھی لیکن وہ ماہ لقا رشک بدر الدجی بارہا فرماتی تھی کہ بھینا یہ اتحاد نیک نہاد عالم کتخدائی اور خانہ آبادی مین موقوف ہے کیونکہ بقول سعدی غنیمت شمر صحبتِ دوستان + کہ گل تا بپنج روزست در بوستان + الحاصل وہ آئینہ رو نیکخو محلہ سنگین محل مین ایک مغل اہل دول سے کدخدا ہوئی اور وہ جو زنگ بد رنگ کدورت وحسرت اوسکی آئینہ دل پر رہتا تھا سو صفائی کے ساتھ صیقل خوشی سے دور ہو گیا اور نہال امید شبنم فرحت سے گلشن دل مین سرسبز ہوا اور غنچہ آرزو بخشت نسیم نشاط آگہی روز بروز شگفتہ ہونے لگا اور بلبل عنفوان شباب شاخ مراد پر پھول پھولکر بیٹھنے لگا غرض وہ غنچہ حدیقہ محبوبی اور گلستان خوبی اپنے مکان دلستان رشک بوستان مین لیل و نہار مثل جوشِ بہار رہنے سہنے لگی قضاے کار اوس دور افتادہ

غم آمادہ کے گھر مین رتجگے کی رسم دیرینہ پیش ہوئی عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ شگفتگی خاطر سے میرے غریب خانے مین رونق افزای محفل ہوئین اور وہ غیرت گلزار رشک بہار بھی بتجمل نو عروسی اور لباس سندروسی سے ایک محافہ زرنگار اعجوبہ روزگار پر سوار مثل جوش بہار بصد نمود در مقصود پر موجود ہوئی غرض وہ ماہ رخسار خوش نگار دست حنائی رشک پنجہ مرجان سے محافے کا پردہ اوٹھا کر مکان شادی مین داخل ہوئی اور ایک جوان پر ارمان مرزا عظیم بیگ نامی نو رستہ باغ نوجوانی [illegible] حدیقہ کامرانی بلای ناگہانی سے غافل محافہ دختر کے قریب کھڑا تھا کہ یکایک اوس بندہ خدا کو بقول مصحفی شعر [illegible] ہوتھا شرم کی صورت نظر آئی + پردہ جو گیا اٹھا تو قیامت نظر آئی + غرض یہ دل طپیدہ گریبان دریدہ عالم حیرت مین مثل تصویر دیوار اس نقشہ سے بیخود تھا بقول مصحفی نظم حیرت زدہ وہ نگاہ ٹھہری + آکر کے لبون پہ آہ ٹھہری + سودی کیا مقام سر مین + اوٹھنے لگی ہول سی جگر مین + مژگان ہوئین اشک خون سے تر مین + پلکین بنین رشک عقد پروین وہ سادہ بعالم جوانی + آیا ببلای ناگہانی + الفت مین زبسکہ بوالہوس تھا + خود وہ بمقام شعلہ خس تھا + الغرض دو گھڑی کے بعد ہوش نے اس بیخود کو افاقہ دیکر بستر ناتوانی پر مسند نشین کیا اور حواس خمسہ سے کہا کہ اس دل دادہ غم آمادہ کی اسوقت رفاقت چھوٹنا کیونکہ بقول شاہ قدرت شعر صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یانسے کر گئی + اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے + اس عرصہ مین جسوقت پیر زال شب نے مہتاب کے چہرے کو چاندنی کی اوڑھنی اوڑھا کر عقد پروین کا ہار ڈالا اور زہرہ اور مشتری کا رحم بنا کر سپہر کی کڑھائی مین انجم کے گلگلے تلنے شروع کیے اوسوقت مکان شاہی مین رتجگے عشرت فزا کے سامان مین ہر ماہرو نیکخو مصروف و مالوف ہوئی مگر یہ تیر خوردہ عشق گوشہ نشین حجلہ محبت ہدف ناوک الفت اوس ابرو کمان کے تعشق مین جلا کر مرزا قتیل کا یہ مطلع پڑھنے لگا مطلع در رہ عشق دلم شد ہدف تیر کسے زخم من بہ شدنی نیست ز تدبیر کسے + لیکن اوس مبتلای الم اور کشتہ ستم کو میری نند دلبند سے اخلاص خاص تھا اوسکی وساطت سے اوس گلرو پر آرزو نے کچھ پھولون کے گہنے اور ہار رشک بہار اسواسطے اندرون خانہ روانہ کیے کہ بوی الفت سے اوس غنچہ دہن رشک چمن کا مشام دلآرام معطر ہو تاکہ میری دلکی بیکلی کسی روش سے دور ہو جائے اور خار ہجران ہر زمان دل مین نہ کھٹکے اور کبھی وہ رشک سعد مصری شیرینی کے دونے مہمان خانے مین اسواسطے بھیجتا تاکہ وہ شیرین دہن بھی اسمین سے کچھ نوشجان فرمائے تو میری زندگانی دار فانی مین تلخ نہو اور کبھی وہ نیکذات کچھ تحفجات نادرات ہاتھون ہاتھ اوس وسیلہ سے وہان پہونچاتا کہ شاید مجھ ناچیز کی چیز اوس باتمیز کے ہاتھ مین پہونچے تو بیقراری مجھ سے پہلو تہی کرے اور دست بردار ہو اور کبھی وہ دل بیتاب مثل سیماب ہر بار بیقرار ہو کر کہتا تھا کہ دیکھیے اس شب کی سحر نے غضب کیا قیامت برپا کر رکھی کیونکہ یہ مکان شادی ہے کل وقت سحر ہر ماہ پیکر اپنے اپنے گھر کو رخصت ہو جائیگی تو بقول مصحفی شعر مین غمزدہ آہ کیا کرونگا + بے آئے اجل ہی مر رہونگا بیان سحر اس خیال پر ملال مین عروس ماہ مع سیارگان حجلہ مغرب مین روپوش ہوئی اور مسافر آفتاب جہانتاب گریبان سحر چاک کرکے اور شعاعون کے اشک منہ پر بہا کے

سمت مشرق سے نمود ہوا اوسوقت اس تیرہ روز جگر سوز کا احوال پُر ملال کچھ نہ پوچھو بقول مصحفی شعر تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ + الغرض سحر کو سب نازنینان ماہ تمثال خوشجمال اپنی اپنی محبوبیون سے بصد بشاشت رخصت ہو کر گھر کو
سدھارین مگر جس پری رخسار گلعذار سے اوسکی لاگ لگی تھی جب اوسکا محافہ اوس بدنصیب کے قریب آیا اوس دم اس ستم رسیدہ
تفتہ جگر سوختہ دل کی یہ حالت ہوئی گویا بارود کے تودے مین آگ لگا دی غرض وہ محافہ زرنگار رشک بہار کہاران تیز رفتار
کی چالاکی سے برق وار چمک کر جونہی اوسکی نظرون سے غائب ہو گیا وہین اس تیرہ بخت دل ولخت کو ابر غم نے گھیر لیا
اور آہ و فغان اور شور و بکا کی آواز رعد کی گرج کو صمٌ و بکمٌ کرنے لگی اور دل بیتاب نے بجلی کی کڑک کو مثل برف سرد کر دیا اوسکی
آہ سرد پُر درد نے ہوا کے جھونکون کو گرد کر دیا اور چشم گہربار بھی مثل ابر نو بہار زار زار رو کے ساون کی جھڑی پر
چشمک زن ہو کر بقول مرزا سودا یون کہنے لگی شعر ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوے + یہ وہ نین ہین جن سے کہ جنگل ہرے ہوئے
غرض در حقیقت پُر از رقت اوس آفت رسیدہ محنت کشیدہ دل طپیدہ جان رسیدہ کی کیا کہون کبھی تو اوس ماہرو کے آرزو کر
وصال مین پہرون روتا اور بقول جرأت یہ کہتا شعر وصل اوسکا کچھ بنا تو نہین + وان لگا دل جہان لگا تو نہین
اور کبھی وہ وابستہ ملال خستہ احوال مُنھ ڈھانپ کر پردۂ دل سے پوشیدہ لبون پر اُستاد کا یہ شعر لاتا شعر
کیا کہیے جو کچھ غم ہے دل و جان حزین پر + سچ ہے کہ نہ عاشق ہو کوئی پردہ نشین پر + اور کبھی وہ تیرہ روز جگر سوز چار
پہر دن اپنے ہم سن ہمنشین و دوستدار غمخوار جان نثارون مین کاٹتا اور جب شب پُر تعب ہوتی تو اوس ماہ لقا
رشک بدر کی الدجی کی فرقت مین داغ دلکو آہ جان سوز سے چمکا کر یون حرف زن ہوتا بقول اُستاد شعر کیون ہجر کی شب
آئی بستر پہ پلٹانے کو + پہلو ہی تھی کم تھا کچھ یاد دلانے کو + اور کبھی وہ سودائی گرفتار بلای ناگہانی اوسکی زلف مشکین
کے تصور مین پریشان خاطر ہو کر رہتا کا یہ مطلع پڑھتا مطلع ہے جی مین اوسکے کاکل پُر خم کو دیکھیے + اس آرزو کو
دیکھیے اور ہمکو دیکھیے + اور جو ہمنشین اس اندوہگین و حزین کو کہتا کہ ای غریق دریای محبت و ای رفیق لجۂ الفت
ذرا دلکو ڈھارس دے اور آپکو سنبھال اور نامردی کو کام نہ فرما تو وہ شناور بحر الم و ہمکنار لجۂ غم یون کہتا تھا کہ ای
یار و میری وہ حالت ہے بقول مرزا صائب شعر چون مورچۂ ضعیف کہ افتد در آب بند + در اختیار خویش مرا اختیار
نیست + اور جو کوئی کہتا کہ ای مبتلای الم و ای آشنای جور و ستم کچھ اپنی روداد ناشاد سے ہمکو بھی تو آشنا کر تو وہ
بیتاب یہ جواب باصواب دیتا بقول مرزا ابو علی قاصر شعر بیان کس سے کرون ای ہمنشین اس حال پر غم کا + کہ سننے سے
پراگندہ ہو جسکے ہوش عالم کا + لیکن میرے احوال پر ملال کے مطابق یہ کسی عاشق کا کبت ہے کبت موری من موہن
کی موری نین پران پر چیز کیسو سو رانت بھار وہی رہت ہے + آگ کیسو کیرا جیو دن نت پریم کی اگن مین تاپے دیہ مارو کام ہو نہین
کو ڈھب ہا + تن تو جھنجھیا جاری اور رہو بتھا پیارے پیو بن میرو ہیو اتو دکھ سہت ہے + اون تو اپنے پیرن مین
جھاڑ کے سدہ نہ لینی تاپے بانجہ پران وا ہو کو جیت ہے + القصہ وہ عاشق نو گرفتار دلفگار یاد درد و محن لعبرا …

باین قیل و قال ایکسال بسر لیگیا لیکن اوسی پیرزال صدق مقال کی زبانی ہے کہ جب اس جگر کباب خانہ خراب کی یہ حالت
پر ملالت دیکھی تو ایک شب بصد ادب مین نے پیر نے بالی سے اوس تیرہ بخت کے رشتہ الفت و سوز محبت کو اشمع رو پر روشن
کرکے کہا کہ ای چراغ خاندان عصمت و ای شمع دودمان شبستان عفت یہ ہے بقول گنا بیگم شعر شمع کی طرح کون رو جانے جسکے دلکو
لگی ہو سو جانے لیکن قائم کی زبانی شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا آہ چپ بھی رہا نہین جاتا آخر کار بعد قول و قرار اوسنے کہا کہ
ای بہن رشک تمین ایک عاشق نوزاد ہمسر مجنون و فرہاد نے شادی کے روز بچہ رشک لیلی و غیرت شیرین کو محافہ سے اوترتے
دیکھا تھا اوس دن سے اوس شکسته باغ پر داغ کا احوال پر ملال کیا بیان کرون سر پر توبال و بال جان پریشان سنبل
پریشان ہین اور اوس گل کا گریبان مانند گل بدامان چاک ہے اور تیری نرگسی چشم کے خیال مین وہ روز و شب
انکھون سے آب جو جاری رکھتا ہے اور تیری مژگان رشک سنان کے تصور مین شام و سحر خار ہجران اوسکے دل
مین کھٹکتا ہے اور تیرے لعل خندان کے دھیان مین غنچہ کی طرح اٹھہ پہر گردن جھکائی چپ بیٹھا رہتا ہے اور کبھی تیری
دست حنائی رشک پنجہ مرجان کی یاد مین برنگ ورنگ قطرۂ خون دیدۂ خونبار سے ہردم ٹپکاتا ہے اور اسکی دلگی
بیکلی کا یہ عالم ہے کہ کسی روش نہین جاتی اور تیرے فراق پر اشتیاق مین روز و شب بحال پر تعب مانند بلبل دور
از چمن نعرہ زن ہے اور رنگ رخسار جو اوس گلعذار کا مثل گل و سرخ تھا سو کاہش غم سے مثل صد برگ زرد ہو گیا
اور ہر بار وہ دل افگار بجناب پروردگار مثل چنار ہاتھ اوٹھا کر زار سودا کی طرح یہ دعا مانگتا ہے نظم یا درد دل کا دور ہو
یا دلکو تاب ہو قسمت مین جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین اے الفت چمن ترا
خانہ خراب ہو غرض اوس غیرت گل نے بصد تامل یہ فسانہ دلسوز و قصہ غم اندوز سنکر جواب نہ دیا لیکن دل مین یون
کہنے لگی کہ ہاے مین نے یہ کیا ستم کیا کہ وہان جا کر ایک سرو رعنا کو پامال الم کیا اور بظاہر اوہ دلربا بے باوفا
اوس فسانہ جگر سوز غم اندوز کو ٹالکر اور ہی گفتگو درمیان لائی الحاصل اوس تغافل شعار سلیقہ دار نے
بقول مصحفی ابیات دل بستہ عیش و ناز رکھا رسوائی سے خود کو باز رکھا مقدور تلک یہی وہ خندان
گھر اوسکا رہا بہ از گلستان اور ادھر اس وحشت پیمای ہجران نے سر و سامان کی حالت پر صعوبت کیا بیان کرون
رفتہ رفتہ جب اوس از خود رفتہ کو بیخودی نے بستر ضعف پر بچھوا دیا اور توانائی بھی پاس لاغر مضطر کا ہاتھ
ہمیات ناتوانی کے ہاتھ مین دیکر پہلو تہی کر گئی اور آواز عشق نے اوس مریض الفت کو صبح و مساریخ و محن کی
دوا پلانی شروع کی اور مادہ خون کو خلط صفرا سے زائل کرکے مرض یرقان سے اوسکو عاشقون کے روبرو
زرد رو کیا اور گرمی فرقت آہ جانفسوز نے تپ زردی کو تیز تر کرنے لگی اور امراض مہجوری و مجبوری نے التہاب
جگر سے طپش دلکو مختلط کرکے سرسام پیدا کیا الحاصل وہ گرفتہ دل نیم بسمل اوس حال پر ملال سے ایکسال اور بسر
لیگیا لیکن اس عرصہ مین وہ عورت نیک خصلت کہتی ہے کہ مین بارہا اوس دلفریب کے پاس آئی گئی مگر اوسنے غرور

کبریائی اور بے پروائی سے اوس بندۂ خدا کو کبھی نہ پوچھا کہ رنجور ندکور کا حال پر اختلال کیا ہے مگر دو تین سال کے بعد بقول شخصے
اشعار باوصف غرور کبریائی + اوسکی بھی طبیعت اسپر آئی + گھر والون نے اپنے بیٹھکر دور + سننے لگی جی سے اوسکا مذکور + اور
گاہے بحالت بیقراری و اشکباری وہ گرفتۂ دل نیم بسمل بقول مسرور رباعیات کرلی تھی آہستہ آہ جان گداز تا نہ کھلجائے
کہین چاہت کا راز + نے کسی سے گفتگو نے بات تھی + رات دن رونیکی بس اوقات تھی + اوس بربادِ ناشاد کی یہ حالت
پُر از رقت دیکھکر مین یون گویا ہوئی کہ اے ماہرو نیکخو تیری تو چند روز جانسوز مین یہ حالت پر ملالت بہم پہونچی کہ تیرا
جی ہی جانتا ہوگا اور وا ای بیجان اوسکے کہ جو دو برس کامل بین ہی درد و محن مین گذر گئی پر اب سے غنچہ لب بقول قاصر
مطلع دل سیر مسیحا سے ہے بیار تمہارا + وارستہ عالم ہے گنہگار تمہارا + کیونکہ بقول مسرور رباعیات صبر کی ابتو نہین طاقت اوسے
ایکدم دشوار ہے فرقت اوسے + زندگی اوسکی ترے ہی ہاتھ ہے + تجھکو مردے کو جلانا بات ہے + لیکن تو بقول میر حسن شعر
نہین تو یہ رگ رگ کے مرجائیگا + اسی طرح جی سے گذر جائیگا + یہ سخن دلشکن وہ ماہ پیکر سنکر آہ پر درد کھینچکر کہنے لگی بقول
جرأت شعر بلین کیونکر اگرچہ غلبۂ الفت کی شدت ہے + نہین ہے پاس رسوائی ہمین لوگون کی دہشت ہے
لیکن اے بہن دل لگن میری اور اوسکی ملاقات بے آفات کے اوس صورت کے سوا اور کوئی شکل نہین ٹھہرتی
کہ اس مہینے مین کچھ تقریب شادی درپیش ہے سب عورات قبیلہ اور زنان ہمسایہ باہم آئینگی اگر تو اوسکو بھی لباس
زنان مین آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے ہمراہ لے آئے تو مضائقہ نہین الغرض اس طور سے اوس مہجور رنجور کا مدار وصل
ٹھہرا کہ روز دل افروز بھی شب ہجر کو کوتاہ کرکے درپیش آیا اوس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانی برنگ زعفرانی
مع زیور جواہر نگار عجوبہ روزگار ایک کشتی دریا اثر مین لگاکر میرے گھر مین پہونچا دے الغرض اوس رشک حور و غلمان
اور غیرت مہر درخشان کو بنا سنوار کر لباس عروسانہ سے ایک محافۂ زرنگار مین سوار کرکے رونق بخش محفل شادی
ہوئی لیکن اوس دانائے دہر یکتائے عصر نے بدانائی بحد زیبائی ایک الگ مکان دلستان مین اوس گل حیا کو دکر
اوتروا دیا اور ادھر اودھر پھر کے گاہے اپنے جمال ماہ تمثال سے اس تشنۂ دیدار کو سیراب کرجاتی اور گاہے ایک جھلک
برق وار اوس دلفگار کو دور سے دکھا کر غائب ہوجاتی لیکن اس تشنۂ رنج و محن خستہ تن کا یہ نقشہ تھا بقول مصحفی ابیات
انکھون سے سرشک مثل جاری + دل پر وہی جوش بیقراری + اس عین خوشی مین ہجر کا غم + اجزائے نشاط وصل درہم + اور
اس مہمان خانے مین وہ وہ جو عورات عمدہ اور زنان حورلقا صاحب تمکین بحد تزئین رونق افزائے محفل تھین اسکے
الگ بیٹھنے سے سب باہم منغص ہوکے کہتی تھین کیا معنی یہ عورت ماہ سیرت ایسی کونسی خاندان عالی شان سے ہے جو ہم سب سے
نفرت کرکے الگ بیٹھی ہے علی ہذا القیاس یہ ہمارے پاس آنیکی تکلیف کرلی ہے اور نہ ہمکو خوشی سے کہتی ہے کہ
اے بیبیو بحضرت عباس تمہین میرے پاس بلاؤ سو اس تشریف لاؤ صاف اس بات سے یہ معلوم اور
مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حور اپنے حسن پر نہایت مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی کہ بیبیو مین نے دریافت کیا

چوسر کی بازی دونون دل دو نیم میر بساط عشق نے دوہی مین لائے اسواسطے سٹے بازی کر دو مہینے کے بعد انکی زر جان
پُر ارمان کو مار ڈالے گا اس گفتگو سے دو بدو مین شبِ وصال اوس پاچال الم سے پہلو تہی کرنے لگی اور وداع
سحر کا آثار ہونے لگا اوس پری خجلت دہ کبک وری نے بدانائی براے رفع بدنامی اوس نیجان پُر ارمان
سے کہا کہ اے دلدار مونس غمگسار جی تو نہین چاہتا ہے کہ تجھکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجیے
مصرع زمین سخت اور آسمان دور ہے + اور بقول شخصے شعر جدائی کا ہم تیرے غم کیا کرین + فلک یون ہی چاہے
تو ہم کیا کرین + مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکھ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شکل پر گاہے گاہے مواصلت کی صورت ہیگی
پر اسوقت صلاح وقت یہ ہے کہ ابھی روز روشن نہین ہوا مبادا بوقت فردا تیری چال ڈھال سے کوئی
پہچان جائے تو موجب ہتک جانبین ہے بصد اشکباری اور بیقراری اوس مہر درخشان کو اوس ماہ سیما
نے تارون کے وقت چشم فتنہ مین خاک ڈالکر رخصت کیا بعد ازان زنان ہمسایہ کو باری باری وداع کر کے
یہ غزل مسرور کی زبان پر لائی غزل یون نہ کوئی عشق کا بیمار ہو + ہاے دشمن کو نہ یہ آزار ہو + اے خوشا ذات
اوس وارفتہ کے + رات دن جسکی بغل مین یار ہو + کسکو طوبیٰ کی ہوس ہے دوستو + ہم ہون اور وہ سایۂ دیوار ہو
ہجر کی شب کیا کرے ضبطِ فغان + دل کی بیتابی سے جو ناچار ہو + حضرتِ عیسیٰ کے قم سے کیا اوسے
جو کسیکا کشتۂ رفتار ہو + کیا بجھے شربت سے اوسکی تشنگی + یار کا جو تشنۂ دیدار ہو + زیست ایسے شخص
کی مسرور کیا جسکے پاس نے غمخوار ہو + ادھر تو اوسکی یہ حالت پُر رقت تھی ادھر وہ نیم بسمل بیجان پُر درد دل
گھر مین گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی ابیات نہ جی کو تسلی نہ دل کو قرار + کفِ غم مین سر رشتۂ اختیار
کبھو یاد کر اوسکو نالان رہے + کبھی ٹک جو بھولے تو حیران رہے + نہ دم بھر کبھی دیدۂ تر لگے + نہ گھر مین لگے
جی نہ باہر لگے + کبھی یان کبھی وان بحالِ خراب + وہی بیقراری وہی اضطراب + لیکن گاہے گاہے وہ
پری رو نیکخو براے تشفی خاطر فاتر اسکے پاس بادل پُر یاس اصیل بھیجکر خبر وحشت اثر منگوایا کرتی تھی
اس عرصہ مین آزار غم نے یہانتک طول کھینچا کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار خستہ و ناکام
دار فانی سے ملک بقا کو رحلت کر گیا یہ واقعۂ غم افزا برملا اوسکی مادر خستہ جگر دیکھکر با دیدہ گریان و دل بریان
یون کہنے لگی مثنوی ای نور نگاہ ماہ ثانی + افسوس تری یہ نوجوانی + افلاک نے خاک مین ملائی + مجھکو تری موت
کیون نہ آئی + ای کاش تمھارے بدلے بیٹا + مرجاتی جو مان تو خوب ہوتا + مجھ پیر کے آگے ہاے صد وای + افسوس کہ نوجوان گیا ہاے
یہ بین بچین کرکے اوسکی مادر مضطر بستر خاک پر بیہوش ہو گئی لیکن اوسکے دوست و آشنا اور خویش و اقربا نے غسالون سے
غسل دلوا کے پارچۂ نفیس سے تکفین کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر براے تزئین ایسا ایک دوشالہ سبز اوسپر ڈالا کہ
جس سے وہ تابوت عاشقون مین سر سبز ہو گیا اور اسپر پھولونکی چادر لہلہاتی ڈالکر جو حمال پُر ملال لیچلے تو اوس

کچھ اس بد دماغ کو خلل دماغ ہے جو یون ہم لوگون سے متنفر ہے اور کوئی زرگری مین کہتی تھی کہ یہ سیمین کم سخن اپنے زر و زیور
کے گھمنڈ مین بالا بالا رتبہ جہانگیری کو پہونچی ہے جو اس روپ سے اسکو الگ سونا بیٹھنا پسند خاطر ہے اور کوئی جامہ زیب
دلفریب ہاتھ ململ کے کہتی تھی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ بے بہا کی تمکنت مین ایسا گاڑھا دماغ رکھتی ہے
کہ حجرے کے صحن تک بھی نہین آتی یہ رمز و کنایہ اون بیبیون کا صاحب خانہ سنکر یون حرف زن ہوئی کہ ای بیبیو
یہ خوشجمال نیکخصال کچھ اپنے لباس بے قیاس اور زیور جواہر نگار عجوبہ کار پر بد دماغ ہو کر الگ نہین بیٹھی ہے
اس مہ پیکر رشک قمر کو کچھ خلل دماغ اور خفقان بے پلیان ہے اس سبب سے وہ نازنین رشک حور عین تم سبکے قرین
نہین آتی کہ کسی پری رو نیکخو کی خدمت مین کچھ گستاخی نہو جائے بقول شخصے مصرع ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را
اس گفتگوے دلجو سے سب مہمانون کی تشفی خاطر کر کے کہنے لگی کہ بیبیو اگر ایک گھڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت
کیجیے تو ایک بازی چوسر کھیلکر اوس پرحجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کر آؤن یہ کلام فرحت انجام سنکر
ہر پری پیکر کہنے لگی کیا مضائقہ ہے مصرع خوشی اپنی بھی اوسی مین ہے خوشی جسمین تمہاری ہے + القصہ وہ ماہ دلخواہ
اس رشک آفتاب کے پہلو مین جلوہ گر ہو کر حجرۂ برج آسمانی مین جلوۂ قران السعدین دکھانے لگی اوس وقت اوس
حجرے کا اون دونون ماہرویون سے یہ عالم تھا گویا ایک ہالے مین دو ماہ یا ایک صدف مین دو گوہر آبدار
یا ایک فانوس مین دو شمع کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین اور کیفیت سنو کہ جسوقت چوسر
بچھا کر اس نازنین مہ جبین نے پہلے پانسا پھینکا تو چہ تین نو آئے تو وہ نو گرفتار محبت بیمار الفت یون
بولی کہ اے دلدار غمگسار فی الحقیقت ہے کہ تو نے اس محبت پر صعوبت کی بڑی مصیبت اوٹھائی ہے لیکن
مین ابھی ہنوز نو آموز عشق ہون بہر نوع تجھکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ میرا حال پر ملال
نوع دیگر ہو اوسکے بعد اس دل تفتہ جگر خستہ نے جو پانسا پھینکا تو پو بارہ پڑے اوس پانسے کو دیکھکر یون
حرف زن ہوا کہ اے یار جانی و اے مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین یہ میرے حسب حال صدق مقال ہے
کہ مجھکو دو برس یعنے ایک جگ اور ایک مہینا پورا ہوا ہے کہ تیرے عشق مین عقل کے چھکے چھوٹ گئے حواس خمسہ
کے پنجے بند مین کوئی رہائی کی چال بے زوال نہین سوجھتی دوسرے یہ ہوش و حواس کا بھی جگ ٹوٹ گیا
اور خرد کی نرد کٹ گئی آگے دیکھیے حضرت عشق اس بدرنگی مین کیا رنگ دکھاتے ہین اس غم سے جی پک گیا
اور کوہ الم کی سل چھاتی کے متصل اڑی رہتی ہے اور خیال خام نے دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل
گھر بار چھوڑانی ہے تاب و طاقت نے ست ہار دیا کوئی داؤن ایسا نہین آتا جس سے اس غم کے ہاتھون
سے چھوٹکر لالون لال ہو جاؤن یا بساط جہان سے ملک عدم کو اوٹھ جاؤن کیونکہ بقول جرأت
شعر سخت بےچین قلق اس دل کا ستاتا ہے مجھے + گہ اوٹھاتا ہے تو یہ گاہ بٹھاتا ہے مجھے + الحاصل وہ

تابوت پُر الم کا یہ عالم تھا گویا تختۂ چمن پُر از نسترن دوش صبا پر روان ہے رفتہ رفتہ اوس تشنۂ محبت خستۂ الفت کا تابوت
جذبۂ عشق سے اوسی طرف کو روانہ ہوا جدھر اوسکی معشوقۂ جان نثار و محبوبۂ غمگسار کامگار دلستان بیٹھی آخر الامر وہ تابوت
بنات النعش وار بے اختیار سنگین محل مین سنگین ہوکر یون اشارہ زن ہوا مرزا مسیتا عشق کے بقول شعر تیرے ساتھ ہو
حسرت دل محروم سے نکلی + عاشق کا جنازہ تو ذرا دھوم سے نکلے + اور بقول حکیم حیات اللہ قرار اش شعر
بعد کشتن رحم بر حالم نہ فرمائی چرا + ہمرہ تابوت بر گورم نمی آئی چرا + غرض حمالون نے ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار محبت اور آثار
قیامت کسی طرح سے چلے لیکن مطلق اوس تابوت حیرت افزا کو جنبش نہوئی اس واردات کی عجائبات دیکھکر ہجوم
جزو و کل مین سب تامل غل ہوے اور آپسمین یون ہم سخن ہوے کہ آیا دیکھیے اسوقت کیا قیامت برپا ہوتی ہے جو یہ تابوت
گرانبار مثل کوہسار یہانسے نہین ہلتا ہے اس واقعۂ عجیب و غریب کے نظارہ کو ہر ماہ تمام اپنے اپنے بام پر جلوہ گر
ہوئین القصہ یہ خبر وحشت اثر اوس عشوہ گر خستہ جگر کو بہ پہنچی جدھین اوس مضطر نے پنجۂ ضبط سے دلکو تھام کر
غسل کیا اور پوشاک سفید بجان نومید تن پر آراستہ کر کے اور پیش قبض شوہر ہاتھ مین لیکر بطواف کشتۂ خویش
وہ جگر ریش بر لب بام باشتیاق تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تابوت عاشق مبہوت بقول
مصحفی اشعار چلتا نہین جا سے اٹر رہا ہے + کہرام گلی مین پڑ رہا ہے + بس دیکھتے ہی اوسے بھر آگئی آہ + مارا بر
شکم وہ دشنہ ناگاہ + لگتے ہی اوس پیش قبض آبدار خونخوار کے وہ لالۂ خون مین غلطان ہوکر جان بحق تسلیم
ہوئی اور تیغ عشق نے یہ جوہر دکھلائے کہ اوس گلبدن رشک چمن کے خوناب کی دھار زیر بام آئی یہ روداد
بیداد دیکھکر اوسکا شوہر خستہ جگر کوٹھے پر جو آیا تو کیا دیکھتا ہے بقول مصحفی شعر ہے بام پر غرق خون وہ
گلفام + خورشید ہو جیسے بر لب بام + آخر کار اوس مبتلاے الم پر غم کو اوس دم کچھ نہ بن آیا چار و ناچار
اوسکو با دل زار ہاتھون ہاتھ تکفین کر کے وہ جنازہ غم آمادہ لیکر گھر سے باہر نکلا تو عجب طرح کا ایک
شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئی کوئی تو زار زار مثل نوبہار گریان با دل بریان یون حرف زن تھا شعر
کبھی دیکھا نہ ہمنے نے سنا ہے + جو اس دم اس گلی مین ماجرا ہے + اور کوئی خاک پر پچھاڑین کھا کھا کر یہ کہتا شعر
اس عشق نے کیا غضب دکھایا + اس مہ کو جو خاک مین ملایا + اور کوئی عالم حیرت مین انگشت زیر دندان کاٹتا
اور یہ سخن دلشکن کہتا کہ شاید ان دونون مین پوشیدہ آگے سے محبت ہوگی جو آج یون ایکبار اظہار ہوئی
قصہ مختصر جب جنازہ غم آمادہ معشوقہ جان نثار کا آگے ہوا تو پیچھے وہ تابوت بھی خود بخود چل نکلا لیکن بقول
مصحفی نظم دونون وہ جنازے جب روان تھے + حیرت زدہ پیر اور جوان تھے + کہتے تھے یہ طرفہ ماجرا ہے
کیا مردے نے زندے کو لیا ہے + آخر کار اون دونون خاکسار جان نثارون کو تکیہ پر بہم زیر خاک تسلیم کیا
اوس دم بقول الٰہی بخش شعر جب قبر مین اون دونون کو اکبار اوتارا + غل تھا یہی الفت نے انہین مار اوتارا

لوزتن

مثنوی اب آگے کیا لکھون ہیہات ہیہات + نہین ہوتا کسی کا اس طرح ساتھ + غرض یہ عشق تو وہ بد بلا ہے + کہ جسکی
آگ مین ہر اک جلا ہے + کہان مجنون کہان فرہاد بیدل + کہان شیرین کہان لیلی کا محمل + کہان عذرا کہان وامق دل
افگار + کہان نل اور دمن سی ماہ رخسار + ہزارون گھر لٹائے عشق نے آہ + ہزارون جی جلائے عشق نے آہ + نئی اسکی
حکایت ہر جگہ ہے + نئی اسکی شکایت ہر جگہ ہے + بس اب چپ ہو رہا گے اب الم کی + نہین خامہ کو طاقت ہے رقم کی + اور بقول
شخصے فی الحقیقۃ شعر یہی کیا لکھا اور کیا پڑھا ہے + محبت کا ابھی قصہ بڑا ہے

داستان یعنے ایک شہر کے مسافر خانے مین نقش صندلین دست نازنین پر تاجر کا عاشق
ہونا اور اوسکے فراق مین مرنا اور اوسکی وصیت کے موافق اوسی مکان مین مالک کا
دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبۂ عشق تاجر سے معشوق کا جان دینا

تجاران دلفروش و خریداران متاع جوش و خروش یہ قصہ غم اندوز و فسانہ جگر سوز کاغذ شفاف پر کلک جگر
شگاف سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک سوداگر بچہ بہیر زرشتہ گلشن جوانی و گلدستہ باغ کامرانی بلبل شاخسار
عنفوان شباب و صلصل سرو بوستان شاداب ایسا حسن و جمال رشک بدر کمال رکھتا تھا کہ اگر اس دور
مین زلیخا ہوتی تو اوس یوسف ثانی کے روبرو کبھی یوسف مصری سے نبات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اس عہد گار
مین بقید حیات ہوتی تو اوسکے عشق مین خود مجنون ہو جاتی اور اگر شیرین اوس شیرین دہن رشک سمن کو ایکبار
دیکھتی تو مثل کوہ کن وہ خستہ تن اپنی جان شیرین تیشۂ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اوسکا شہرہ سنتی تو بشکل
وامق وہ سینہ شوق گرفتار رنج و بلا ہوتی اور اگر دمن رشک چمن اوس غنچہ دہن رشک سمن کو ایک
نظر دیکھتی تو اپنے دل کی بساط نل کی طرح چوسر غم مین ہار دیتی غرض سچ تو یون ہے بقول شخصے شعر
گویا بزمین ستارہ آمد + یوسف بجہان دوبارہ آمد + لیکن اس حسن و جمال بیمثال پر بقول میر تقی
اشعار عشق رکھتا تھا اوسکی چھپاتی گرم + دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم + سر مین تھا شور شوق
دل مین تھا + عشق ہی اوسکے آب و گل مین + اور دولت و حشمت سے منعم حقیقی نے اوس عالی قدر کو بقدر
آسودہ خاطر کیا تھا بقول میر حسن شعر طویلے کے اوسکے جو ادنی تھے خر + او نہین نعلبندی مین ملتا تھا زر + الغرض
وہ رشک گلزار برای سیر شہر و دیار با رفقای خوش کلام و ندمای نیک انجام اپنے شہر سے عازم سفر ہوا مگر اوسکے
جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا کیا بیان کرون مثنوی اسباب تمام خسروانہ + بہلون پہ لدا تھا سب خزانہ
لشکر مین جو کوئی لشکری تھا + دولت سے وہ اوسکے جوہری تھا + کہنے کو تو تھا وہ شخص تجار + شاہون کی
تھوگی پر یہ سرکار + الحاصل وہ رشک حاتم بن طے منزل بمنزل مراحل بمراحل راہ طے کرتا ایک شہر عالیشان مین
داخل ہوا مثنوی اوس شہر کے کیا کرون مین اوصاف + ہر کوچہ تھا آئنہ سا شفاف + تھا عجوبہ نگار ہر دکان تھی

اور نہر گلی گلی روان تھی + پتھر کے مکان ستے وہ اعلی + جنت سے جو تھے کہین دو بالا + الغرض یہ سوداگر پری پیکر
اوس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اوس عمارت عالیشان جنت نشان کے قریب گیا کہ جس حویلی رشک گلزار مین شاہان
ذوالاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر آکر مقیم ہوتے تھے غرض اوس مکان عالیشان مین وہ عالی وقار مع خویش و تبار
رونق بخش ہوا لیکن بقول ضمیر شعر سمجھا نہ کہ ہونگے ہم یہین سکے + دنیا کے رہین گے اور نہ دین سکے + القصہ
اوس مکان دلکشا جانفزا کے جلوخانے مین تمام سپاہ اور بنگاہ یا خیمہ و خرگاہ منزل گزین ہوے اور
رفیق قدیم و شفیق ندیم اوسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اوتار کر ہر کار یکبار مشغول ہوے کوئی پاک
طینت نیک خصلت بر لب جو وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو آلودہ گرد و غبار قریب آبشار نہانے مین مصروف و مالوف
ہوا اور کوئی رشک چمن غیرت سمن بصد آرزو لب جو زرین پوشش گلدوز بچھا کر بہار دانش مطالعہ کرنے لگا
اور کوئی بیوطن مثل بلبل دور از چمن اپنے گلرو کے تصور مین اوس باغ کو دیکھکر یتیم کا یہ شعر پڑھنے لگا شعر
ترے دیوانے کو ہے جینے سے حرمان باغ مین + زخم آتے ہین نظر گلہاے خندان باغ مین +
اور کوئی تاک کا سایہ تاک کر استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش روش پر کسی گل اندام
کے ساتھ گلبازی کرنے لگا اور یہ شعر سودا کا زبان پر لایا شعر رونق کسی گلشن کے نہ زینت
کسی سر کے + مثل گل بازی نہ ادھر کے نہ ادھر کے بیان شب اس ضمن مین جسوقت مطرب
فلک نے دائرہ آفتاب کو غلاف آفتاب مین کیا اور رقاصہ شب نے لولی زہرہ اور مشتری کو ستار
ثریا اور قانون کہکشان دیکر چاندنی کے فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے مجرے کے واسطے بھیجا اوسوقت
اس سوداگر پری پیکر نے طائفہ ہاے رشک گلزار اور مہرویان پری رخسار کو یاد فرمایا غرض ایک
ماہوش پوشاک نفیس مع سازندہ ہاے جلیس فرش محمودی پر سامنے آکر جلوہ گر ہوئی مثنوی
ناچ کا اوسکے کیا کرون مین بیان + منھ مین لکنت ہے کرتی میرے زبان + بھاؤ بتلاتی تھی کوئی جھرو +
کوئی آنکھین لڑاتی تھی ہر سو + کوئی گھونگھٹ نکالکر منھ پر + سر دامن لگاتی تھی ٹھوکر + ناچتی تھین وہ جب
بایئن انداز + نقد جان کرتی تھی ہزارون نیاز + کوئی دستار باندھکر بانکی + کھولکر بال مارکر گالی +
پیشواز اپنی کو اوٹھا کر آہ + تا کمر دونون ہاتھ لا کر آہ + کھڑی بھرتی تھی اس طرح سے گت + جس طرح سے ہو
برق کو حرکت + اور کوئی ایک سمت ہنس ہنسکر + رکھکے انگشت کو زنخدان پر + سر و گردن کو اپنی کرکے خم +
بھاؤ بتلاتی تھی کھڑی ہر دم + اور کوئی ایک سمت کو اوٹھا کر ہاتھ + ناچتی تھی وہان سبھون کے ساتھ + اور یہ
گاتی تھین خوش ادا بیٹا + میرا بالکا سرو جیون والا + غرض کیفیت رقص اور وہ نفیس فرش عجب عالم رکھتا تھا
کہ بیان سے باہر ہے اور ایک طرف کو سو جھکیان اور دیوارگیریان اور کنول ہاے مینائی ایسے روشن

اور منور تھے کہ جنکے ملاحظے سے دل کا کنول کھلتا تھا اور ایک طرف کو لالٹینین اور فانوسین جواہر نگار اعجوبہ کار
سبز و سرخ آبی و آتشی بہ شمعہاے مومی و کافوری اسقدر روشن تھین کہ جنکے دیکھنے سے فانوس تن مین دلکو
فروغ ہوتا تھا اور ایک طرف طائفون کے غٹ نفیس نفیس پوشاکین تن پر آراستہ کیے اور سر تا فرق جواہر
مین غرق اس شکل سے بیٹھے تھے شعر دیکھکر جنکو جاے بھوک اور پیاس + کبھی صحبت سے دل نہو دی اوداس
حاصل کلام وہ تاجر عالیمقام اس کیفیت سے دو پہر شب بسر لیگیا اسکے بعد مع ہمنشین و ہمدم و انیس و محرم
خاصہ نوش جان فرما کر بارہ دری مین براے استراحت پلنگ پُر نفاست پر جلوہ گر ہوا اقتضاے کار نامساعدت
روزگار سے لیٹے لیٹے اوس ماہ طلعت مہر صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کے کونے مین صندل کے
چھاپون پر جو پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ اون صندلی چھاپون مین ایک چھاپہ خوشنگار غیرت گلزار
اس روش پر کسی غنچہ دہن کے ہاتھ کا ہے کہ جسکے دیکھنے سے پنجۂ غم سینے سے دلکو کھینچتا ہے
اوس چھاپہ کو دیکھکر وہ سوداگر خستہ جگر دست افسوس زانوے غم پہ مار کر یون گویا ہوا کہ ہاے مجھ
جگر فگار دل بیمار کی دیکھیے چنگل شہباز عشق سے کیونکر رہائی ہوگی بقول شخصے شعر کوئی صورت نہین ہے
زندگی کی + رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی + اور کبھی وہ گرفتۂ محبت اور سرشار می الفت بے اختیار
سیماب وار بیقرار ہوکر پلنگ پر اوٹھ بیٹھتا اور بچشم پُرنم بصد الم اوس چھاپے کو دیکھتا اور یہ کہتا
بقول میر مظہر علی زار شعر چھوٹ جائین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین + خاک ایسی زندگی پر ہم کہین
اور ہم کہین + اور کبھی وہ مبتلاے الم و آشناے ستم آنکھون پر رومال رکھکر بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار
روتا اور ضمیر کی یہ غزل پڑھتا غزل نے سر کی خبر نہ ہوش پا ہے + کیا جانیے مجھکو کیا ہوا ہے + دیکھے نہ کسیکی مین نے
ابرو + خنجر سا یہ دل مین کیون لگا ہے + واقف نہین شکل سے بھی جسکی + افسوس کہ جسپہ دل چلا ہے + یوسف
کو بھی تو نے اے زلیخا + دل خواب مین دیکھکر دیا ہے + یہ عشق مرا تو دیکھ مین نے + دیکھا نہ صنم کو نہ سنا ہے
آگہ نہین جسکے نام سے بھی + اے واے وہ جی مین کھب گیا ہے + کیا کہیے ضمیر تجھسے واللہ
یہ عشق ہے یا کوئی بلا ہے + بیان سحر اس عرصے مین پنجۂ خورشید نے گریبان سحر کو چاک کیا اور
خادم فلک آفتاب کا آفتابہ لیکر مع زیر انداز شفق سمت مشرق سے نمود ہوا اوسوقت وہ سوداگر خستہ جگر
منھ ہاتھ دھوکر جو مسند زرنگار رشک بہار پر آبیٹھا تو عجب حالت تھی کہ آنکھون کو جو دیکھیے تو چشم بد دور
یہ نقشہ تھا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے +
اور جو اوسکے لب خندان رشک گل تر تھے اونپر عشق کی گرمی اس قدر غالب تھی
کہ مارے خشکی کے پپڑیان بندھ گئی تھین اور اوسکے چہرے کا رنگ جو مثل زرد و سرخ تھا سو ہاشر

غم سے شکل گل صد برگ ہوگیا اوس پامال کا یہ احوال پُرملال دیکھکر کوئی انیس ہمدم اور جلیس محرم جو پوچھتا کہ
کہ اے گل باغ خوبی و اے غنچہ حدیقہ محبوبی یہ اس گرفتگی طبیعت پُرازرقت کا موجب اور سبب کیا ہے
نصیب اعدا شب کو سوائے شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن و ملال نتھا تو وہ ازخودرفتہ ولخستہ تفتہ جگر ایک آہ سرد
بھر کر حسرت کا یہ شعر زبان پر لاتا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی + رگ رگ مین نیش غم ہے کیسی کہان
کہانکی + اور جو کوئی غمگسار غمخوار تشفی اور تسلی دیکر کہتا تھا کہ اے غریق ورطہ محبت و اے رفیع دجلہ الفت اسقدر
مضطر نہو تو وہ نیمجان کشتہ ہجران اور زیادہ ڈھاڑین مار مار کر روتا بقول خواجہ حسن سچ ہے شعر دل دلاسی سے ہی
کرتا بیقراری بیشتر + خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر + آخرکار وہ دل افگار رخت گدائی تن پر آراستہ کرکے
فقیر ہو بیٹھا اور وہ اسباب بیحساب لٹا کر ہمدمون سے کہنے لگا کہ اے صاحبو تمہارا جدہر جی چاہے اودھر
تشریف لیجاؤ کسواسطے کہ اب مجھکو انیس غم اور جلیس الم کے سوا کوئی نہین خوش آتا بقول مرزا صاحب
شعر عشق ست غمگسار دل درد مند را + آتش گرہ زکار کشاید سپند را غرض اوس دل طپیدہ آفت رسیدہ
کا سوائے مونس غم کوئی یار غمگسار نرہا تو یہ شعر خواجہ حسن زبان پر لایا شعر پایا ہے بیکسی مین عجب مین نے
یار دل + مین غمگسار دل کا مرا غمگسار دل + اور گاہے وہ عاشق زار جو کوچہ و بازار کی طرف جاتا تو
اوسکی حالت پُرملالت پر کوئی دست بسینہ ہوتا اور کوئی لوگون مین انگشت نما کرکے یون کہتا ہے کہ یہی
سودائی چھاپے کا شیدائی ہے القصہ اسی حال پُرملال سے یہ ماہرو نیکخو کئی مہینے بسر لیگیا لیکن جس
مکان دلستان مین یہ خانہ خراب نقش دیوار ہوا تھا اوس مکان جنت نشان کی ایک عورت صاحب عصمت
ملکیت رکھتی تھی اور اوسکی طرف سے ایک پیرزال شیرین مقال اس حویلی رشک گلزار کی مختار تھی آخرکار
ایک روز یہ غم اندوز بادل زار اوس مختار مکان کے پاؤن پر سر رکھکر یون گویا ہوا کہ اے سرمایۂ خوبی و
اے پیرایۂ محبوبی برائے خدا و بحق مصطفے سچ کہہ کہ اس مکان دلستان مین کس عزیز رشک شمشاد کے
ہاتھ کا وہ چھوٹا صندلی چھاپا ہے کہ جسکو دیکھکر ہیہات اپنی حیات سے مین دست بردار ہون یہ تقریر اوس دلگیر
تشویر کی وہ سنکر کہنے لگی کہ اے کان ملاحت و اے معدن صباحت اس صندلی چھاپے پر تو نے دردسر پیدا کیا تجھکو
کچھ خبط ہے یا تو وحشی سڑی سودائی ہے کہین بھی دل دینے کا یہ دستور ہے جو تو اپنے بھلے چنگے جی کو روگ لگاتا ہے
یہ کلمات نصیحت آمیز دُرریز اوس مختار مکان کے سنکر یہ کہنے لگا کہ ای نیکبخت صاحب عصمت تو سچ کہتی ہے لیکن حاجی
کا قول ہے شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + الحاصل اوس مختار مکان کو دریافت ہوا
کہ یہ دل افگار جان نثار عاشق صادق ہے تب بلبل زبان کو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ ای گل گلزار محبت و ای
بلبل شاخسار الفت چھ مہینے کے قریب ہوئے ہین کہ ایک تاجر عالی وقار مع عیال و اطفال اوس مکان عالیشان مین

نازل ہوا تھا چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو درپیش آئی تو اوس عالیمقام نیک انجام نے کئی مقام بحسب اتفاق اوس
وثاق مین اور اوسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجا لائین ای عاشق صادق یہ چھاپے اون
حور لقا عورتون کے ہاتھ کے ہین اور جس بت چین کے دست نازنین کی چھاپے پر تو جگر افگار نقش دیوار ہو وہ اوسکی
دختر رشک قمر کے مبارک ہاتھ کا ہے آگے اوسکے حسن و جمال کی تعریف کرنا کلام کی فضولی ہے بقول میر حسن شعر
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اور اوسکے سراپا کی صفت سراپا کیا بیان کرون اسقدر
کافی ہے کہ وہ حور لقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہے بقول میر تقی شعر جدھر وہ ذرا گرم رفتار ہو + قیامت ادھر
سے نمودار ہو + اس گفتگو روبرو سے اوس تفتہ جگر کے شعلہ شوق کو اور اشتعال کی ہوئی بقول شخصے شعر
شعلے بھڑک کے اوٹھنے لگے دلکے داغ سے + آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے + الحاصل یہ سوختۂ آتش فرقت
اور برشتۂ الفت آہ جگر سوز دلدوز کھینچکر یون حرف زن ہوا کہ اے مختار مکان و ای آرام جان وہ تاجر قافلہ سالار
تشریف شریف کدھر لیگیا ہے اور کس شہر مینو چہر کا متوطن ہے اسکے جواب مین وہ مختار مکان باہ و فغان کہنے لگی
کہ ای دور افتادۂ منزل محبت و اے غم آمادۂ مراحل الفت اوسکے وطن رشک چمن سے تو مین آگاہ نہین ہون
مگر اوسکے قبائل حور شمائل کی زبانی یون سننے مین آیا ہے کہ ایک سال فرخندہ مآل کے بعد پھر اس مکان دلستان
مین مقر آینگے سو ای مبتلای بلای روزگار و ای شیدای نقش دست نگار اس بات کو چھ مہینے گذر گئے ہین اور چھ
مہینے کا عرصہ اوس کاروان سبک عنان کے ادھر مراجعت کرنے مین باقی ہے یہ گفتگو اوس ہیچمو کی گوش زد
کرکے یہ شعر کسی کا پڑھنے لگا شعر صبح پر وصل یار کی ٹھہری + آہ پھر انتظار کی ٹھہری + لیکن یہ عشق خانہ خراب
بقول میر تقی اشعار خار خار دل غریبان ہے + انتظار بلا نصیبان ہے + آرزو ہے امیدوارون کی + درد مند
جگر فگارون کی + اور کبھی اوسکے خیال پر ملال مین کہتا تھا کہ ای یار جانی و ای سرمایۂ زندگانی بقول طوفان
شعر نگویم بوصلت مرا شاد کن + ز محرومی من دمی یاد کن + القصہ اس دوچار بلای ناگہانی اور مبتلای آفت آسمان
کو اسی شش و پنج مین پانچ مہینے اور چند روز غم اندوز گذر گئے کہ دیکھیے وہ ماہ مقصد سپہر امید پر کب جلوہ گر
ہوتا ہے اور جب چھ مہینے مین دس پانچ روز باقی رہین اوس دور افتادۂ غم آمادہ کی وہ حالت ہوئی کہ الانتظار
اشد من الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد سچ ہے شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + اس
عرصہ مین اوس بیدل کو وہ چھ مہینے کامل حالت اشکباری و بیقراری مین گذر گئے تو بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہوکر
میان جرأت کا یہ شعر زبان پر لایا شعر نہ آیا یار افسوس چلی اب تن سے جان زار افسوس + آخرکار اوس مختار مکان کو
بلوا کر یہ وصیت کی کہ اے دوای دردمندان و اے شفای مریض امیدواران براے خالق کون و مکان
بعد انتقال مجھ بے وصال کو اسی مکان بے نشان مین دفن کیجیو کہ جس مقام پر وہ صندلی چھاپے ہین کیونکہ

بقول حیات شعر غم دلبر سے دل بر جان حزین ہے + امید اب مجھکو جینے کی نہین ہے + اے مختار مکان وا اے غمخوار
مظلومان اسواسطے کہتا ہون کہ جیتے جی تو اوس سرمایۂ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہوا مبادا وہ ماہ لقا
ادھر کو رونق افزا ہو اور میری تربت کو بخرام ناز بعد انداز ٹھوکر لگا کر سرفراز و ممتاز کرے تو عجب نہین کہ زیر خاک
مجھ غمناک کی تسکین خاطر ہو جائے اب مختار مکان اس میری وصیت اور نصیحت مین جو قصور کریگی تو واللہ
باللہ مین چاک گریبان محشر مین تیرا دامنگیر ہون گا آخر کار وہ جگر افگار یہ گفتگو کرتے کرتے بیک آہ جان سوز
مانند چراغ سحری گل ہو گیا یہ ماجراے جگر سوز و حیرت اندوز دیکھکر مختار مکان بے اختیار زار زار مثل ابر
نوبہار رونے لگی اور ضمیر کے یہ اشعار آبدار زبان پر لائی مثنوی ایسا بجھے ہاے غم نے گھیرا + آخر کو ہوا
وصال تیرا + لذت نہ اوٹھائی زندگی کی + حسرت رہی ہاے جی مین جی کی + دل تیرا ہوا نہ شاد ہی ہے
اے عاشق نامراد ہی ہے + القصہ مختار مکان نے دل بریان نے مکان وصیت مین اوس کشتۂ الفت کو
دفن کیا اس عرصے مین کئی دن کے بعد وہ تاجر عالی وقار مع خویش و تبار اوس مکان جنت نشان
مین نازل ہوا کہ جسکے انتظار مین وہ سوداگر خستہ جگر اپنی متاع زیست بازار عشق مین بیچکر عدم کو روانہ
ہو گیا تھا لیکن اے یار بقول مرزا علی لطف اشعار عشق کوئی زور ہے خونریز ہے + عشق کوئی طرفہ فتنہ خیز ہے
واقعی گر چارہ سازی پر یہ آئے + لاکھ معشوقون کو عاشق کر دکھائے + دل مین گر لائے خیال آہ گرم
موم سا آہن کو کر دکھلائے نرم + زندگی مین گر رہے عاشق سے فصل + خاک مین دے بعد مرنے کے
یہ وصل + چنانچہ اسکے مطابق میر تقی بھی یہ کہتے ہین شعر وصل جیتے جی نہوا میسر + لائے معشوق
کو یہ تربت پر + الغرض وہ قافلہ یوسف ثانی اوس مکان دلستان مین اوترا مگر وہ نازنین مہ جبین کو جسکے
نقش دست کے تعشق مین کوئی دست اجل مین گرفتار ہو گیا تھا وہ سرمایۂ زندگانی غافل نہ بلا ناگہانی
اس جاے راحت افزا مین کیا دیکھتی ہے کہ ایک تربت کسی غربت زدہ کی ایسی ہے کہ سواے باد صبا اوس کا
جاروب کش کوئی نہین نظر آتا اور بجاے چراغ اوس تیرہ روز کا داغ دل روشن ہے اور پاسبانی کو اوسکی تربت
پر غربت بر بعد حسرت موجود ہے لیکن بقول ضمیر اشعار اس قبر کو دیکھتے ہی وہ گل + کہنے لگی دل سے کر تامل
آگے نہ تھی قبر اور اب ہے معلوم نہین کہ کیا سبب ہے + یہ احوال پر ملال حیرت افزا وہ ناشکیبا
دیکھکر مثل سیماب ایسی بیتاب ہوئی کہ عنان صبر دست دل سے چھوٹ گئی اور توسن طبع
میدان وحشت مین جولانی کرنے لگا آخر کار مختار مکان کو بلوا کر سب سے الگ لیگئی
بعد گفتگوے بسیار وہ دل افگار یون کہنے لگی کہ اے نیک بخت صاحب عصمت تیری جو مکان دلستان
مین ہم آگے اوترے تھے تو یہ تربت پر حسرت نتھی سچ کہہ اس جا پر قبر ہونے کی کیا وجہ ہے یہ سخن دلشکن

وہ نحتار مکان سنگر با دیدہ تر یون کہنے لگی بزبانی ضمیر نظم اے نو گل بوستان خوبی + تجھے زیب دہ مکان خوبی +
اے کام دل امیدواران + وے عقدہ کشائے بستہ کاران + غم ہووے تجھے نہ تا قیامت + اللہ رکھے تجھے سلامت
اے مایہ ناز و پیرایہ اعجاز شعر اب آگے کیا کہون احوال جی تو سنتا ہے + زبان کرتی ہے لکنت اور کلیجہ منہ کو
آتا ہے قصہ کوتاہ اے غیرت ماہ اس تربت پر حسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز ہے کہ ایک سوداگر پری پیکر
حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ سے اوترکر اس مکان دلستان کو مطبوع و وسیع ملاحظہ فرماکر نازل ہوا تھا
وقضائے کار بوقت خواب اوس بیتاب کو تیرے ہاتھ کا چھلا جو نظر آیا تو اوسیوقت سے اوس دل طپیدہ
جگر دریدہ کی اجل دست و گریبان ہوئی الحاصل تیرے فراق پر اشتیاق مین سب اسباب بے حساب لٹاکر
چندروز رہوے ہین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر کر گیا اگرچہ مجھ جگر کباب بیتاب نے تیرے ادھر
پھر آنیکا وعدہ بھی بیان کیا تھا لیکن بقول ضمیر شعر مین غمزدہ کیا کہون کہ کیا ہے + اس قبر کا شق ماجرا ہے
اس احوال پر ملال کثیر الاختلال کو جو گوش زد کیا تو مرزا علی لطف کے بقول اشعار تھی مجال اس گفتگو کی
پھر کسے + بات کی دل نے نذر فرصت اوسے + بیکلی سے ایسے ہی گھبرا گئی + رُک کے جان اکدم مین لب پر
آگئی + اپنی ہی مطلق نہ تھی اوسکو خبر + ہووے کسکو پاس ناموس پدر + مضطرب افتان وخیزان برق وار + +
پہونچی اوس مرقد تلک حد بیقرار + کرکے اک آلودہ حسرت کی نگاہ + گر پڑی مرقد پہ اوسکے کرکے آہ + ہو گیا
اکدم مین سب قصہ تمام + عشق نے آخر کیا اپنا ہی کام + کہ یکایک اوس کشتہ حسرت کی تربت شق ہوئی اور وہ بھی اوس مین
وہ غیرت ماہ آہ سما گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز اوسکی مادر خستہ جگر دیکھکر بحالت مضطر خاک پر تڑپکر یہ اشعار
زبان پر لائی مثنوی اے راحت جان من کجائی + وے روح و روان من کجائی + جس طرح سے تو نے جی دیا ہے
اس طرح کوئی بھی مر گیا ہے + افسوس ہے صد ہزار افسوس + مر جائے تو یون نگار افسوس + آخر کار اوسکے مادر
اور پدر اہل ماتم پر غم کو ہر ایک نے یون سمجھایا کہ مشیت ایزدی سے کیسکو چارہ نہیں بہرحال اوس حور تمثال کو
تمھین اب صبر کرنا واجبات سے ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے الصبر عند صدمۃ الاولی یعنے
صبر کرنا نزدیک صدمے کے بہتر ہے القصہ وہ سوگوار با دل زار بصد بیقراری و اشکباری چہلم تک اوس مکان
وحشت نشان مین مقیم رہے بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر اپنے سینہ بریان پر رکھکر وہانسے بصد تباہی
راہی ہوے مثنوی اب آگے کیا لکھون اوس غم کا دفتر + ہوا جاتا ہے میرا حال ابتر + بس اب ہی جہجور
تو اپنی زبان تھام + ہمیشہ سے یہی ہے عشق کا کام + کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار + روا ہی قتل معشوقان ستمگار

داستان ایک بادشاہ طفل ماہیگیر پر عاشق تھا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کے عشق مین
ماہی وار بیقرار تھی ایک نوجوان راہ گیر شہزادی پر عاشق ہوا اور شہزادی نے اوس

عاشق سے ماہی گیر کیواسطے اوسکا دل طلب کیا اوسنے اپنا دل نذر کیا اور جان بحق تسلیم ہوا تین دن کے بعد شہزادی نے بھی اوس جوان کے عشق مین جان بحق تسلیم کی

راویان غواص دجلۂ معانی اور حالکیان امواج لجۂ خوش بیانی یہ حکایت گرداب الم اور روایت سحاب پرغم بالاے کاغذ آبی مثل موج دریا سیاہی روان سے یون لکھتے ہین کہ ایک بادشاہ شہنشاہ دریا دل گرداب الم کا ساحل ایک ماہی گیر دلپذیر کے دام عشق مین پاسیر تھا لیکن اوس بادشاہ عالم پناہ نے اوسکو ارباب محفل مین لانا ننگ دبدبۂ بادشاہی جانا اور ایک نظر آٹھ پہر اوسکو دیکھنا یہ بھی شاق تھا اسواسطے بادشاہ عالیجاہ نے اوس ماہی گیر خوش تقریر کو فراست سے یہ خدمت بخشی کہ ایک مچھلی کا دل نیم بسمل محفل عالی منزل مین شب کو بلاناغہ لایا کرے لیکن اوس ماہی گیر رشک ماہ منیر کے دام عشق مین اوس بادشاہ کی دختر رشک قمر بھی ایسی گرفتار تھی کہ اگر ایک روز اوس دل افروز کو نہ دیکھتی تو مانند ماہی بے آب بیتاب ہو جاتی اور راہی اشکباری و بیداری پر وہ بیخور و خواب بصد اضطراب یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی مطلع ہین آشناے غفلت چشم تر آب کیونکر + پانی کے اندر آئے مچھلی کو خواب کیونکر وہ دختر شہریار دلفگار گرفتار دام بلا براے تفریح طبع بارہا سر راہ جھروکے مین بیٹھکر مرزا علی لطف کے بقول شعر و حسینون کو سیکڑون انداز سے + صید کرتی تھی کمند ناز سے + قضاے کار نامساعدی روزگار سے ایک جوان پرارمان خوش شکل رعنا خوش زیبا ماہ سیما مہر لقا شکار شہباز عشق گرفتار انداز عشق جو اوس طرف سے گذرا اور نگاہ اوس رشک ماہ سے ناگاہ دوچار ہو گئی تو میر تقی کے بقول مثنوی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا ایک آہ کے ساتھ + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی + لیکن وہ ماہ وش اوس جفاکش کی طرف کب خیال وصال کرتی کسواسطے کہ ہمیشہ ماہی گیر کے دریاے انتظار مین اوسکی شست نگاہ آہ پڑی رہتی تھی اور اوسکے سوا مرزا علی لطف کے بقول مثنوی مہر اوس پر کیونکہ ہو اوس ماہ کو + کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو + کب غرور حسن کو ہے یہ دماغ + خود نمائی سے کہان اوسکو فراغ + صید لاغر کو اوٹھانا خاک سے + ننگ سمجھ باندھنا فتراک سے + حاصل کلام وہ خوش خرام بقول میر تقی مثنوی جھاڑ دامن کو بس وہ مہ پارہ + + اوٹھ گئی سامنے سے یکبارہ + وہ گئی اوسکی سر بلا آئی + خاک مین مل گئی وہ رعنائی + اب آگے عاشق زار نو گرفتار کی حقیقت پر رقت صفحۂ غم پر نوک قلم سے کیا رقم کرون جس جا پر وہ خستہ جگر مضطر و ششدر محو نظارہ مہ پارہ کھڑا تھا رہگیا لیکن بقول عشرت نظم پھر کوئی اوٹھتا تھا اوسکا وہان سے گام + کیونکہ وان تو عشق تھا گسترہ دام + پاؤن اوسکا کیا اوٹھے وان سے بھلا + عشق جسکا ہو گیا زنجیر پا + بیان شب القصہ بعد روز سوم سر شب چہارم جسوقت ماہی گیر شب نے براے تسخیر ماہیان سیارگان

شست کہکشان مین ماہ کا چارہ لگاکر دریاے فلک مین پھینکی وہ ماہی گیر دلپذیر اپنے معمول سے سر شام
شہزادی غیرت ماہ کے قریب آکر مے نوشی مین مالوف و مصروف ہوا اسی کیفیت اور نشہ عشرت مین وہ شب
بوالعجب جب پہر کے قریب گذری تو وہ ماہی گیر رشک ماہ منیر بخوف شاہ بحر و بر نشہ غفلت سے ایکبار ہوشیار ہوکر
شاہ زادی رشک پری سے رخصت طلب ہوا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے دریاے جود و سخا و اے صدف گوہر بے بہا
آج تلاطم امواج عیش و عشرت کے باعث سے میری دام داری کا وقت گذر گیا مگر اس گرداب فکر مین دل غوطہ زن ہے
اگر آج مچھلی کا دل بادشاہ بحر و بر کے متصل نہ پہونچیگا تو خدا جانے اس آن کیا طوفان برپا ہوگا اے مایۂ عشرت
اسوقت میرے احوال پر ملال پر بقول مرزا بیدل شعر بحر می پیچد بموج اشک غم پرورد ما + چرخ میگردد بتاد رفکر
بار درد ما + یہ سخن دلشکن اوس ماہی گیر دلپذیر کا شاہزادی رشک پری سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے غریق بحر بہر اس
واے رفیق دریاے یاس ایک مچھلی کے دل کے واسطے اپنے دلکو لجۂ غم مین ناحق ڈبوتا ہے اے دلدار مین
دلفگار تجھکو مچھلی کا دل اسی منزل مین منگادونگی اپنی خاطر فاتر کو ساحل امید سے ہمکنار کر اس کلام بد انجام سے
اوس ماہی گیر دل پذیر کو شگفتہ دل کرکے ایک خواص خاص سے یون چپکے سے فرمایا کہ اے محرم راز پردہ ناز
ایک کارد تیز خون ریز اور طشت طلائی اوس بیدل کے پیچھے لے جا اور وہ جوان پر ارمان دلفگار جو میرا آشفتۂ دیدار
کھڑا ہے اوس سے یون کہہ اے عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہے کہ اپنے دل ناشاد نامراد کو سینہ سے
فی الحال نکالکے میرے پاس بلا وسواس بھیجدے تو مین جانون کہ بیدل عاشق کامل ہے ورنہ بقول میر تقی شعر دل
اگر تھا عزیز اے ناکام + کیون عبث عشق کو کیا بدنام + الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد دختر شہریار ایکبار وہین
جاکر موجود ہوئی کہ جس جا پر وہ جوان پر ارمان بے آب و نان محو خیال جانان کھڑا تھا ایک چھری اور طشت کو
آگے رکھکے یہ سخن زبان پر لائی کہ اے گرفتار اجل و اے دلفگار بے بدل تیری مایۂ زندگانی اور سرمایۂ کامرانی تیرا
دل طپیدہ آفت رسیدہ طلب کرتی ہے اگر تو نے میدان عاشقی مین قدم مارا ہے تو ہاتھ دریاے یاس مین دھوکر
موت کا بیڑا اوٹھا لے اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتے ہین شعر بیدل آن صیدے کہ مجبوری گرفتاری
بود + ساغر سرشار داند حلقہای دام را + یہ گفتگو دیدو اوس عربدہ جو کی وہ کشتۂ الفت اور تفتۂ آتش محبت سنکر
بقول شخصے یون کہنے لگا شعر دل لیکے ہمارا کہین برباد کروگے + لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے + الحاصل
اوس بیدل نے اپنا دل سینۂ بے کینہ سے نکالکر اوس خواص خاص کے حوالہ کیا اور یہ شعر کسی کا زبان پر لایا
شعر نقد دل رکھتے تھے سو یار کو مطلوب ہوا + منّت الحمد چھٹے رنج سے کیا خوب ہوا + غرض وہ نیم بسمل بیدل تو خاک پر
تڑپ تڑپکر جان بحق تسلیم ہوگیا اور وہ خواص با اختصاص اوس بیدل کا دل دختر شہریار جفاکار کے پاس
لیگئی مگر اپنے دل مین بقول عشرت یون کہتی تھی شعر دیکھیو نیرنگ بازی عشق کی + بیدلون پر حیلہ سازی عشق کی

آخرکار وہ ماہی گیر نابکار اوس صید شاہباز عشق کا دل باورچی خانہ شاہی مین لیگیا اور کباب پر جگر کباب نے چاہا کہ
اوسی سیخ پر لگاکر برای شاہ عالیجناب کباب تیار کرون کہ یکایک دل فگار سے یہ آواز خدا ساز صادر ہوئی مصرع
دلم بردی و دلداری نکردی + یہ احوال کثیر الاختلال کباب پر جگر کباب اور تمام احباب سنکر حیران و ششدر ہوئے المدعا
یہ خبر وحشت اثر بکاول باورچی خانہ کا سماعت کرکے بصد ادب دست بستہ شہنشاہ عالم پناہ سے بقول عشرت یون عرض کرنیلگا
اشعار کای شہ مہر سپہر عز و جاہ + ماہتاب سلطنت عالم پناہ + ای شہ عالیقدر والا گہر + آج دیکھا ماجرا ے طرفہ تر + یعنے
ہر شب بھر شاہ نیکنام + ایک دل مچھلی کا آتا تھا مدام + آج کا دل اون دلون سے کچھ کلان + طرفہ تر آیا ہے بے نام و نشان + اور
اوسکے سوا یہ ماجرا عجیب و غریب ہے کہ اوس دل بیدل سے یہ صدا بار ہا آتی ہے مصرع دلم بردی و دلداری نکردی + لیکن بقول
عشرت شعر مین یہ حیران ہون یہ کیا اسرار ہے + یہ دل ماہی عجب پر خار ہے + یہ کلام وحشت التیام وہ شاہ بحر و بر سنکر گرداب
حیرت مین غوطہ زن ہوا اور بحر تفکر مین ڈوبکر بہ تامل بسیار ایکبار اوس بکاول سے یون فرمانے لگا کہ اس دل شکوہ کن کو
حضور پر نور مین حاضر کر تاکہ دریافت صاف صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل ہے الحاصل حسب ارشاد عالی متعالی
وہ دل میان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور بعد اضطرار ایکبار یون آواز دینے لگا ع دلم بردی و دلداری نکردی
یہ ماجرا حیرت افزا بادشاہ عالیجاہ ملاحظہ فرما کر دم بخود ہوا اور تمام حضار محفل مین اوس دل نیم بسمل کے احوال پر ملال مانند ماہی
بے آب بیتاب ہوئی اور میان عشرت حضرت عشق کی شان مین یون کہتے ہین نظم واہ ری ظالم تری بیباکیان + طرفہ تر ہین کچھ تری
چالاکیان + خاک مین رکھا کہین دلکو چھپا + دلکو فریادی کہین ظاہر کیا + الغرض بادشاہ جمجاہ نے اوس ماہی گیر بے پیر کو طلب
فرماکے پوچھا کہ ای صیاد ماہیان دریا و ای جلاد مظلومان باوفا تو نے آج کس صید ناامید کو تہ دام بلا کیا ہے جو یہ دل نیم بسمل
مچھلی کے دل سے بنہایت افزون ہے اور اوسکے سوا ہر زمان شکوہ کنان ہے یہ ارشاد حضور پر نور وہ صیاد بے شعور سنکر یون
گویا ہوا کہ ای مہر سپہر حشمت و ای ماہتاب آسمان شوکت اس دل کی آواز خدا ساز سے مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی کلانی
لاثانی کا یہ سبب ہے کہ آج ایک مچھلی کلان میری دام کے درمیان آکر پھنسی تھی غرضکہ آپکے اقبال دولت سے غلام بخوبی تمام
اوسے تہ دام کرکے اسکا شکم چاک کیا تھا مگر معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مچھلی کسی بحر عشق کی ہے کہ جسکے دل سے درد کی
صدا آتی ہے اور یا یہ ماہی کسی عاشق صادق کو بشکل حضرت یونس علیہ السلام بر محل نگل گئی ہے اور یا اس ماہی کی سرشت
مین صانع قدرت نے عشق مخلوق کیا ہے حاصل کلام وہ ماہی گیر نافرجام تقریر بے تاثیر کرتا تھا لیکن بادشاہ عالم پناہ
کے دلکو اصلا تشفی نہوتی تھی بہر حال وہ شب پر تعب تو گذر گئی بیابان سحر اور جس وقت جلاد فلک نے خورشید کو خون شفق
مین غلطان کرکے مثل دل نیم بسمل طشت مشرق مین رکھا اوس شہنشاہ عادل زمان رشک نوشیروان نے کوتوال
خوش خصال سے فرمایا کہ اس دل فگار آواز دار کو سر بازار دروازہ شاہی مین رکھوادے اور چند اشخاص خاص
پاسبانی اور خبرداری کو تعین کردے شاید اسکا راز مخفی کسی رہگذر سے افشا ہو جائے تو عجب نہین القصہ وہ

دل نیم بسمل ادھر سر بازار معروف شکوۂ یار روانہ ہوا اور اودھر کا احوال پر ملال کاتب جگر شگاف قرطاس پر الم پر کیا رقم
کرتا ہے یعنے دختر شہریار ماہ رخسار جفا کار نے اوس بیدل کا دل بیدلی سے طشت آزمایش مین لے تو لیا مگر جسوقت وہ جوان
پر ارمان کشتۂ تیغ جفا اور مذبوح خنجر و غازہ بر زمین دفن ہوا اوسیوقت اوسی ساعت سے جذبۂ عشق نے مرزا علی لطف
کے بقول مثنوی بیان کیا پیوند اسکو خاک کا + دل وہان پھیرا ہے اوس سفاک کا + شاد و خندان یا تو مثل
گل تھی وہ + یا کہ رشک افزاے صد بلبل تھی وہ + پر حیا از بسکہ دامنگیر تھی + چپ مثال بلبل تصویر تھی + گرچہ تھا شدت
سے ضبط اضطرار + پر کہین ہوتا ہے دل پر اختیار + رفتہ رفتہ اشک سے خون ہو گیا + یا تو نم تھا یا کہ جیحون ہو گیا + ہمسری
تھی گل سے جس عارض کو ننگ + ہو گیا صد برگ سا صاف اوسکا رنگ + فرش گل پر بیکلی سے زار تھی +
ہر رگ گل اوسکو نوک خار تھی + اور میان عشرت کشتۂ الفت کی زبانی ہے مثنوی سو نیتی ہی خاک
مین وہ دلفگار + ہو گئی دام محبت کی شکار + آتش غم دل پہ جو بھڑکی دو چند + مضطرب جلنے لگی مثل سپند
غرق دریاے ندامت تھی مگر + جذب دل اسپر ہوا یہ حملہ ور + روز و شب نے خواب و خور با چشم تر + بیٹھتی
تھی آکے اوسکی خاک پر + سیر صحرا سے ہوئی وہ دلفگار + گشت گلشن ہو گیا آنکھون مین خار + بیٹھتی غرقون
مین سیر آب کو + روکے اوٹھتی اوس دل بیتاب کو + ذکر جام بزم سے تھا اوسکو ننگ + ہو گئی تھی زندگی
سے اپنے تنگ + تھی جو آمد رفت اوس صیاد کی + سدرہ اوسکی وہ حالت ہو گئی + اے سامعان حکایات
پر غم و اے شاعران عطارد رقم ادھر تو دختر شہریار دل افگار اپنے عاشق زار جان نثار کی سوگوار تھی اور
اودھر وہ دل نیم بسمل طشت طلا مین دروازۂ شاہی پر مانند قندیل بے عدیل لٹکتا تھا اور ایک ہجوم
با دل مغموم اوسکے گرد روز و شب اس قدر تھا بقول میر تقی شعر تھا ہنگامہ اک سر پہ یان اوسکے جمع
پتنگے اکٹھے ہون جون گرد شمع + لیکن اس راز مخفی اور آواز غیبی سے کوئی ماہر نتھا قضاے کار بقدرت
کردگار ایک فقیر روشن ضمیر عاشق دل صادق منزل سر پر تاج الفت رکھے گلے مین محبت کی کفنی پہنے
اشک مسلسل کی سیلیان ڈالے ہاتھ مین آہ کی بیراگی لیے فراق کا کچکول کمر سے لگائے اوس جاے
حیرت افزا پر وارد ہوا کہین رہگذر مین وہ دل نالان باہ و فغان شکوہ کنان دلبران بیوفا تھا یہ فقیر
روشنضمیر اس بے نصیب کے قریب گیا اور یون گویا ہوا بقول عشرت ابیات ہیں دلون
کو عاشقون کے اضطرار + لیکن اے دل ہو نہ ایسا بیقرار + پردہ ہاے غم مین ہے پنہان سرور
بیقراری اتنی اے دل کیا ضرور + یہ حرف شگرف وہ درویش جگر ریش کہکر راہی ہوا اور
یہ دل طپیدہ آفت رسیدہ چپ ہو گیا اور فی الحقیقت ہے شعر پھر زبان سے کس طرح نکلے
جواب + جبکہ حاصل ہو جواب با صواب + اور یہ واقعہ حیرت افزا ہوش ربا پیر و جوان

اس زمان کے دیکھکر ششدر رہوی اور یہ ماجرای عجیب و غریب خبر داران صدق و مقال اور چوکیداران کوتوال کی زبانی بادشاہ عالم پناہ کے گوش ہوش مین پہونچا کہ ایک فقیر روشنضمیر کے ہمکلام ہونیسے وہ دل پرآواز کشتۂ نار جیب ہوگیا ہے شعر اب نہین وہ بیقراری کی صدا + ہے گل پژمردہ سا جیسن پڑا + اس سخن حیرت افزا سے شہنشاہ عالیجاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی لیکن وہین ارشاد فرمایا کہ اوس درویش کو جلد تلاش کرکے بارگاہ شاہی مین حاضر کرو بموجب حکم محکم مردمان شاہی عالم پناہی چہار سمت واسطے تلاش اوس فقیر روشنضمیر کے سرگرم پویان ہوے آخر بتلاش بسیار اس درویش عالی وقار کو جلد تلاش کرکے بارگاہ شاہی مین حاضر کیا شہنشاہ عالیجاہ نے اوس درویش صاحب کمال شیرین مقال کو اپنے قریب بٹھا کے بادل شاد یہ ارشاد کیا کہ اے صاحب کشف و کرامات و اے فخر فقیران عالی درجات اس دل کی شکایت بے نہایت اور پیچ و تاب جانیکا کیا سبب ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا استماع کرکے فقیر روشنضمیر نے کہا کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے شاہ والا گہر یہ دل ماہی کا نہین ہے دل کسی ناامید دام عشق کے صید کا ہے یہ دل دریای الم کا غریق رحمت ہے یہ دل گرداب ستم کا آشنا ہے یہ دل کشاکش الم کا مستغرق ہے اور اسکا ماجرای پوشیدہ کیا بیان کرون بقول شخصے مصرع کہین کہنے سے اولی ہے نہ کہنا حاصل کلام بادشاہ عالی مقام جب اس راز مخفی کے افشا کرنے مین نہایت درپے ہوا تو اوس درویش دلریش نے اوس دل نیم بسمل کو مثل ید بیضای حضرت موسی علیہ السلام ہاتھ مین لیکر یہ کہا کہ اے بادشاہ عالم پناہ اگر تجھکو کوہ طور عشق کی تجلی دیکھنی ہے تو بسم اللہ میرے ہمراہ چل اس دل افگار کا احوال پرملال تجھپر اظہر ہوجائیگا غرض شاہ و گدا باہم اوس دل پرغم کو لیے جو اوٹھے تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اس درویش دلریش کے ہاتھ مین جذبۂ عشق سے یون چل نکلا کہ گویا کوئی دست درویش خود بخود کھینچے لیے جاتا ہے آخرکار وہ دلفگار بادشاہ اوس گدا کو اپنے پیچھے پیچھے لیے اوس مکان حیرت نشان پر آیا جس جا پر اوسکا قالب تن بیوطن تہ خاک پڑا تھا اوس تربت بے نشان لامکان پر وہ نابود اپنی بود موجود سمجھکر کھڑا ہوگیا اور اوس فقیر روشن ضمیر کے ہاتھ سے مثل سپند آتش رسیدہ جھٹک کر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا کہ یکایک گور کن عشق نے اوس کشتۂ محبت کی تربت شق کی اور بقول عشرت ابیات دل نے وا دیکھی جو اوس کشتے کی قبر + پھر کوئی دلکو بھلا آتا ہے صبر + دیکھ خالی آپ سے اپنا مکان + جا پڑا اوس زخم پر شکوہ کنان + یہ حالت طرفہ تر وہ شاہ بحر و بر ملاحظہ فرماکر دریای تحیر مین مستغرق ہوا اور تمام خدام مع خاص و عام زبانی مرزا علی لطف یہ کہتی تہی نظم عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے + عشق کوئی زور ہے خونریز ہے + واہ رے اے عشق نیرنگی تری + گہ خوشی اور گاہ دلتنگی تری + اور ادہر دختر شہریار سوگوار اپنے دل افگار کی تربت پوشیدہ غرفے سے دیکھ رہی تھی کہ یکایک وہ رشک لیلی مجنون وار بے اختیار قصر شاہی سے اس طرح تربت عاشق پر کود پڑی کہ جس طرح کوئی شہباز اپنے شکار پر بے اختیار گرتا ہے لیکن بقول عشرت ابیات آہ بھر کر قبر مین جو وہ گری + گرتے ہی بس جان بحق تسلیم کی + جذب تھا از بس دل بیتاب کا

ہو گیا پھر جا ایک سینہ خاک کا + مثل گل جو قبر اوسکی کھل گیٔ + یہ مثال اشک وہ بھی مل گیٔ + نام ہی باقی ہا اسکا وہان پھر نپایا
اس سوا کچھ بھی نشان + اب آگے حالت پر رقت شہنشاہ جہانپناہ اور خادمان محل کی مشق نالہ و آہ کیا بیان کرون بقول مصحفی
ابیات ہر ایک وہان جو جو عجب تھا + دندان کے ساتھ ربط لب تھا + کہتے تھے کہ ایمن جاہ ہو گی + مدت سے دلون مین راہ ہو گی + اور
گریہ وزاری و اشکباری کا اوس محل میں یہ تلاطم تھا کہ گویا طوفان نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت اشعار
غرق جسمین دخت شاہی ہو گیٔ + کشتی شاہی تباہی ہو گیٔ + بس ای مجبور تھام اپنی زبان کو + نہ اتنا طول دی اس داستانکو
یہ ادنی اس محبت کا اثر ہے + نہ لیلی ہے نہ مجنون نوحہ گر ہے + نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے نہ فرہاد + نہ وامق ہے نہ عذرا رشک شمشاد
ایاز مہروش ہے اور نہ محمود + محبت سے ہوے سب بود نابود + ہوا انکا نہین جلنا گوارا + دمن کو بھی محبت ہی نے مارا

داستان خاص محل کے خواص پر خدمتگار بادشاہ عاشق ہوا اور زہر ہلاہل کھا کر نہ موا بادشاہ یہ ماجرای حیرت افزا سنکر متعجب بکمال ہوا اور حکماے حاذق کو طلب فرما کر مستفسر حال ہوا طبیبون نے جواب دیا کہ تاثیر عشق کے سبب سے زہر نے اثر نہ کیا ورنہ زیست محال ہے فقط وصل معشوق مانع وصال ہے بادشاہ نے دونون عاشق و معشوق کو باہم واصل کیا پہلے عاشق نے جان دی تھوڑے دنون کے بعد جذبہ عشق معشوق نے دار بقا کی راہ لی

راویان رطب اللسان اور حاکیان شیرین زبان یہ افسانہ غم آلودہ زہر الم صفحہ قرطاس پر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانہ سلف مین شہر بغداد مین ایک بادشاہ عجم جاہ اسقدر ممسک و منحوس لکھی جو یہ تھا کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ ندیتا تھا آخر کار اطباے عالی مقدار و حکماے والا تبار سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ کوئی تدبیر پر تاثیر مفرح القلوب اس قانون کے حکمت سے کیجیے کہ یہ بادشاہ کسی نحو سے ہماری صرف اوقات کا خبر گیران ہو اور آزار افلاس بیقیاس خلق کا اوسکی دارو بخشش سے دور ہو جائے المطلب ان اطباے حاذق اور حکماے صادق نے بہم ہو کر ایک زہر ہلاہل بانجل اجل ایسا بنایا شعر کہ سونگھی ہے جسے مار سیہ ہای + یہ بحر مرگ مثل موج لہرای + الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چھوٹی شیشی مین بھر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ لیگئے بعد آداب تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفہ عجوبہ نذر گذرانکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اس تحفہ نادرا اور ہدایاے پر اثر کی توصیف تعریف مین زبان رطب البیان تلخکام ہے یہ گفتگو دو بدو طبیب نیکخو کی بادشاہ مسموع فرما کر یون حرف زن ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص خاص بیان کر کہ یہ دوا پر بلا کس دردمند کو فائدہ مند ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا سنکر وہ طبیب صادق و لبیب حاذق ارسطو طبیعت فلاطون خصلت لب ہر خوردہ رعب شاہی کو تریاق تقریر سے کھولکر یون گویا ہوا کہ ای رونق گلستان شاہی و ای زیب بوستان آگاہی یہ شیشی زہر پر قہر کی ہے اگر اسکی ایک سینک پیل طویل کے دانت پر بطور خط کھینچ دیجیے تو مانند آب بہہ جائے یا اسکا ایک قطرہ سر کوہ پر شکوہ پر ٹپکائیے تو عجب نہین کہ مانند حباب دریاے فنا سے ہمکنار ہو یہ سخن حیرت افگن بادشاہ سنکر کہنے لگا اشعار ارے حاضر ہے کوئی جلد جاؤ +

وہ ہاتھی فیلخانے مین سے لاؤ + کہ جسکو دیکھکر فیل فلک کا + خطر سے آب ہو بجائے زہرا + غرض حسب الحکم شاہی ایکفیل نہایت طویل ایسا حاضر ہوا کہ جسکے وصف مین مرزا سودا یون کہتے ہین شعر بیٹھنے مین ہے وہ کوہ او ٹھنے مین ہے ابر سیاہ عرش رفعت مین روش مین ہے صفت چرخ اتھک + المدعا بادشاہ نے بہر امتحان بقول حکیمان مسیح الزمان ایک سینک اوس زہر پر قہر سے ترکر کے جو ہاتھی کے دانت پر آفات پر لگوائی ایک خط کھینچتے ہی یہ معلوم ہوا کہ وہ ہاتھی تھا یا کہ کالے پانی کا حباب تھا کہ ہوا کے لگتے ہی آب ہو گیا دیا کہ چھاگل پانی کی بھی کہ ٹھیس لگتے ہی روان ہو گئی یہ تاثیر بینظیر اوس زہر ہلاہل ثمر اجل کی دیکھکر بادشاہ نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور اوسکے صلہ مین ہر حکیم قدیم کو خلعت فاخرہ اور جواہر بے بہا سے سرفراز وممتاز فرمایا اور رخصت بصد بشاشت کیا اور اوسی دن سے زہر پر قہر نے اوسکے دلکو یہ تاثیر بخشی کہ وہ باتین زہرناک جو تھین اونسے دست بردار ہوا اور اشعار آبدار رنگین کے زبان پر لایا مثنوی ظلم اے رنگین بہت معیوب ہی + عاجزون پر رحم کرنا خوب ہے کر لے نیکی تجھ سے جتنی ہو سکے + تخم یہ اچھا ہے بوگر بو سکے + نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہین + راہ سے بے راہ ہر گز چل نہین + اور فی الحقیقۃ ہے بقول شخصے ؎ بجنشی رسم ظلم بد باشد + زہر کے کارہای قند کند + عاقبت در زمانہ ظالم را + داد مظلوم دردمند کند + القصہ اوس بادشاہ جمجاہ نے وہ شیشی زہر پر قہر کی ایک خدمتگار امانتدار کو لیکر ارشاد فرمایا کہ اوس شیشی کو سنگ حوادث سے بچا کر محافظت سے خاص محل ہیدل کی ڈیوڑھی پر لیجا اور شیرین خواص خاص داروغہ دار الشفا کو سپرد کر کے رسید لے آ موجب حکم بادشاہی وہ خدمتگار دلفگار شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن اثنای راہ مین وہ نیکخصال یہ خیال دل مین لایا کہ ایسی چیز شاذ و نادر کہان میسر ہوتی ہے برای داشت آید بکار اس امانت مین خیانت کیجیے بقول ظہور شعر چرالون مین تو کیا کوئی کہیگا + کبھی کچھ کام میرے آرہیگا + المدعا وہ عزیز بے تمیز اسمین سے چہارم بیخوف و غم لیکر جو آگے بڑھا تو قضای کار ایکبار قضا بصورت انسان بنکر نمودار اور آشکار ہوئی اور شعر ظہور کا زبان پر لائی شعر پھنسا ہے ہاتھ مین گو تو قضا کے + قضا کو لیچلا ہے پر چرا کے + یہ بات واہیات اوسکی سنکر اسکے دل کو کمال زہر معلوم ہوئی اور یون گویا ہوا اشعار مین کسکا چور ہون چوری ہے کیسی + نہ کہنا پھر کسی کو بات ایسی + جو زہر آلودہ کہتا ہے کوئی بات + قسم ہے سخت ہوتا ہے وہ بدذات + یہ گفتگو دوبدو قضا سے کر کے حضور پر نور کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور فرہاد خواجہ سرا کو محل کے اندر برای طلب شیرین خواص غنچہ لب بھیجا لیکن بقول ظہور شعر خبر سنکر خواص خاص آئی + اوٹھا پردے کو شکل اپنی دکھائی + خواص خاص کیا خاصی بلا تھی + تھی انسان پر وہ پردے مین قضا تھی + اب آگے اسکے سراپا کی صفت کیا کرون حقیقت مین وہ سراپا قیامت تھی شعر اگرچہ نام کو شیرین تھی وہ ماہ + ولیکن لب کی تھی وہ گانٹھ واللہ + غرض اوس خدمتگار دلفگار سیہ بخت ہمسر فرہاد ناشاد کو پہلے تو اوس شیرین کے بال رشک سنبل نے سم الفار عشق کھلایا اور زلف افعی مثال نے قضا کے سانپ آنکھون مین لہرانے شروع کیے اور پیشانی لاثانی کو دیکھکر آئینہ وار ششدر و حیران ہوا اور ابروون نے ایکبار تیغ آبدار ہلالی دو دستی سے

سرو دست گھائل کر دیا اور تیر مژگان نے ہدف سینہ کو مانند خاک تودہ چھلنی کیا اور خنجر نگاہ نے اسکے دل نحیف کو
دیکھتے دیکھتے نیم بسمل کر دیا اور عارض رشک گل ملاحظہ کرکے بوستان حیرت مین مثل نرگس حیران ہوگیا اور بینی کو
دیکھکر جان غمناک ناک مین آرہی اور لب لعل فام کو دیکھکر جان بلب ہوگیا اور تنگی دہن اوس غنچہ دہن کی دیکھکر
درجک گویائی پر قفل خاموشی لگ گیا اور دانتون کی آبداری دیکھکر چشم گہربار تار مژہ مین موتی پرونیلگی چاہ ذقن
کو دیکھتے ہی عشق نے چاہ الم مین جھکا کر دلکو ڈانوان ڈول کر دیا اور اوس چہرہ کی صفائی گلو اوس ذرہ بیمقدار کا
دست غم سے گلا گھونٹنے لگی اور گردن صراحی دار نے گردن پکڑ کر جلاد عشق کے حوالے کر دیا اور شانہ دیکھکر تیر قضا کا
نشانہ ہوگیا اور بازوون کے عالم نے نقد جان دست برد کر لیا اور ساعد سیمین نے گریبان وحشت پھاڑ کر دامنگیر
جنون کر دیا اور کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پہونچا اور دست حنائی بصد خونخواری دل نیم بسمل ہم پنجہ ہوئی اور
اونگلیون کے عالم نے عشق کی ناخن بندی کرکے عاشقون مین انگشت نما کیا اور چھاتیون کو دیکھکر کچھ چوٹ بھی
سینہ مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کرکے عشق کی لپیٹ مین آگیا اور ناف پر اوصاف نے گرداب غم مین غوطہ زن
کیا اور سُرین کی گولاہٹ دیکھکر دل برین پہلو تہی کرنے لگا اور ران کی صفائی نے مثل آئینہ حیران کر دیا اور ساق
سیمین نے اس دل غمگین کو ہمزانوی اجل کیا اور پای نگارین کو دیکھکر بیقراری اور اشکباری نے پانون پھیلائے غرض
بہر صورت وہ کشتہ وحشت پامال غم والم ہوا قصہ مختصر اوس تفتہ جگر نے اوس عشوہ گر سے دوچار ہو کر وہ شیشی زہر قہر
کی آگے لیجا کے بقول ظہور شعر کہا لیجے امانت شہ کی جانی ہوئی زہر اب ہمین یہ زندگانی ۔ غرض وہ خواص جو اوس کشتہ
یاس بیجو اس کے ہاتھ سے بیہات وہ شیشی زہر پر قہر کی لیکر اور زہر عشق پلا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم رنج والم اور کشتہ
تیغ ستم یہ دوہرا اسکی زبان پر لایا دوہرا بانہ چھڑای جات ہو نبل جان کے موی ۔ ہردی مین سے جاؤ گے تو مرد بدونگی توری
المدعا وہ حور لقا اپنے مکان جنت نشان مین جاکر زینت بخش ہوئی اور طپیدہ جفا کشیدہ ابھ بلال یہ خیال پُر اختلال
دل مین لایا کہ اوس آرام جان عاشقان کا وصل بغیر از وصال محال ہے بقول جرأت شعر وصل ہونیکا کچھ بناؤ نہین
دان لگاؤن جہان لگاؤ نہین ۔ اور یہ بیقراری و آہ و زاری دل سے دور ہونی نہایت اشکال ہے پس اس سے
تو بہتر ہے کہ اس جان شیرین کو شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا تیشہ زہر ہلاہل سے ہلاک کیجیے بقول میر سوز
مصرع فرہاد ہم نہین جو مرین سر پٹک پٹک ۔ غرض وہ دلگیر پر تشویر یہ تدبیر دل مین کرکے اوس زہر کے پینے پر
مستعد ہوا مگر پھر دل مین یہ خیال پُر اختلال آیا کہ اگر اس زہر پر قہر کے پینے سے جان شیرین شیشہ قالب سے
فرار ہوگئی تو موجب بدنامی شہنشاہ عالم پناہ ہے کسواسطے کہ جمیع صغیر و کبیر برنا و پیر کہین گے کہ یہ غریب بے تمیز
بادشاہ عالیجاہ کی خواص خاص پر مفتون و شیدا ہو کر مر گیا اس بات سے تو یون بہتر ہے کہ
یہ زہر پر قہر یہان سے لیکر گھر مین چلیے اور وہان جاکر چپکے سے مر رہیے یہ مشورہ غم افزا اوس مسموم عشق نے

دل سے کر کے اوس زہر پر قہر کو لیگیا اور یہ اشعار آبدار ظہور کے پڑھنے لگا اشعار خوشی زرہ تو چلے ہم اپنے گھر کو + وصیت کرتے ہین تجھ بیخبر کو + نہ تو آئیگی میرے پاس جبتک + نہ نکلیگی مری جان تن سے تبتک + تغافل کی قسم تو جلد آنا + عدم کو ہامین ہون جلد ہی روانہ + نہ دکھلانا عذاب نزع مجھکو + قسم ہے کشتۂ الفت کی تجھکو + چلا یہ کہکے پھر وہ جان ناشاد + چلے ہم اپنے گھر کو خانہ آباد + القصہ وہ زہر پر قہر اوس مسموم عشق نے شیشۂ حلق مین پر کر کے اپنے خانۂ ویران اور کاشانۂ پریشان کی راہ لی اور بادشاہ جمجاہ بعد فراغ سیر و شکار محل خاص مین در آمد ہو کر زبان شیرین گویا ہوے کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین خواص کو دے گیا تھا وہ کہان ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا شیرین سنکر مع شیشی خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی لیکن بقول ظہور اشعار جب ہی دیکھی وہ شیشی شہ نے خالی + یکایک آگئی چہرے پہ لالی + یہ فرمایا کہ ہے یہ جای حیرت + امانت مین ہماری ہو خیانت + یہ کسکی زندگانی دار فانی مین تلخ ہوئی جو اوسنے زہر ہلاہل کو پی لیا یہ گفتگو بادشاہ تندخو کی سنکر سب خواصین دست بستہ عرض کرنے لگین ای شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستارون جان نثارون کا کیا زہرہ ہے جو حضرت کی امانت مین خیانت کرین اوس حالت پر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محلسرا سے برآمد ہوا اور امین خاص کو طلب فرما کر یون ارشاد کیا ای عزیز بے تمیز تجھکو مین نے زہر پر قہر کی شیشی کیا اسی قدر دی تھی سچ بتا نہین تو واللہ باللہ اسکی تعزیر ایسی دونگا کہ تیری زیست تلخ ہو جایگی اسکے جواب مین اوس مسموم عشق نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ ای شاہ گیتی پناہ فی الحقیقت بقول ظہور شعر اوسی جیب مین در شاہی پہ لایا + بنا کامی مگر وہ کام آیا + یہ احوال کثیر الاختلال بادشاہ سنکر مانند تصویر بلبل گلستان حیرت مین خاموش ہو گیا اور دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ عزیز ناچیز کیا کہتا ہے یعنے ایسا زہر پر قہر نوش کر کے اور اب تک جیتا رہے یہ بات حسب ظاہر کچھ عقل مین نہین آتی القصہ بادشاہ عالیجاہ نے تعین حکیمون کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مغموم کس سبب سے ابتک قید حیات مین ہے الغرض حکیمون نے اوس جان بلب زہر خوردہ کی نبض دیکھکر عرض کی کہ ای شاہ فلاطون طبیعت والای ارسطو خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہے مگر اوسکی نبض سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ اسکو کسیکے افعی الفت نے ڈسا ہے کہ تاثیر زہر کو فرو کر دیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اوسکا شربت دیدار ملے تو غالب ہے کہ یہ جان بلب دیکھتے ہی اپنے دلبر کو پانی کیطرح بہجائے بقول ظہور اشعار کسیکی زلف پیچان کا یہ مار + ہوا اسکو ڈس گیا ہے ظاہر آثار + اگر وہ سانپ اسکے آگے لہرائے + یہ کھا کر لہر پانی ہو کے بہجائے + یہ سخن حیرت افگن حکیمون سے سنکر بادشاہ کہنے لگا یہ بات خلاف عقل ہے اوسکے جواب مین حکیمون نے عرض کی اگر اس بات مین مو برابر فرق ہو تو ہم خانہ زادون کو زہر عقوبت سے ہلاک کیجیے اور حضرت کو اسمین کچھ تامل ہو تو ہماری نسخۂ تشخیص کو امتحان کر لیجیے الغرض بادشاہ نے حکیمون سے ارشاد کیا اگر اسکا معشوق دریافت ہو تو اوسکو بلوا کر موصل کیجیے تا کہ یہ مسموم تلخی ہجر کے عذاب سے مخلصی پاوے یا جان شیرین کو دار فانی مین آسانی سے گنوائے یہ کلام بادشاہ عالی تبار کا سنکر سب اطبای حاذق اور حکمای صادق بہم ہو کر عرض کرنے لگے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت غالب ہے کہ جو

رشک حور اوسکے ہاتھ سے زہر کی شیشی لگئی ہے اسنے اس دیوانہ کو زہر عشق پلا دیا ہے یہ سخن دلشکن حکیمون کا سنکر بادشاہ نے اوس مسموم مغموم سے پوچھا ای تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیری ہاتھ سے زہر پر قہر کی شیشی کون بس کی گانٹھ لگئی تھی یہ گفتگو بادشاہ تند خو کی سنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یون گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالم پناہ وہ شیرین خواص خاص سرکار دولتمدار کی ہے اوسکی زلف میرے دل حزین کو ڈس گیا لیکن ای شہنشاہ گیتی پناہ بقول تنہا شعر ہے جی مین اوسکی کاکل پر خم کو دیکھیے اس آرزو کو دیکھیے اور ہمکو دیکھیے + قصہ مختصر بادشاہ جمجاہ نے فرہاد خواجہ سرا خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کرکے شیرین خواص خاص کو بلا لا الغرض جسوقت بادشاہ عالیجاہ کے قریب اطبای خاص اور اوس کشتہ یاس کے سوا کوئی نرہا تو فرہاد خواجہ سرا ادھر تو شیرین خواص کی طلب کیواسطے محلسرا مین گیا اور ادھر اس ناشاد دلشکستہ فرہاد کو یہ دریافت ہوا کہ وہ شیرین دہن شیرین نام مجھ تلخ کام کو شربت دیدار پلانیکو آتی ہے مگر بقول میر حسن شعر کچھ اک دل کو امید اور کچھ کو یاس + لبون پر ہنسی لیک چہرہ اوداس + اور ہر بار وہ دلفگار دلکو تشفی دیتا تھا کہ ای دل اب تیرا وصل نہایت متصل ہے بقول ظہور شعر ملیگا بوسہ لعل شکر خندہ + یہ زہر تلخ سب ہو جائیگا قند + اور کبھی وہ جگر افگار اوسکے انتظار مین بصد بیقراری ہر باری شمیم کا یہ مطلع زبان پر لاتا مطلع دم نکلجائے کہین یا الہی بخیف زار کا + یا کہین جلدی میسر وصل ہو دلدار کا + اس حالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار ایکبار نمودار ہوئی غرض بقول ظہور نظم قریب شاہ جب وہ آن پہونچی + تو اوس مردے مین گویا جان پہونچی + محبت کا جب آیا جوش پر جوش + ہوئین شرم و حیا دونون فراموش + یکایک اوس تمنای ہم آغوش مین اوس مسموم و مغموم نے خوف بادشاہ کو گوشہ دل سے فراموش کرکے کمان صبر سے مثل تیر پران ہو کر اپنی لب کو لب معشوق سے لب معشوق کیا اور اوس کمان ابرو کو قبضہ آغوش مین کھینچکر یہ شعر کسی کا زبان پر لایا شعر کمان ابرو مری گھر کیون نہ آئے + کہ جسکے واسطے کھینچے ہین چلے + لیکن بقول مرزا سودا شعر فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل + زہر غم ہجر اثر کر گیا + غرض وہ جگر افگار عاشق زار ہدف سینہ پر تیر قضا کھائے مرنے پر لیس بیٹھا تھا پر چکان شادی مرگ کی خواہش مین یکایک اوس کے گلا لگتے ہی زہر پر قہر نے ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سے مبدل کرکے اپنا جو اثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہو کر بہ گیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سے وہ پانی آفت کی نشانی اسقدر گرمی رکھتا تھا کہ جس زمین پر وہ آب رواں بہا حباب آسا اوس مقام پر پھپھولے پڑ گئے لیکن بقول ظہور اشعار برنگ ابر پانی ہو بہا وہ + سحاب غم سے نکلی مہ لقا وہ یہ چمکی برق جو ابر سیہ مین + ہوئی حیرت دل حیران شہ مین + القصہ وہ شاہ عالم پناہ اوس مسموم مغموم کے مرنے سے نہایت ملول و اندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پر قہر کے کم ہونیکا دل پر غضب پر تعب تھا سو اس تلخکام کی جان شیرین جانے سے فرو ہو گیا اور پریزاد ستم ایجاد کی حالت پر ملالت نہ پوچھو دریاے حیرت اور لجہ ندامت مین غوطہ زن ہو کر یون کہتی تھی شعر ظلم یہ کیسی اسکے دل پہ بھر آئی + ہو اپنی جان شیرین یون گنوائی + نہین مین جانتی تھی فی الحقیقت + کہ یہ یون ہے عزیز بحر الفت + غرض وہ پری رخسار جگر فگار خوف شاہی سے تسلی کو

ضبط کر کے مثل بلبل تصویر خاموش ہو گئی اور سمجھا پر وہ دل بیتاب آب ہو کر بہ گیا تھا اوسپر بادشاہ والا گہر
کی نظر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک لعل بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہے یہ احوال پُر اختلال بادشاہ دیکھکر حکیموں سے پوچھنے لگا
کہ یہ لعل بے بہا اسکے جسم پُر آب سے کسطرح پیدا ہوا یہ گفتگو بادشاہ کی اطبا سنکر کہنے لگی ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ لعل
بے بہا نہین ہے اوس مسموم مغموم کا دل بسمل ہے لیکن حرارت قلق جگر سے پتھر ہو گیا ہے لعل بدخشان اسکی پاسنگ
کو نہین پہونچتا غرض بادشاہ جمجاہ نے ہر ایک جوہری رشک پری کو جو دکھلایا تو وہ جوہری باشعور بقول ظہوری یون
گویا ہوا شعر بھلا اوس بے بہا کا کیا بہا ہو + سر قاتل یہ جسکے خون بہا ہو + غرض بادشاہ عالیجاہ نے اوس لعل عجیب و غریب
کو توشکخانہ مین سپرد کر کے توشکچی سے یون فرمایا کہ اوس لعل خوش نگار رشک بہار کو سر پیچ مین نصب کر کے خلعت فاخرہ
مین لگا رکھنا انشاء اللہ تعالی بشرط زیست بروز عید اسکو ہم اپنے سر پر چڑھاینگے اور شیرین خوش بیجو اس کو فرمایا
کہ تیرا عاشق جان نثار کہسار عشق پر فرہاد آسا کوہکنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو تیشہ غم سے نہ ہلاک کرنا الغرض
بادشاہ جہان پناہ نے شیرین مائل رقت کو رخصت کر کے استراحت فرمائی مگر شیرین با دل اندوہگین
جو اپنے مکان دلستان کیطرف چلی تو یہ آواز خدا ساز گوش ہوش مین آئی مثنوی ای قاتل عاشقان محروم
وے ظالم بیدلان مظلوم + میرا تو عدم ہوا ٹھکانا + تو بھی مرے بعد جلد آنا + تجھکو قسم اپنی کافری کی
سوگند تجھے ستمگری کی + عاشق کو نہ اپنے کر فراموش + خالی ہے ترے بغیر آغوش + یہ ندا ہوش ربا وہ
مبتلا سنکر بحالت ششدر کہنے لگی شعر جان باختہ کیسی یہ ندا ہے + سنکر جسے جی ہی سُن ہوا ہے +
المدعا وہ رشک پری بحالت بے صبری اپنے مکان دلستان مین جا کر زینت بخش ہوئی لیکن اوسی
دن سے یہ حالت پُر ملالت بہم پہونچی کہ وہ جو عارض رشک دانہ انار رخ گل پر طعنہ زن تھے سو کاہش غم سے
بسان سیب زرد ہو گئے اور بقول میر حسن ابیات وہ آنکھین جو روتی تھین بس پھوٹ کر + تو گویا تھے موتی بھرے
کوٹ کر + ٹھہرنے لگا جان مین اضطراب + لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب + تپ ہجر گھر دل مین کرنے لگی + دُر اشک
سے چشم بھرنے لگی + خفا زندگانی سے ہونے لگی + بہانے سے جا جا کے سونے لگی + نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
نہ کھانا نہ پینا نہ لب کھولنا + جہان بیٹھنا پھر نہ اوٹھنا اوسے + محبت مین دن رات گھٹنا اوسے +
غرض وہ نازنین اندوہگین اپنی بیقراری اور آہ و زاری سے تنگ ہو کر دمبدم کسی کا یہ شعر پڑھتی تھی شعر
دو روزہ دوری آن یار جانی میکشد مارا + بیا اے مرگ ورنہ زندگانی میکشد مارا + اور اپنی تنہائی اور ناشکیبائی
پر یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی مطلع مریض عشق را کس از پئے درمان نمی آید + اجل از بیم بدنامیش بر بالین نمی آید + اور
کبھی بحالت جان کنی کہتی تھی اجل پر دینا کیا کرے شعر فراق یار چنان زار و ناتوانم ساخت + کہ بارہا اجلم آمد و مرا نشناخت
القصہ اس عرصے مین روز عید سعید بعد عرصہ بعید پدید ہوا ہر ایک خواص خاص اور بیگمات محل بے خلل اپنی اپنی آرایش مین

معروف و مالوف ہوتین لیکن وہ ماہ بحال تباہ اپنے عاشق جاندادہ کے فراق مین یہ مطلع مصحفی کا پڑھتی تھی مطلع ترسے دوری سے اوپیارے ہے دل پر درد اور غم ہے + کہ روزِ عید بھی گویا ہمین ماہِ محرم ہے + ادھر بادشاہ عالم پناہ نے خلعت فاخرہ تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے وہ خستہ دل کشتۂ زہر جفا کا سر پر چڑھا کے بعد ادائے دوگانہ نماز عید الضحیٰ سوار ہوا الحاصل بعد الفراغ نماز دوگانہ عید مذکور ہر ایک سے نذرین لیکر اور خلعت سے سرفراز و ممتاز فرماکر محلسرا مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم طبق جواہرات برای تصدق و نذر لاکر موجود ہوئی قضارا شیرین بادل غمگین نذر معمولی مع نقد جان ہاتھ مین لیے شہنشاہ کے آگے جو آئی شعر تو پھر مین کیا کہون اللہ اللہ + عجائب طرح کا ہے ماجرا آہ + کہ یکایک وہ دل مقتول اپنے قاتل کو غافل سمجھکر مثل مرغ نیم بسمل سینہ سے تڑپکر جدا ہوا اور اوسکے قدمون کے آگے گر پڑا ہمین شیرین دلِ حزین چاہتی تھی کہ اس بلیات پُر آفات سے بھاگ کر الگ ہو اتفاقاً پائے حنائی جو اوسکو ٹھوکر بحجر لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکر مثل دریای خون بہ گیا اور جوی خون سے یہ آواز خدا ساز سرزد ہوئی شعر بہا خون ہو کے دل زخمی دوبارہ یہی تھا خون بہا صاحب ہمارا + یہ ندا ہوش ربا اوس خونی جگر کی شیرین اندوہگین نے سنکر گریبان کو تا بدامان مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالون کو پریشان کرکے با دیدۂ پُر خون اوس سیل خون پر بیٹھ گئی اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنے سر پر ہاتھ مارا + مین آئی جسکو تھا تو نے پکارا + کہ یکایک جذبۂ عشق نے اوسکو برنگ شمع جان گداز ایکبار بہا کر اوس سیل خون سے ملا دیا تو اوسوقت اون دونون کا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل و مروارید کا دریا نمایان ہے یا شفق شام سفیدی سحر سے دست و گریبان ہے غرض بقول میر تقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا + کہ اون دونون لعلون کو چورا کیا + یہ واقعہ حیرت افزا غم اتما اون دونونکا وہ بادشاہ دیکھکر یکایک بحر حیرت مین غرق تا فرق ہوکر کہنے لگا ۵ دیکھا نہ سنا تھا یہ تماشا + اے واے جو ہمنے آج دیکھا + اور اوسکی ہمجولیان بدیدۂ گریان بصد تاسف یون گویا تھین مثنوی گو تیری یون ہی لکھی تھی جانی + افسوس مگر تری جوانی + ہر دم ہے ہمین یہی پریکھا + کیا تو نے ابھی جہان کا دیکھا + مرنے سے ترے تمام گھر مین + کہرام ہے صبح و شام گھر مین + ہر سمت سے ہے صدا یہ آتی + شیرین ترے بن ہے جان جاتی + جبجو رغرض ہر ایک عورت + کرتی تھی الم مین اسکے رقت + اور جسنے سنی نئی یہ روداد + کرنے لگا وہ بھی آہ و فریاد +

آگے نہین اب قلم کو طاقت		اس غم کی لکھے جو سب حقیقت	

داستان ایک شخص طوائف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تپنچہ مار کر آپکو ہلاک کیا اس جوان پُر ارمان کے مرنے کے بعد جذبۂ عشق سے وہ طوائف بھی فوت ہوئی

کاتبان دست و قلم بیکار و محرران سینہ و دلفگار اس افسانہ جگر سوز او قصۂ غم اندوز کو محفل بیان مین یون جلوہ گر

کرتے ہین کہ ایک جوان پُر ارمان نہال باغ جوانی گل حدیقہ کامرانی یوسف ثانی زلیخا طبیعت مجنون صفت ایک کسی رشک لیلی پر اسقدر مبتلا تھا کہ اوسکو بقول مروت شعر نہ اندیشہ پا نہ اندوہ فرق + شب و روز دریاے وحدت مین غرق + لیکن وہ کسبی غیرت لیلی جس محفل عالی منزل مین برای رقص جاتی تھی وہ جوان دل پریشان بھی اوس شمع رو کے ساتھ مانند پروانہ رہتا تھا اور جو کوئی یارون رشتہ دارون غمخوارون مین چرب زبانی سے کہتا کہ ای چراغ بزم محبت وای سراج دیدۂ الفت تو اوس شمع رو کیطرح سے لگن لگا کر کیون اس شکل سے گریان رہتا ہے تو وہ جگر سوز غم اندوز بقول گنا بیگم یون کہتا شعر شمع کیطرح کون رو جانے + جسکے دل کو لگی ہو سو جانے + المدعا وہ ماہ لقا دل افروز ایک روز مجرے کو کسی دولتمند دل خرسند کے مکان دلستان مین گئی وہ عاشق جان نثار پروانہ آسا بھی ملنے شمع رو کے ہمراہ اوس محفل مین پہونچا قصہ مختصر وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کھڑی ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون شعر کھڑی بھرلی تھی اس طرح سے گت + جس طرح سے ہو برق کو حرکت + اور ہتیلی کو ہتیلی پر رکھکر اور گردن کو خم دیکے جو بصد ناز و انداز آگے چلتی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بیدل کا دل وہ سنگدل دونون ہاتھون مین ملتی ہے اور جو ساعد سیمین رشک شاخ نسترن کو بالاے سر لیجا کر پنجہ رشک مرجان کو جنبش دیتی تھی تو یون ظاہر ہوتا تھا بقول جرأت شعر خریدارون کو کہتی تھی کہ ہم جاؤ + متاع حسن کا ہے آج بڑھا بھاؤ + اور کبھی وہ مہر وش شعلہ خو جو دونون ہاتھون سے دوپٹے کو سر سے آگے کھینچکر بصد خرام ناز چلتی تھی تو یون دکھائی دیتا تھا کہ گویا ماہ تابان زیر سائبان آگیا ہے اور بقول میر حسن کیا کہون اشعار وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ + دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ + کبھی دل کو پاؤن سے مل ڈالنا نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا + دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کے اوٹ + کہ پردے مین ہو جائین دل لوٹ پوٹ + اور گانے کا احوال پُر ملال کیا بیان کرون اگر تانسین زندہ ہوتا تو اوسکی تان دلستان پر خیال کرکے علم موسیقی سے دست بردار ہوتا غرض بقول میر حسن ابیات عجب تان پڑتی تھی انداز سے + کہ بجلی تھی ہر تان آواز سے + وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی + مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی + اور اوسکے ساتھ کے سازندون کا اس قانون سے ساتھ تھا کہ جنکی سارنگیون کی آواز خوش انداز پر عاشق زار دل افگار کا پنجہ الم سے گلا کاٹتے تھے اور دست وحشت گریبان تا بدامان تار تار کرتے تھے اور طبلے کی گمک اوس بزم مین دائین بائین کے لوگ عالم حیرت مین بھچک بیٹھے تھے اور منہ چنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش آہنگ تھی کہ ہر خوش لہجہ کے منہ پر قفل خاموشی لگ گیا تھا لیکن اے یار وہ جوان دل پریشان محفل کا یہ عالم دیکھکر دل مین یون کہنے لگا سچ تو یون ہے کہ سرود بستان یاد دہانیدن اسکو کہتے ہین اور کبھی اوس شمع رو کیطرف دیکھکر آہ جگر سوز وہ غم اندوز زبانی قاصر یون کہتا شعر کیا سوز جگر اپنے کی تحریر کرون مین

جلبی زبان وہ ہین جو تقریر کرون مین + لیکن بقول میر تقی مثنوی دل تڑپتا ہے متصل میرا + مرغ بسمل ہے
یا کہ دل میرا + بیکلی جی کو تاب دیتی ہے + طاقتِ دل جواب دیتی ہے + اب ٹھہرتا نہین ہے پای ثبات +
ایک مین اور ہزار تصدیعات + یہ احوال پُر ملال اوس جوان خستہ جان کا وہ آئینہ رو نیکو سنکر نہایت مکدر خاطر
ہوئی اور بغیر و رسر رعنائی اوسکے چہرۂ آرزو کو غازۂ مراد سے آراستہ نکیا پھر تو وہ جوان خستہ جان گستاخی قطعہ
زبان پر لایا قطعہ درد دوری کا مبتلا جانے + دلِ بے درد کی بلا جانے + جو گذرتی ہے جان پر ہیہہ
مین ہی جانتا ہون یا خدا جانے + ایک لحظہ کے بعد وہ برق رفتار تیز گفتار ایکبار رقص کرتے کرتے
جو آگے بڑھکے پھر پیچھے ہٹی تو وہ جوان پریشان اوسکے گوش ہوش کے قریب جا کر بقول میر درد یون
کہنے لگا اشعار صبر کی اب تو نہین طاقت مجھے + ایکدم دشوار ہے فرقت تجھے + صدمہ ہجران سے گھبرایا ہے
دل + کب تلک چھاتی پہ رکھون غم کی سل + زندگی میری ترے ہی ہاتھ ہے + تجھکو مردی کا جلانا بات ہے
یہ سخن اوس خستہ تن کا وہ حور لقا ماہ سیما مسموع کرکے بناز معشوقانہ اور باندازِ محبوبانہ کہنے لگی شعر [illegible]
سب کہتے ہین ہر جا عشق مین + پر کوئی مرتے نہ دیکھا عشق مین + یہ سخن اوس شمع انجمن کا وہ تفتہ جگر کشتہ
تیغ الفت مذبوح خنجر محبت سنکر اپنے پیٹ مین آپ تیغہ مار کر یون خرفرن ہوا شعر وہ جو عاشق ہین سو
اس طرح سے مرجاتے ہین + جس طرح جان سے ہم اپنی گذر جاتے ہین + یہ کلام رقت التیام زبان پر
لاکر وہ غمناک آغوش حسرت مین عروس غشی کو لیکر بستر خاک پر غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی وحیوانی
پیالۂ تن سے رنجک کی طرح اوڑ گئی اور رغز دل حواس کا کندہ دماغ سے گر پڑا اور رکابی تاب و طاقت
کی دست غم سے ٹوٹ گئی اور نال قالب حرارت غریزی سے خالی ہونے لگی اور [illegible]
کا دست قضا سے چھوٹ گیا اور گز آہ و نالہ کا فرو خنجری مین تنگی کرنے لگا یہ واقعہ حیرت افزا دیکھ بھی
رشک لیلی دیکھکر وہین مجنون وار بیقرار ہو گئی اور اوس جوان نیمجان کے سر کو اپنے زانو پر رکھکر [illegible]
آبدار بشکل سوگوار زبان پر لائی مثنوی ای عاشقِ جان نثار میرے + ای مونس غمگسار میرے + ای کشتۂ تیغ [illegible]
ای مائل چشم جادو فن + ای شمع دودمان من الفت + ای بلبل بوستانِ الفت + کیا تیرے یہ جی مین ہائی آئی + [illegible] جان اپنی
جو تو نے یون گنوائی + صدقے تری دقت و البین کے + صدقے تری نالہ حزین کے + منہ کی تری مردنی [illegible]
تری ہی جان کنی کے صدقے مر جائیگا تو جو کوئی دم مین + تو مین بھی مرون گی تیرے غم مین + بے تیرے یہ میری زندگانی +
کس طرح کٹے گی یار جانی + چنا ہی مرا غرض بجا ہے + یہ شعر کسی نے سچ کہا ہے شعر [illegible] تو حرام
زندگانی + یہ ابیات پُر نکات وہ نازنین اندوہگین اوسکے لاشہ جگر خراش پر پڑھ رہی تھی کہ [illegible] عقل
بے تامل چلا [illegible] تو اوس محفل رشک [illegible] انجم کا احوال پُر ملال کیا کہون بقول میر حسن شعر خوشی کا [illegible]

ورق کا ورق سب وہ برہم ہوا + اس عرصے مین اوس جوان ہیجان کے خویش واقربا کو یہ خبر وحشت اثر جو پہونچی تو ہرایک
بیحواس و پریشان اوس کسبی کے پاس آکر بقول میر تقی نظم اک سے تیر سے ڈراتا تھا + ایک برچھی اوسے دکھاتا تھا + +
ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر + ایک بولا کہ اب ہے کیا تاخیر + اے یارو اس فسون ساز جادو طراز نے خنجر ناز و تیغ انداز
سے دیکھو تو کیسے نوجوان پرارمان کو قتل کیا ہے تو اب اپنی زندگی نظم قتل کرنا ہی اسکا بہتر ہے + آج مرنا ہی اسکا
بہتر ہے + کیونکہ یہ بر ملا ستم ایجاد + کرتی ہے عاشقون کے گھر برباد + یہ گفتگو وہ بد وایک تند خو عربدہ جو کی وہ نگار
سن سنکر اپنا سر ہر ایک کے پاؤن پر رکھکر کہتی تھی نظم قتل کا میرے گر ارادہ ہے + تو بھلا اسمین دیر پھر کیا ہے + ہاتھ
کھینچو نہ قتل کرنے سے + زندگانی ہے میری مرنے سے + میری غیرت کو یہ نہین ہے قبول + میری الفت کو یہ نہین ہے قبول
کہ مین جیتی رہون یہ مرجائے + کیونکہ بے یار زندگی بھائے + یہ نہین چاہتی طریقت عشق + طعنہ زن مجھپہ ہے
حمیت عشق + یہ سخن دلشکن اوس نازنین اندوہگین کے وہ جوان نیمجان عالم نزع مین سنکر ہر خویش و برادر
اور یارون سے کہنے لگا اے بھائیو جو کوئی اس مہ جبین غمگین کو کچھ کہیگا واللہ باللہ مین چاک گریبان
اوسکا بروز جزا دامنگیر ہونگا نظم کیونکہ اسنے مجھے نہین مارا + یہ جبر تو قضا کا ہے سارا + اسمین اسکی بھلا ہے
کیا تقصیر + چاہتی تھی مری یون ہی تقدیر + سچ ہے قسمت مین جو کہ ہے لکھا + وہ کسی شکل سے نہین مٹتا +
یہ کلام وہ ماہ تمام نہین کہنے پایا تھا کہ بات کی بات مین تمام ہوگیا یہ واقعہ رقت انتما حیرت افزا وہ کسبی
رشک لیلی دیکھکر مجنون وار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور سر پر جو بال سراسر غیرت سنبل تھے انکو
دست الم سے نوچ نوچ کر صبا کے حوالے کیے اور عارض جو رشک گل ورد تھے اونکو مارے تھپیڑون
کے لالہ سان پر خون کیا اور گریبان کو مثل گل بالکل چاک کرکے صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی اور گاہی
اوسکے منھ پر اپنا منہ رکھکر کہتی شعر کس رو تری روسے سرخرو ہون + مجرم تری منہ سے مو بمو ہون + اور کبھی
اوسکی پیشانی ماہ ثانی سے اپنی پیشانی رگڑتی اور کہتی اے نیر سپہر غیرت وای چرخ الفت سچ ہے مصرع
پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے + یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اس طرح زار و نزار تھی لیکن اس جوان
ہیجان کی مادر مضطر جو ڈولی مین سوار ہو کر آئی تو بے اختیار منہ پر دوہتڑ مار مار کے یون کہنے لگی مثنوی اے رونق
گلشن جوانی + وے زینت باغ کامرانی + مرنے کے ترے ابھی تھے دن + پورا نہوا تھا بیس کا سن + کیا جی مین ترے یہ آئی
بیٹا + جو خاک مین با فراغ لیٹا + کس سے ترے غم کی بات ہیہات + ظاہر کرون آہ مین پر آفات + اس پیر فلک کو ہائے
جانی + بھائی نہ تری یہ نوجوانی + مرنے کو تو سب جہان مریگا + پر کوئی نہ یون جوان مریگا + افسوس کہ تونے جان دیکر
برباد کیا مجھے بھی دلبر + بے تیرے مین جی کے کیا کرونگی + جس طرح بنے گا مین مرونگی + القصہ
اوسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتے پیٹتے جو گھر مین لائے تو پھر دوبارہ قیامت

برپا ہوئی یعنے ہر ایک کنبے کی عورت بصد رقت بین بچین کر کے رونے لگی اشعار کوئی کہتی تھی اے میرے بھائی
بے اجل تیری موت کیون آئی + اس تری بیکسی کے مرنے کے + جان سے جا بلے یہ بہن صدقے + تونے دنیا کا کیا ابھی دیکھا
ایک بیک آگئی جو تیری قضا + الحاصل اوس بیدل کو تجہیز و تکفین کر کے اور غسالون نے نعش کو غسل دیکر کفن پہنا
مین رکھکر ایک صندوق مین روپوش کیا اور بقول مصحفی نظم تابوت پہ سبز اک دوشالا + لاکر کے زیب و شان
جوڑالا + چادر پہ پھولون کی لہلہاتی + پھٹتی تھی صبا کی جس سے چھالی + یون سبز دوشالہ تھا بہ تزئین + جس طرح کہ
آسمان پہ پروین + تابوت کہ تختہ چمن تھا + جس تختہ پہ جو شگوفہ نسترن تھا + الغرض اوس تابوت کو سب روتے
پیٹتے سوی گورغریبان گریہ کنان لیچلے اور وہ کسبی رشک لیلی پا برہنہ با سر عریان چاک گریبان تا بدامان افشان
و خیزان باہ و جانگاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی ایکباری اوس پر نگاہ پڑتی تھی بے اختیار دیدۂ گہربار سے گوہر اشک
اس لعل بے بہا پر نثار کرتا تھا المطلب بصد بیقراری اور آہ و زاری گورغریبان مین پہونچکر نماز جنازہ سے فراغت کر کے
جو اوسکو دفن کرنے لگے تو وہ کسبی غم آمادہ دل دادہ بھی قبر عاشق پر آکر کہنے لگی مثنوی اے تمام اکرام یہ کرو تم
مجکو بھی اسمین گاڑ دو تم + بے اسکے مین جی کے کیا کرون گی + مین بھی اسی قبر مین گڑون گی + یہ میری کہان نصیب ہے ہی
جو اسکے گڑون قریب ہے ہے + جو اوس سے مجھے جدا کرے گا + ناحق مجھے درد و غم وہ دے گا + غرض اوسکو
ہر ایک نے بصد منت و نصیحت قبر سے جدا کر کے اوس عاشق جانداده کو با دیدۂ پُرخون مدفون کیا بعد سوم
چادر و گل وغیرہ اوس کسبی رشک لیلی کو ہر ایک نے بدیدۂ گریان باہ و فغان کہا کہ اے بی بی اب گھر چل یہان
بیٹھنے سے کیا حصول بقول شاہ قدرت اللہ ابیات یاران وہم رفیق و شفیقان دوستدار + سب آشنا ہین
زندگی مستعار کے + جب مند گئی یہ آنکھ تو اے دوست بعد مرگ + پھٹکے ہے کون گرد کسی کے مزار کے + لیکن وہ گور
پر اضطرار اسقدر چپ ہوئی کہ پھر کسی سے مطلق ہمکلام نہوئی آخر کار ناچار سب خویش و تبار اوس جان نثار
کے گھر مین آئی اور اوس نازنین اندوہگین کا احوال پُرملال مادر عاشق جان دادہ سے بہ تفصیل اظہار کیا یہ وداد
بیداد اوسکی مادر مضطر سنکر بصد بیقراری و آہ و زاری ڈولی پر سوار ہو کر تربت دلبر پر آئی اور اوسکے سوگوار
غمگسار سے کہنے لگی اے بیٹی مجھ کمبخت مان کا کہنا مان کسواسطے اس خاک کے ڈھیر پہ بیٹھی ہے اے بیٹی اگر تیرے
یہان بیٹھنے سے وہ جی اوٹھے تو کیا مضائقہ مین بھی تیرے شریک حال ہون ابیات ور نہ اس غم الم سے
کیا حاصل + میری جان یہ مقام ہے مشکل + اسمین چارہ نہین کسی کو ذرا + چہ امیر و وزیر و شاہ و گدا +
کوئی مرتے کے ساتھ مرتا گر + تو نہ جیتا جہان مین کوئی بشر + از برائے خدا او رہ بحق مصطفے اے نور
ضیائے چشم امیدواران و اے دوائے دل دردمندان اوٹھ کہ میرے گھر چل مین تجھکو اپنی بیٹی کی جا
رکھونگی اور جو کچھ خدمتگذاری اور دلداری ہو سکے گی بسر و چشم بجا لاؤن گی کیونکہ تیرے سے

راویان حکایت غریب اور حاکیان روایات عجیب شاہد سخن کو حجلۂ بیان مین یون جلوہ گر کرتے ہین کہ خلافت شہنشاہ اکبر بادشاہ مین ایک قاضی زادہ خوزادہ لکھنو کا باشندہ برائے سیر کوچہ و بازار ہمراہ یاران غمگسار گھر سے باہر نکلا کہ بقول میر تقی شعر ناگہ اک کوچے سے گذار ہوا + آفت تازہ سے دوچار ہوا + یعنے ایک ماہ تمام بلب بام نظارہ کنان تھی کہ یکایک اوس ذرۂ بیمقدار کی آنکھ جو اوس جادو چشم سے دوچار ہو گئی تو بقول میر تقی کیا کہون ابیات تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی + الغرض وہ نازنین مہ جبین تو بصد ناز و انداز منہ کو موڑ کر کوٹھے کے نیچے اوتر گئی اور اوس خاک بسر نے بام عشق کے اول زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قائم کا پڑھا شعر قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند + دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا + غرض وہ عاشق زار و لفگار اوس گلی مین بستر خاک پر بحال مضطر بیٹھ گیا اور آنکھون کو بالای بام بخواہش آن ماہ تمام مثل نرگس حیران و نگران کیا لیکن وہ مہ جبین رشک لعبت چین پھر کبھی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخر کار اوس عاشق زار دلفگار جگر سوختہ کے ایک روز تپ فرقت کی شدت سے ہاتھ اور پاؤن مثل برف سرد ہو گئے لیکن آنکھین سوی بام بخواہش آن ماہ تمام جو نظارہ کنان تھین اونکی ٹکٹکی مین فرق نہ آیا تب تو ہر ایک عقلمند دانشمند کی عندلیب تجویز گلشن بیان مین یون نعرہ زن ہوئی یعنے جس سمت اس گل پژمردہ دل افسردہ کی آنکھین مثل نرگس حیران و نگران ہین اوسی مکان رشک گلستان مین اسکا غنچۂ مقصد پوشیدہ ہے اگر وہ کسی صورت سے اوس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب آ جائے تو غالب ہے کہ اسکا گل مراد نسیم وصال سے شگفتہ ہو جائے کیونکہ یہ عاشق بقول میر تقی شعر خار خار دل غریبان ہے انتظار بلا نصیبان ہے + المطلب اہل ہمسایہ نے بصد منت و سماجت اوس محبوبۂ مایۂ ناز و معشوقۂ فسون ساز کے پدر عالیمقدار سے جا کر عرض کی کہ اے معدن نجابت و ای کان شرافت ایک نوجوان کا خون ناحق تیرے سر پر ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر رشک قمر کو ایکدم کیواسطے اوس بیدم کے پاس بلا وسواس بھیجدے تو غالب ہے کہ اوسکا دم اوسی دم اپنے دمساز کو دیکھکر سوے عدم نجائے یہ کلام حیرت التیام اوسکا پدر مضطر سنکر نہایت ششدر و حیران ہوا آخر کار بچار و ناچار اوس عالیمقدار و الا تبار نے دختر رشک قمر کو مواصلت کی اجازت دی لیکن وہ ماہ جبین جون ہی اوس اندوہگین کے قریب آ کر چشم دوچار ہوئی یک بیک قوت عشق کی بدولت اوٹھ بیٹھا اور اوسکی طرف بغور دیکھکر یون کہنے لگا شعر کہ تجھکو دیکھ لین پھر اکبار ہی + بس اتنی ہی تمنا تھی ہماری یہ کہکر وہ مضطر بستر خاک پر گر کر جان بحق تسلیم ہو گیا یہ واقعہ حیرت افزا اوسکی محبوبۂ دل مرغوب ملاحظہ فرما کر بی اختیار بیقرار ہو کر اوسکی نعش جگر خراش سے لپٹکر یون بیان کرنے لگی شعر ہی اے عاشق جان نثار میرے قربان مین عشق کے ہون تیرے + کیونکر نہ ملون مین ہاتھ ہے ہے + جی کی رہی جی مین بات ہی ہے

دیکھنے سے بیٹے کا غم پر ستم ذرا فرو ہوگا اور بیٹیر ابھی وہان زنان ہمسایہ مین قدسے قلیل دلِ حزین بہلجائیگا ورنہ بقول
میر حسن شعر وگرنہ تو رک رک کے مر جائیگی + اسی طرح جی سے گذر جائیگی + غرض ہر چند با دل دردمند اوسکی مادر
مضطر نے اوس نازنین اندوہگین کو سمجھایا لیکن اوس بلبل حدیقہ سکوت نے گلشن تقریر مین ذرا بھی زبان نطق
سے آشنا نہ کیا بلکہ درِ حبک دہن کو اور قفل خموشی لگ گیا الحاصل وہ بیدل پھر اپنے گھر مین آکے معروف رقت ہوئی
مگر وہ نازنین اندوہگین صبح و شام اوس قبر کی جاروب کشی کرتی اور شب کو اوسکے تعویذ کو چھاتی سے لگا کے
سو رہتی اور وقت سحر اوٹھکر پھر اوس قبر کے گرد جاروب کشی اور چھڑکاؤ سے فراغت کر کے با دیدۂ اشکبار
بیٹھکر جرأت کے یہ اشعار وہ دل افگار چپکے چپکے پڑھتی مثنوی یہ درد و غم سے حال دل ہوا ہے + کہ دم لینا مجھے
مشکل ہوا ہے + مری قسمت مین گر یہ دکھ لکھا تھا + تو یارب کیون مجھے پیدا کیا تھا + کوئی جز غم نہین ہے غمگسار اب
فقط ہے بیقراری کا قرار اب + کسی صورت سے کل آتی نہین ہے + الٰہی کیون اجل آتی نہین ہے + مرون تو
جائے یہ درد جدائی + الٰہی کیا اجل کو موت آئی + اس عرصہ مین جو کوئی کبھی زبردستی سے کھانے کو کھلا دیتا تو
جبرًا اور کرہًا کچھ کھا کر چلّو پانی وہ تشنۂ زندگانی پی لیتی مگر بقول میر حسن اشعار نہ کھانے کی سدھ اور نہ
پینے کا ہوش + بھرا اوسکے دل مین محبت کا جوش + جو پانی پلانا تو پینا اوسے + غرض غیر کے ہاتھ جینا اوسے
الغرض اوس جوان جہاندیدہ کا چہلم بھی ہونے پایا تھا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینہ بے کینہ سے لگا کر بقول
مسرور یون کہنے لگی مثنوی دیکھتا جو ہے وہ کہتا ہے مجھے + پاس ننگ و نام کچھ بھی ہے تجھے + یہ بھی جینے کا کوئی سلوک ہے
ایسے جینے سے تو مرنا خوب ہے + تنگ کرتا ہے مجھے اب اضطراب + اے اجل تو کیون نہین آتی شتاب + الغرض درد
والم سے وہ نگار + ابر باران کیطرح لیل و نہار + اسقدر روئی کہ آخر مرگئی + عاشقون مین نام اپنا کر گئی + مرگئی
جب وہ گلعذار + دیکھکر ہر اک رہا حیران کار + ذکر یہ آپس مین سب کرنے لگے + سچ ہے جذب عشق کہتے ہین
اسے + المطلب اوس غنچہ لب کو اوسکے عاشق کی تربت کے برابر بصد شور شیون دفن کیا لیکن سچ تو
یون ہے مثنوی واہ رے اے عشق چالاکی تری + واہ رے اے عشق سفاکی تری + ایک کو غیرت سے مارا
اس طرح + ایک کو فرقت سے مارا اس طرح + ہر جگہ تیرے نئے انداز ہین + عقل سے پوشیدہ تیرے راز ہین
جسکو چاہا بات مین گھائل کیا + جسکو چاہا آن مین بسمل کیا + عاشقون کا تو غرض سرتاج ہے + ہر کوئی عاشق
ترا محتاج ہے + وصف تیرے کیا کرے مجبور اور + عاشقون سے تیرے پوچھے کوئی جور

داستان لکھنو کے قاضی زادی کا ایک ماہرو نیکخو پر اثنائے راہ مین عاشق ہونا اور
اوس دلستان کے زیر مکان جان دینا اور معشوقۂ دلفگار کا اوسکی لاش پر مرنا

اپنی نہ کہی سنی نہ میری + فرصت ہی ندی قضانے تیری + یہ کہتے کہتے وہ مضطر خستہ جگر آخر کو آخر ہوگئی یہ واقعہ الم افزا اوسکے خویش واقربا دیکھکر نہایت بیقرار اور اشکبار ہوے لیکن صبر کے سوا کچھ چارہ ندیکھا بصد رقت اون دونون کشتۂ الفت کو ایک ہی قبر مین مدفون کیا مثنوی خاک مین ملگئی آخر یہ بات کہنے کو یہ رہی آخر + عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے + ورنہ انسان کی کیا حقیقت ہے

عشق کی داستان اے مجور بخدا عقل سے بہت ہی دور



دوسراباب بدکار عورتون کے چرترون مین + ایک عورت نے قید شوہر مین حیلہ بیماری سے بڑھیا کے ہاتھ جوان مجرد کو کوٹھری مین فریب جادو سے سرشوہر پر طلب کیا اور اوس سے بدفعلی کرکے بھیجدیا اور اوسکے شوہر نے کچھ دریافت نکیا افسون سازان فصیح شعار وجادو طرازان بلیغ گفتار کاشانہ مکائد یون تحریر دستیطر کرتے ہین کہ ایک جوان ذوفنون نیرست فیلسوف صورت زنان مکار ونسوان بدکار کا حال سنکر اپنی زن گم سخن کو یون رکھتا تھا کہ کا ہے زن ہمسایہ و پیرزن دایہ تک بھی اس نیک اساس کے پاس نہ آنے دیتا بقول نخشبی اشعار نخشبی زن فریبا دارد خویشتن را ز قید او برہا محرمار زہرست از سر تا دم زنان فریب ست از سر تا پای لیکن شیخ سعدی علیہ الرحمہ

اسکے قول کو نہ سمجھا ؏ نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + غرض وہ نابکار اوس غیرت گلزار کے پہلو مین آٹھ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا اور گاہے جو کسی کار ضروری کو مجبوری جاتا تو گھر کے دروازے کو باہر سے مقفل کرجاتا قضائے کار وہ نابکار اپنے معمول سے دروازے کو مقفل کرکے ایکروز کہین کو گیا تھا اسکے بعد حسب اتفاق ایک نخود فروش باآواز پر خروش اوس کوچے مین وارد ہوا وہ گرفتار بلا اور مبتلائے جفا چنے والے کو بلانے در پر آئی اور ایک ایک کوڑی ہٹ کی درار سے باہر نکالکر وہ ہم پلہ زوے خورشید و ہم ترازوے ناہید اوس نخود فروش با ہوش سے کہنے لگی کہ اے مرد دانا ہرزہ گرد زمانہ نوردا اس دمڑی کے چنے تولکر دہلیز کی راہ سے پھینکدے یہ دانہ زد ناچار اشارہ چنیکر اوٹھا لیگئی اس عرصے مین وہ مردک اچانک آپہونچا اور اوس نخود فروش کو دیکھکر آتش غضب سے جل بھنکر مثل گلخن بنگیا اور اوس قفل کو جھٹ سے کھولکر اپنی زن کم سخن سے کہنے لگا کہ اے خاتون بدطالع و اے پیرامون اوقات ضائع یہ کونسی حرکت ناشایستہ تجھسے وقوع مین آئی شعر کہین بھی عورتین نیکون کی آگے کھڑی رہتی ہین یون سودے کو در پر + یہ سخن دلشکن وہ زن پرفن سنکر و رجک دہن کا قفل سکوت کلید زبان سے کھولکر کہنے لگی کہ اے عزیز بے تمیز تو عبث خفا ہوتا ہے کہین بھی کوئی بھلا آدمی اپنی جورو شیکھو کو قید حیات مین یون محبوس اور مایوس رکھتا ہے اور کوئی بڑی بوڑھی مجھ بے یاس کے پاس ہوتی تو خیر اجرائے کار بہر طور بند نہ رہتا اور اسکے سوا گھر کی بستی دو ہی نظر آتی اوسکے جواب مین وہ جوان بے ایمان کہنے لگا کہ ہمکو زنان وفادار کا اعتبار نہین ہے بقول نخشبی قطعہ نخشبی زن سرشتہ مکر ست و پارسا سال و ماہ مکر کنند + گر بخواہد زن جفاکارہ + ہر بدیہ ہزار مکر کنند + اس کلام پر اتہام سے وہ زن بکمال بدظن ہوئی اور یون کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز یہ گفتگو واہی تباہی ناحق کرتا ہے حق یون ہے کہ وہ زنان مکار اور نسوان بدکار ہین وہ اپنے خاوندون دانشمندون کے سر پر سب کچھ کر گذرتی ہین اور کچھ نہین ہوتا مگر اپنی وہ مثل ہے کہ تو ڈر نکر تو ڈر بقول شخصے شیر کھائے تو منہ لال نکھائے تو منہ لال یہ گفتگو وہ عربدہ جو زشت رو کی سنکر بولا کہ وہ اور ہی مرد ہوتے ہین کہ جنکی جورویں پنہان خرچی جاتی ہین اور شوہرداروں کی زنون کا کیا مقدور ہے جو کسی سے چشم بد دور آنکھ ملا سکین اور خیال بد کا تو کیا ذکر ہے یہ سخن وہ زن پرفن سنکر خاموش ہو گئی مگر دل مین کہنے لگی کہ دیکھ تو گیدی تیری خبرداری اور شوہرداری سے کیسی راہ سے نکالتی ہون القصہ بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر نابلند ہوئی اور ایکبار ہی بیماری درد جگر کی اظہار کی ہر چند اوس جوان نے اطباے حاذق اور حکماے صادق کو اوس علیل پر تزویر کو دکھلایا لیکن کسی سے اوس مکار کا آزار تشخیص مین نہ آیا مگر ایک

حکیم فہیم نے اوس مقیم بے حرارت اور الیم پُرفطرت کی نبض دیکھکر بقول شمیم اوسکے شوہر شکستہ کمر سے کہا شعر
نے مسیحانہ فلاطون کی دوا ہے مرغوب + تیرے بیمار کو کیا جانیے کیا ہے مرغوب + قصہ مختصر جب اوسکا شوہر بے
دعا و درد و بجا بجا کی کر چکا اور گلشن امید مین گل مقصد بنسیم فرحت سے نہ کھلا تو بحالت یاس وہ بیچارہ یہ
شعر کسی کا زبان پر لایا شعر طبیب عشق را درمان کدام ست + علاج جان کند اوراچہ نام ست + یہ گفتگو اسکی
جورو سُنکر کہنے لگی اے جوان نادان میری بیماری بے اختیاری کی تونے بہت تدبیر بے نظیر کی لیکن کسی سے
شفای کلی نہ حاصل ہوئی خیر انچہ گذشت گذشت الماضی لایذکر مگر اے ناکام ایک کام یہ بھی کر کہ مجھ گرفتار اجل کو
کسی دایہ کاملہ کو دکھلا کیونکہ عورتون کا معالجہ عورتون سے خوب ہوتا ہے بقول آنکہ الجنس مع الجنس یہ کلام
وہ نافرجام سنکر کہنے لگا اے بی بی کیا مضائقہ مجھکو ہر طرح تجھ رشک حور کی صحت منظور ہے الحاصل وہ سادہ لوح
تلاش بسیار اور تجسس بیشمار سے ایک پیرزن علامہ دہر اور دلالہ عصر کو اپنے گھر مین بلا لیا الغرض اوس دایہ کاملہ نے
ہر ایک گل سے اوس ہیکل کو دیکھا تو کوئی کل بیکل نپائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایہ قابلہ دیکھکر اوس بیمارہ مکارہ سے
یون حرفزن ہوئی کہ اے افسر مکاران و اے رہبر بدکاران تونے آزار مکائد سے اس بیچارے کو کیون دق کیا ہے
یہ بات اوس دایہ صاحبہ کرامات کی سنکر وہ زن پُرفن کہنے لگی کہ اے دایہ گرانمایہ میری بیماری پُرفطرت
کا یہ باعث ہے کہ اس بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نتھا اور ہرچند کہ مجھ
دل افگار پُرآزار نے اسکی صورت کے سوا کسی نامحرم مرد کی آجتک شکل نہین دیکھی اس بات کا
خدا دانا اور بینا ہے مگر یہ میرے سامنے بڑا بول بولتا ہے سو اسکا نتیجہ ایک ذرا دکھایا چاہتی ہون
اسمین کچھ کیون نہو یہ کلام اوس دلارام کا وہ دایہ کاملہ سنکر بولی کہ اے کدبانو یہ کتنی بڑی بات اس حال
مین مین تیری شریک ہون غرض وہ دایہ اوس بیمار کے پاس سے اوٹھکر اوس جوان بدگمان کے
قریب آکر کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز تونے ایسی عورت خوبصورت ماہ طلعت کو یون گھلا گھلا کے تمام کیا
مصرع افسوس ہے صد ہزار افسوس + بقول آنکہ شعر طالع بدکا نہ کیونکر پھیر ہو + ماہرو پر جسکے یہ اندھیر ہو +
اسکے جواب مین وہ جوان بدگمان کہنے لگا اے پیرزال نیک خصال بقول شمیم شعر تدبیر کوئی اب
نہین بن آتی ہے مجھکو + وہ دیکھون ہون تقدیر جو دکھلاتی ہے مجھکو + وہ دایہ گرانمایہ کہنے لگی کہ اے
عزیز باتمیز تو ناحق اسقدر اسکی فکر کرتا ہے اور غم کھاتا ہے انشاء اللہ تعالے مین غمخوار اس بیمار
کو ایک روز مین مسند صحت پر بٹھا دیتی ہون اس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ لوح کہنے لگا
ازین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ اے پیرزال نیک خصال مال و منال تو کیا چیز ہے اگر میرا نقد جان
اس آرام جان کے کام آئے تو ایکبار نثار کرنیکو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پُرفن مسموع کرکے

کہنے لگی اے جوان نادان اگر تو نے مبلغ خطیر اوس ماہ منیر کی تدبیرون مین صرف کیے ہین تو ایک پانچ سو روپیے
اور بھی خرچ کر بقول اسکے جی ہے تو جہان ہے واللہ باللہ تیری شمع شب افروز جو ایکروز مین محفل عشرت مین
نہ جلوہ گر ہو تو گلگیر شمشیر سے میرا سر کاٹ ڈالنا کیونکہ میری بھی بیٹی کو یہی مرض ہو گیا تھا غرض مین نے بھی
تمام جہان کے ملا سیانے حکیم طبیب جتانے لیکن کسی سے میرا مطلب نہ بر آیا آخر کار بقدرت کردگار ایک
فقیر روشن ضمیر سیاح بے پروا میری قسمت سے اگر وارد ہوا اوس بندۂ خدا نے میرے حال پر ترحم کرکے
ایک ٹوٹکا جادو کا پانچ سو روپیے لگاکے ایسا بنا دیا کہ اوس بیمار کا آزار بالکل دفع ہو گیا سو وہ ٹوٹکا
میرا بیٹا اپنی جان اور ایمان کے برابر رکھتا ہے اگر تو پانچ سو روپیے خرچ کرے تو ایک شب کی شب
مین اوسکو چوری سے لے آؤن اور تیری جورو کا آزار گرانبار دور کرکے پھر وہین پہونچا دون
مگر یہ بات پر کرامات کسی پر ظاہر نہو کیونکہ میرا بیٹا نہایت بدمزاج ہے جو اس حال محال سے آگاہ
ہو جائے گا تو مجھکو جیتا نہ چھوڑے گا یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام سنکر اوس پیرزال کذب مقال
کے پاؤن پر سر رکھ کے کہنے لگا اس بات سے میری جان بخشی کرے گی تو تمام عمر تیرے زیر انبار
احسان سے سر نہ اوٹھاؤن گا اسکے جواب مین اوس پیرزال کذب مقال نے کہا کیا مضائقہ لیکن
اوس ٹوٹکے کی یہ شرط ہے کہ تو آپ اپنے سر پر اوٹھا لا اور ابھی پہونچا دے کیونکہ کوئی غیر جنس اوسکو چھونے نا
آگے تو مختار ہے غرض اوس پیرزال کذب مقال نے جو جو اوس سے کہا اوسنے قبول بے عذر کیا
بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا القصہ وہ پیرزن پرفن اوس الو کو دام فریب مین لا کے اپنے گھر مین آئی
اور ایک جوان دلستان المجرد کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے ہمایون بخت عقدہ رخت تیرے لیے ایک چڑیا سونے
کی مین ناچیز لے آئی ہون شعر شوق سے باز کو اوڑایا کر + اور گھوڑی کو نت کدایا کر + وہ مثل ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب
مگر ایک مٹکی مین تجھکو بیٹھکر چلنا پڑیگا وہ جوان خوش آن موچھون کو تاؤ دیکر کہنے لگا اے بڑی بی صاحب
مٹکا تو کیا چیز ہے اپنی افسون سازی سے تم ہمکو اگر آبخورے مین بند کرکے لیچلوگی تو چلنے کو حاضر ہون شعر
ہم نہین ایسے جو ان باتون سے ہٹ جائینگے + اور اگر لڑنے کو چاہو گی تو کٹ جائینگے + غرض
وہ دلالہ اکالہ اوس جوان دلستان کو گھر مین بٹھا کے پھر اوس جوان بدگمان کے پاس بلانے سو اس آئی
بیان شب اس عرصہ مین جسوقت جادوگر سپہر نے دیو آفتاب کو سبوچۂ مغرب مین بند کیا اور رمال
فلک نے نجم کہکشان پر سپند انجم چھڑکنا شروع کیا اوسوقت وہ پیرزال فسون ساز اوس جوان سادہ لوح
کو اپنے گھر لائی اور اوس بدنظر کی نظر سے پنہان اور پوشیدہ اوس جوان سحر نشان کو مٹکے مین بٹھا
اوس سادہ لوح سے یون حرف زن ہوئی کہ لو میان صاحب یہی مٹکا ٹوٹکے کا ہے اسے اپنے سر پر آہستہ

لیچلو یہ سادہ لوح بخوشی تمام اوس مٹکے نافرجام کو سر پر چڑھاکر گھر مین لایا لیکن یہ سر نہ سمجھا کہ اسمین
سراسر سرنگونی ہے الحاصل اوس پیرزن پُرفن نے اوس بیمار کو بلباس نفیس آراستہ و پیراستہ کیا اور عطر سے
معطر کرکے ہاربان اور چنگیر اور پاندان رکھوادیے اور ہر چار طرف اگر کی بتیان بے پایان روشن کردین اسکے بعد
وہ پیرزن صاحب خانہ سے یون کہنے لگی کہ میان صاحب تم کوٹھری کے اندر نجانا کیونکہ اسمین جان کا خطر
نہایت ہے غرض وہ جوان بدگمان اپنی جورو سے نہایت تعشق رکھتا تھا خیر سنگ آمد سخت آمد
سمجھکر کوٹھری کے در پر پلنگ بچھاکر بستر خاک پر لیٹ گیا اور آغوش دیوتولی مین عروس حسرت کو لیکے سرگرم
خواب غفلت ہوا اور اِدھر اوس جوان یکتاے زمان نے فتیلہ کام دیو کا لگاکر چراغ بالہوسی مین روشن کیا؛
غرض اس ابلیس پُرتابیس نے تمام رات حاضرات خاطر خواہ کی بیان سحر اور جسوقت شب کی
پیرزادی کے سر پر سے قمر کا شیخ سندوا اوترنے لگا اور شہید مرد مشرق کہ موذن خروس مصلای شفق
پر بانگ دے دے بُلانے لگا اوسوقت اوس پیرزن پُرفن نے اپنا ٹوٹکا جادو کا پھر مٹکے مین بند کیا
اور اوس سادہ لوح سے کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکھو وہ آزار گرانبار کیا ہوا یہ کاٹھ کا الو اپنی جورو کو
صحیح و سالم دیکھکر مثل گل خندان پیرہن مین پھولا نہ سمایا اور بسان بلبل بے تامل چہچہہ زن ہوکر یہ شعر
مسرورانہ کا زبان پر لایا شعر کیون نہ وہ گل کی روش باغ جہان مین شاد ہو + خانمان برباد ہوکر جسکا پھر
آباد ہو + یہ عالم اوس فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال دیکھکر کہنے لگی کہ میان صاحب اس
خوشی اور فرحت مین صبح رخصت ہوئی جاتی ہے خدانخواستہ اگر نور کا تڑکا ہوجائے گا تو تمکو مٹکا لیجانے مین
خفت اور ندامت ہوگی اور مجھ بیوہ کا بیٹا جو کی خانے سے جو گھر مین آئیگا اور مٹکا نپائیگا تو میرے کاسہ
سر کو سنگ غضب سے توڑے گا اب الکریم اذا وعد وفا کو بجا لائیے اور اس ٹوٹکے کو جہان سے لائے ہو
وہان پہونچا آئیے تاکہ ہماری تمہاری دونون کی حرمت اور عزت مین فرق نہ آئے القصہ وہ پیرزن پُرفن
مٹکا سحر پُر فریب کا سادہ لوح کے سر پر رکھواکر لیچلی اتفاقاً اوس نور ظہور کے وقت ایک حلوائی اپنی دکان
کے نیچے کڑاہی دھو رہا تھا کہ یکایک اس حلوائی خوش چشم کی نظر اس عزیز بے تمیز پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک
جوان خوش اسلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مٹکا لیے سامنے سے چلا آتا ہے اور اوسکے پیچھے پیچھے
ایک پیرزال بدخصال لکڑی ہاتھ مین پکڑے سر کو ہلاتی کھٹ کھٹ کرتی چلی آتی ہے اس کیفیت عجیب و غریب
کو وہ حلوائی دیکھ رہا تھا کہ یکبیک وہ شخص مٹکا سر پر لیے قریب آپہونچا مگر اوس جا پر کڑھائی وغیرہ کے
دھونے سے وہانکی زمین پھسلنی بن رہی تھی اتفاقاً اوس سادہ لوح کا پاؤن جو لغزش مین آیا تو چارون
شانے چت گرا اور وہ مٹکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان نادر جہان جھٹ آپ کو جھاڑ پونچھکر

ہاتھ مین جوتی لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اس سادہ لوح کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا او ابلہ مسخرے راہگیرون پر ڈھیلا دے دے مارتا ہے وہ تو خدا نے خیر کی کہ کوئی ٹھیکرا اوٹھکے کا میرے سر پر نہین لگا ورنہ ابھی جوتون کے مارے تیرا سر گنجا کر ڈالتا ادھر تو وہ جوان جرأت نشان جوتی اوسکے سامنے لیے اپنی گھڑی گھڑی کہہ رہا تھا لیکن اوس سادہ لوح کو کچھ بن نہ آتی تھی جہ جوتی بیزار لڑتا اور ادھر وہ پیرزن پُرفن اوس جوان غیرت نریمان کے اوٹر تلے مین پاپوش فریب سے پاؤن خاک ہوکر دامن کو پکڑے کہتی تھی کہ بلاؤن مجھکو تمنے ناحق ناک جوتی گرفتار کیا یہ میرا مٹکا میرے پتنے کے مول کا بازار رسوائی مین غارت کیا میان صاحب مین خانہ خراب جو اس مٹکے کو کبھی ہاتھ لگاتی تھی تو میرا بیٹا مجھکو ہمیشہ کہتا تھا نہ رہی اسکو ہاتھ نہ لگا نہیں تو تیری ٹانگین تن سے جدا کر ڈالونگا غرض یہ سادہ لوح ایک تو اوسکی باتون سے جو کہتا تھا کہ جو اسکی جورو سے جنت ہو گیا تھا اور دوسرے اوس بڑھیا کی زاری اور بیقراری سے روح قالب تن مین تنگ تھی الغرض اوس جوان دلستان کو بہزار سماجت و بصد منت ہاتھ پاؤن پڑکر رخصت کیا اور اوس پیرزن پُرفن کو کچھ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ حلوائی یہ رسوائی دیکھکر کمال متعجب ہوا اور دل مین کہنے لگا یہ شعبدہ کبھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھنے مین آیا مگر یہ اسرار ای یار خالی از علت نہین ہے اور یہ سادہ لوح اس رسوائی اور بے عزتی کو جورو کے آئینہ ہونے کی خوشی مین مطلق خیال مین نہ لایا لیکن وہ مسخرا یہ نہ سمجھا کہ جو اوسنے کہا تھا سو کر دکھایا اگر کسی شخص نے سچ کہا ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے **مثنوی** گرچہ رنڈی کی ذات ہے بدذات ✱ مرد کو چاہیے وہ لے یہ بات ✱ کہ سدا اس سے الامان مانگے ✱ اس سے محفوظ ہی خدا رکھے ✱ ہر اگر تمکو کچھ بھی عقل و شعور ✱ قول سعدی پہ کر عمل مجبور ✱ زن بد در سرای مرد نکو ✱ ہم درین عالم ست دوزخ او

چرتر ایک زن مکارہ نے اپنے آشنا کو اوسکے شاگرد سمیت شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکالدیا اور اوس سادہ لوح نے کچھ نہ دریافت کیا

محرران عبارت رنگین ومنشیان حقیقت نگارین کاغذ بوقلمون پر کلک گلگون سے بخط گلزار یون لکھتے ہین کہ ایک نگر نیرنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت ماہ طلعت کے رنگ عشق مین نہایت شرابور تھا لیکن اوس غیرت گلزار رشک بہار کو وہ رنگریز عشق نوانگیز انواع انواع رنگ کے دوپٹے اوڑھا کر جمال خوش رنگ کی بہار دیکھتا اور برای ملاقات نظم کبھی پوشیدہ اوس تک آپ جاتا ✱ کبھی فطرت سے اپنے گھر بلاتا ✱ غرض وہ ہجر مین ہوتا نہ لمحہ تنگ موصل تھا بہر صورت بہر رنگ ✱ قضائے کار اوس بدکار ناہنجار کو ایک روز شمع شب افروز کی محفل تک جانیکی دوکانداری سے فرصت ایک ساعت نہو کی اور آتش عشق نے قرم اشتیاق

کو دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا تو وہ رنگریز غم انگیز آپ کو رنگریز پریشان خود درماندہ سمجھکر ایک شاگرد امرد سے کہنے لگا اے فرزند دلبند اسدم بقول ہمدم شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + کسے نہ بیکسی ما نمبر و خبرے + از برائے خدا و بحق مصطفےٰ شکل صبا تیز پا جاکر میرے محبوب دل مرغوب کو بلا لا تا کہ بقول میرحسن شعر ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا + احوال بطرح ہے دل بیقرار کا + الحاصل وہ شاگرد یگانہ اُستاد زنا اوس فاسقہ فاجرہ کے بلانیکو روانہ ہوا اور در مقصد پر پہونچتے ہی اُستاد نافرجام کا پیغام بدانجام اُستانی کے گوش گزار کیا لیکن وہ استانی اغوائے شیطانی سے شاگرد امرد کو نعم البدل سمجھ کے اوسکو گوشے مین لیگئی اور دونون ہاتھ سے بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ زرد رو تیری اس چینیی رنگ بادامی چشم پر قربان ہو گئی اور اس سُرمئی انکھڑیون پر مجھ تیرہ بخت کی آنکھین ہزار ہزار بار نثار ہوجائین اے رشک گل مصحف اسوقت عشرت کے شباب سے میرے اشتیاق کو سرخرو کر تو دل کی جانکاہی سے چمن حلاوت مین سرسبز و شاداب ہوجاؤن الغرض وہ روسیاہ اوس مضطر نژاد سے رنگ عشرت جما کے لالون لال ہو گئی اور اوس طفل گلابی رخسار کی وہ حالت ہو گئی جس طرح کوئی کہار سے ایکبار رنگ کاٹ لیتا ہے اور بقول میرحسن شعر یہان تو یہ عالم تھا اور طور یہ + اب اسیر مزا تم سنو اور یہ کہ وہ رنگریز زرد لاویز شاگرد امرد کو ادھر بھیجکر آہ چشم بر راہ تھا اور یہ شعر عماد الملک کا زبان زد تھا شعر دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسیکی + ایسی نہ لگا مرے اللہ کسیکی + آخرکار اوس بیکار بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایکبار تیغہ بارہ دار ہاتھ مین لیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے نیلا پیلا ہو کر آنکھین شنگرفی سی نکالکے یہ کہنے لگا معلوم او مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سے وہ مردک ابھی تک نہین آیا بقول جرأت شعر یا گھر ہی کو وہ بھولا یا راہ پھیر کی ہے + یا رب تو خیر کیجو قاصد نے دیر کی ہے + المدعا وہ رنگریز محبت انگیز دروازہ مطلب پر جو آیا تو اوس فاحشہ نے جلدی سے اوس شاگرد یگانہ اُستاد زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چھپا رکھا اور اوس رنگریز زرد لاویز سے کہنے لگی ہاے یار وفادار و اے غمخوار جان نثار نظم خیر تو ہے مزاج کیسا ہے + آج تیرا جو حال ایسا ہے + تیری آئی بلا لگے مجھکو + نت سلامت خدا رکھے تجھکو + یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہے جو تو اس طرح تیغ بکف بحال عجیب مجھ بے نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا اے غفلت شعار لعنت بکار ایک پہر کامل ہوا ہے کہ وہ شاگرد بوالعجب تیری طلب کو آیا نہ تو جواب باصواب لیگیا اور نہ تو میرے پاس بلا وسواس آئی اسکا کیا سبب بے موجب ہے یہ گفتگو عربدہ جو اوس رنگریز کی وہ فاجرہ فاسقہ سنکر کہنے لگی اسے تو بھی نرا کاٹھ کا الو ہے کوئی زن پردہ نشین مہ جبین کے قریب مرد اجنبی کو پیغام و سلام کے واسطے بھیجتا ہے وہ کمبخت زبان سخت دروازے پر آیا تھا

دور سے ایک ڈھیلا سا مار کر بھاگ گیا مجھکو اس بات سے ندامت کمال ہوئی اور ہمچشمون مین آنکھہ چرانی پڑھی کیونکہ لوگون کو دریافت ہوا ہوگا کہ یہ عورت نیک خصلت بھی کسی سے لگاوٹ رکھتی ہوگی اے عزیز بے تمیز عورت کے بلانیکو عورت بھیجتے ہین کسواسطے کہ وہ موقع اور بے موقع سمجھکر سلام و پیغام کرتی ہے مثل مشہور ہے ہر کارے و ہر مردے اور قول تحشبی کا بھی ہے شعر بخشبی کار ہر کسے مپسند + طیبت عود از خسے ناید + مرد باید کہ کار مرد کند + کار ہر کس ز ہر کسے ناید + یہ گفتگو دو بدو اون دونون مین ہورہی تھی کہ یکایک اوس زن پرفن کا شوہر بیخبر سامنے سے ایکبار نمودار ہوا اور اوس رنگریز وحشت انگیز کا طائر رنگ گلشن رخسار سے پرواز کر گیا اور بیحواس ہوکر کہنے لگا اے کان فطرت واے معدن فراست بڑا غضب پرتعب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا کرون اوسکے جواب مین وہ زن پرفن بولی کہ اے وحشی خود غلط اوس تلوار یاڑھدار کو ننگا کر کے بشکل سودائی ادھر اودھر دوت دبک کرتا ہوا یہانسے کافور ہوجا آگے مین سمجھہ لونگی غرض اوس رنگریز طبع تیز نے یہی کیا اور جھٹ تلوار کو میان سے ایکبار کھینچکر رہید دست کھیلتا ہوا دروازے سے باہر نکلا یہ ماجرای عجیب و واردات غریب صاحبخانہ دیکھکر بحالت ششدر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا کہ اے بی بی یہ کون ننگی شمشیر دست بقبضہ تیز رفتار تند گفتار مجھسے دو بدو گفتگو کر کے یون ایکبار فرار ہوگیا وہ زن پرفن اپنے شوہر بیخبر کے سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی اے میان کچھ نہ پوچھ مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + خدا اور رسول نے تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیرے اوپر سے اپنی جان کو قربان کرڈالون یا گھر بار سب لٹادون تو بھی بجا ہے کیونکہ اس مست بدسرشت کے ڈر سے ایک لڑکا کسی بھلے آدمی کا بھاگا ہوا میرے گھر مین آکر کہنے لگا اے بی بی مجھہ نادان کی جان اسوقت ایک سڑی کے ہاتھہ سے بچالے اسکا اجر تجھکو خدا اور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیگا اے میان سو اوس لڑکے کو مین نے کوٹھری مین چھپا رکھا ہے ہر چند مجھسے اس سڑی سودائی نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہے مجھکو بتادے نہین تو تجھے اس تیغ تیز سے چو رنگ کرونگا یہ گفتگو عربدہ جو وہ مجھسے دو بدو کر رہا تھا کہ اسمین تو جو سامنے سے نمودار اور آشکار ہوا نہین معلوم اس بوم کو کیا خوف و خطر تیرا آیا کہ جو وہ یہانسے بکتا جھکتا دفع ہوگیا یہ واردات واہیات وہ الو اوس جھانپو کی زبانی سنکر کہنے لگا کہ ای بی بی وہ لڑکا خوف و خطر کا سہا کہان ہے وہ زن مکار بدکار کہنے لگی ای میان اوس کوٹھری کے درمیان نہان ہے غرض وہ سادہ لوح اوس لڑکے کی جبین و ابرو کو بوسہ دیکر کہنے لگا کہ ای نازنین مہ جبین تجھکو خدا نے آج بڑی آفت سے نجات دی سچ تو یون ہے جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے حاصل کلام اس بدانجام نے اوس طفل کو آب و طعام سے سیر کر کے بعد تشفی و تسلی رخصت کیا اور یون کہا کہ اے بیٹا آئین خانہ خانۂ شماست جب تمہارا جی چاہے بے تکلف

بیچلے آتا اور اپنی زن مکار بدکار سے کہنے لگا کہ اے زن وفادار اس طفل دلدار کو تو بھی ذرا چھاتی سے لگا پیار
کر لے تاکہ اسکے دل سے خوف و خطر نکلجائے مثنوی نہون مرد ایسے ہی احمق اگر + نہ کیون عورتون کو ہو خوف و خطر
غرض ایسی زن سے خدا کی پناہ + جو شوہر کے ہو سامنے بدنگاہ + خدا اوسکو اندھا کرے قہر سے + بذلت نکالے
دیا شہر سے + تری بات جیجور ہیچ ہے تمام + وسلے شیخ سعدی کا سن یہ کلام + زبیگانگان چشم زن کور باد +
چو بیرون شد از خانہ در گور باد

چرتر ایک شخص نے کئی دفتر عورتون کے مکر و فریب کے لکھکر اپنے پاس رکھے تھے ایک دن ایک عورت نے ایسا چرتر کیا کہ اوسنے کبھی دیکھا نہ سنا تھا

دبیران سخن سنج اور محرران شطرنج یہ حکایت پر ندرت صفحہ حریر پریون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک عزیز باتمیز
نے زنان حیلہ ساز اور عورتان دغاباز کی مذمت مین چند دفتر تحریر کیے اسواسطے تحریر و تسطیر کیے تھے کہ اونکے
پڑھنے سے کوئی رنڈی بدکار ناہنجار فریب پیش نلیجائے اور ہمیشہ زن مکار بدکار کو مین ہی ہر ایک قاعدے سے
زیروزبر کیا کرون لیکن خوش بخشی کا نہ سمجھا النظم سخنشی مکر در زنان پیداست + تا ندانی تو سہل غدر زنان
گر نویسد کسے ز شفقت مردان + صد سفینہ شود ز مکر زنان + اتفاقاً وہ عزیز باتمیز ایک شہر نو آباد دلنشین سواد مین
جو گذرا تو ایک مکان جنت نشان مین مقیم ہوا لیکن اوسکے قریب ایک محل بے بدل کے دریچہ مین ایک عورت
خوبصورت پر فطرت بیٹھی تھی اسمین ناگاہ اوسکی نگاہ جو اوس جوان نادان کے اسباب پر پڑی تو کیا دیکھتی ہے
کہ اور تو اسباب انتخاب بیحساب ہے لیکن کتابین کچھ حد سے افزون ہین یہ احوال کثیر الاختلال وہ ماہ لقا
باوفا ملاحظہ کرکے خاموش ہوگئی لیکن اوس جوان نادان کو ایک کنیز جان عزیز سے بلوا اسکے کہنے لگی ای عزیز
باتمیز تیرے اسباب انتخاب مین جلد ہای کتاب بیحساب جو ہین اسکا کیا موجب اور جہت ہے یہ کلام وہ خود کام
سنکر کہنے لگا یہ کتابین زنان فاجرہ دغا شعر کے مکر مین مین نے تصنیف کی ہین کیونکہ انکی ذات نہایت قسم
واہیات سے ہے بقول عنایت اللہ شعر ہر آنکہ کید زنان خوار + بقید زن بود دانا گرفتار + یہ گفتگو وہ
زن بدخو اوس عزیز باتمیز کی سنکر کہنے لگی ای صاحب اب آپ پوشاک بیباک اوتار کر آرام فرمائیے یہ پلنگ خوش
رنگ موجود ہے دو چار گھڑی کے بعد تشریف شریف اپنے مکان دلستان پر لیجائیگا الحاصل اوس روسیاہ کے ہمراہ
شراب نوشی ہم آغوشی مین وہ جوان انجان مصروف و مالوف ہوا اس عرصے مین اسکا شوہر بیخبر در پر آواز دہ ہوا
تو اس زن پرفن نے ایک کنیز باتمیز سے کہا ارے فلانی دروازہ کھولدے میان صاحب آتے ہین وہ جوان نادان
کہنے لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اوس زن پرفن نے کہا اس صندوق مضبوط مین تم جا بیٹھو مین اوپر سے

قفل زبید ونگی تمہارا پردہ فاش ہوگا وہ جوان نادان صندوق مین جاکر مخفی ہوا اور صاحب خانہ نے گھر مین آکر دیکھا تو
عجب ماجرا حیرت افزا ہے کہین تو دستار رشک بہار رکھی ہے اور کہین جامہ گھیردار مردانہ پڑا ہے اور کہین سپر اور تلوار
اعجوبہ کار رکھی ہے اور شراب ناب کے شیشے مع گلاس زنگاری بصد تیاری جلوہ نما ہین نقشہ اپنے گھر کا وہ حیرت زدہ
دیکھکر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا ارے یہ کیا واردات واہیات ہے وہ زن پرفن جوابدہ ہوئی میان صاحب ایک
جوان مہمان آیا تھا سو اوسکے واسطے یہ سامان بے پایان مہیا کیا تھا صاحب خانہ یہ سخن دل افگن سنکر کہنے لگا وہ جوان
مہمان کہان ہے اوس عورت پرفطرت نے کہا اس صندوق مین پنہان ہے اسکو کھولکر دیکھ لے جون ہی اوسنے
اوس صندوق کی کنجی زن پرفن کے ہاتھ سے لی یکایک وہ عورت پرفطرت کہنے لگی اے جان مرا یاد ترا فراموش و الله تجھ
باہوش کو کس فطرت سے آج بھلایا ہے کہ تجھکو عمر بھر یاد رہیگا اور لونڈی سے کہنے لگی اے کنیز عزیز یہ سپر و شمشیر
اور پوشاک مردانہ جسے بیگانہ کی لائی ہے اوسکو پہونچا دے بخدا یہ بہت جانفزا اگر یہ فطرت پرحیرت نکرتی تو بازی
زلیخا کی اس گفتگو دوبدو سے اوس الو کو اس جہانپو نے ایسا خاموش کیا کہ اوسکا قفل سکوت کلید تقریر سے
نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان صندوق فطرت مین پنہان رہا آخر کار وہ زن مکار پھر شوہر بیخبر سے کہنے لگی کہ آج
میرے سر مین درد اسقدر ہے کہ جس سے سراسر دلکو الم ہے کسی حکیم فہیم سے اسکی دوا پوچھ آؤ تو اس درد واہیات
سے نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی شعر درد سر کا بھر بہر ہے اب + زندگانی ہے درد سر ہے اب
وہ الو اوسکے دام فریب مین آکر باہر دوڑ گیا اور اوسکے بعد وہ زن پرفن صندوق کو کھولکر کہنے لگی کیون جی
یہ بھی چرتر تمہارے دفتر ابتر مین لکھا ہے یا نہین غرض اوس جوان نادان نے اسکا چرتر خوشتر دیکھکر وہ دفتر
ناکام تمام دریاے حیرت مین ڈبو دیا اور یہ قطعہ نخشبی کا زبان پر لایا قطعہ نخشبی زن بجملگی مکر ست + نیست خالی
زمانہ از تلبیس + کید و مکرے کہ از زنان آید + ناید آن ہیچ وقت از ابلیس نظم ہیچ ہے جستجو زفرقہ نسوان
ہے عجب طرح کا یہ میر بچاب + انکے مکرون سے ہے خدا کی پناہ + گھر کے گھر انسے ہوگئے ہین تباہ

چرتر ایک شخص تاجر بدکار ناہنجار نے دلالہ کے ہاتھ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نادانستہ
اوسکی جورو کو اوسکے پاس لیگئی اور عورت نے ایسا حیلہ کیا کہ وہ شخص آپ نادم ہوا

تجاران جنس معانی اور خریداران متاع خوش بیانی یہ حکایت بیش قیمت و دلپذیر بہ بازار تقریر یون بیان مین
لاتے ہین کہ ایک سوداگر پری پیکر بپاے سوداگری براہ تری کسی ملک کو روانہ ہوگیا تھا اور اوسکے بعد گھر والی بی بی نے
صندوقچہ عصمت کلید بیحیائی سے کھلوا کر متاع ناموس اور جنس پارسائی کی فروخت ناجائز شروع کی بعد مدت
مدید و عرصہ بعید اوس سوداگر نے سفر سے آکر اپنے شہر کے کاروان سرای مین داخل ہوکر ایک پیرزن پرفن

کو طلب کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے کہ چند روز دل افروز اس شہر مینو چہر مین رہکر زندگی کی حلاوت اوٹھائیے کیونکہ بقول فہیم شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے + زیست نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے + یہ کلام اس عالیمقام نیک انجام کا وہ پیرزال نیک خصال سنکر کہنے لگی ای سوداگر پری پیکر رشک قمر مہر انور تیری واسطے ایسی پری رخسار غیرت گلزار شعلہ نور رشک حور لاؤن بقول مصحفی شعر کیا حسن سے ہوا اوسکے خبر اہل زمین کو + سورج نے بھی دیکھا نہو جس پردہ نشین کو + یہ گفتگو وہ بد خو سوداگر سے کرکے نادانستہ اسکی جو ہر و ماہرو دلفریب کے قریب آکر کہنے لگی ای ماہ تمثال خوشخصال تیری واسطے ایک شکار فربہ اور تیار لائی ہون اسکو اپنے دام فریب مین لاکر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق سے اوڑا یعنے ایک سوداگر ملک التجار مالدار کسی شہر کا تیری ملک مین صادر و وارد ہوا ہے سو اوسکی یہ خواہش دل ہے کہ کوئی عورت خوبصورت ہو تو اوس سے چند روز اس شہر فرحت اندوز مین اوقات بسر کیجیے سوائے ماہ لقا باوفا مین نے تجھکو تجویز کیا ہے اگر مزاج وہاج مین گذرے تو اس امر مین تامل نکر بقول سعدی مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + یہ کلام وہ بد انجام اوس پیرزن پرفن کا مسموع کرکے کہنے لگی بازن چہ بہتر المطلب وہ غنچہ لب بصد زیب و زینت آراستہ و پیراستہ ایک ڈولی مین سوار ہوکر اوس پیرزن پرفن کے ہمراہ ہولی رفتہ رفتہ وہان پہونچی تو کیا دیکھتی ہے کہ اوس مکان دلستان مین تو میرا شوہر جلوہ گر ہے القصہ جو اون دونونکی نگاہ ایکبار دوچار ہوئی یکایک وہ عورت پرفطرت چادر سر سے پھینک کر بصورت حبیب اور بحالت عجیب اوس غریب کے قریب جاکر ایک دو ہتڑ سر پہ جڑکے یہ سخن زبان پر لائی اے بھڑوے مسخرے مین نے تیرے فراق پراشتیاق مین ایک ایک روز بآہ جانسوز ایک ایک سال کے برابر کاٹا اور تو آج اس شہر مین جو وارد ہوا ہے تو یہان اسواسطے مقام ناکام کیا کہ رنڈی بازی یا دغا بازی بشوق تمام کیجیے چہ خوش چرا نباشد اسے جھنڈو نکھٹو اتنے دنون باہر رہا اور تا حال تیرا رنڈی بازی سے جی نہین بھرا جو آجکل روز یہان ٹھہر رہا ہے اے بے حیثیت بے حقیقت وہ تو مجھکو وہین خبر وحشت اثر تیرے داخل ہونیکی ہوئی تھی کہ جسوقت تو اس شہر مین داخل و صادر ہوا تھا لیکن اس بڑھیا کا خدا بھلا کرے کہ جسنے تیرے مکان بے نشان کا پتا لگادیا غرض وہ عورت پرفطرت اس احمق کو مارتی دھاڑتی گھر کو لیگئی مثنوی واہ رے تیری عقل واہ شعور + بخشی کا ہے قول سچ جھوٹ نہ بخشی زن جنگجو باشد

طاقت جنگ او ندارد گیو + ہمہ عالم زدیو بگریزد + از زن جنگجو گریزد دیو

چرتر زن دہقانی بدکار حاضر جواب کا

باغبانان گلزار خوش بیانی و مزارعان کشت زار معانی مزرعۂ قرطاس صاف مین اس حکایت نغز کو یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن دریدہ دہن دہقانی ہمجانی کی بیحیا حاضر جواب تھی چنانچہ ایکروز

وہ تیرہ روز اپنے شوہر گیدی خر کیواسطے ستو مثل لڈو گوندھکر ایک رکابی مین بھر کر کاشتکار پُرسبار کو لیچلی لیکن اثناے راہ مین ایک جوان نونہال خوش جمال گندم رنگ کو دیکھکر خرمن ننگ و ناموس کو آتش شوق سے جلا کر اوسکے قریب گئی اور یون گویا ہوئی اے گل خوبی واے حدیقہ محبوبی بقول سعدی نظم غنیمت شمر صحبت دوستان + کہ گل تا بنج روز ست در بوستان + ہر شے بھلائی کا گر ہو سکے شتابی سے بوسے جو کچھ ہو سکے + الحاصل وہ عورت پُرفطرت اوس جوان عالیشان کو دام فریب مین لاکر ایک مکان ویران مین لیگئی اور بعد انفراغ تخم پاشی عیاشی وہ زن پُرفن استنجے کو گئی اور ادھر اس جوان انجان نے رکابی کو شتابی جو وا کیا تو ستو مثل لڈو نظر آئے اوس جوان شیرین دہن نے چالاکی دست صنعت سے اوس ستو مثل لڈو کا ایک پیل مست بدصورت پُرہیبت بنا کر پھر اوس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن پُرفن بعد خلاصی عیاشی اسکے پاس سے بلا وسواس اوٹھکر اپنے شوہر کے قریب جاکر ستو کی رکابی رکھکے چپ ہو گئی وہ خر بے دم جو زہر مار کرنیکو بیٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی مین رکھا ہے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھکر کہنے لگا اے المست عقل کی پست یہ ستو تو لیسے واہی تباہی بنا کر لائی ہے وہ زن پُرفن بولی اے میان نہ پوچھ آجکی شب پُرغضب مین نے یہ خواب پُرعذاب دیکھا تھا کہ تیرے پیچھے ایک فیل بدہیبت دوڑتا ہے اور تو اوسکے ڈرسے بھاگا بھاگا پھرتا ہے یہ خواب پُرعذاب مین نے ایک بزرگ سے وقت سحر بیان کیا تو اوسنے یہ تعبیر پُرتاثیر دی کہ ایک ہاتھی ستو کا بنا کے اپنے شوہر بیخبر کو کھلاوے تو اوسکی نحوست پُرکدورت دور ہو جائے اے الو اس ستو کا یہ موجب اور سبب ہے لیکن وہ احمق یہ گفتگو جور و بدخو کی نہ سمجھا اور بکوشش تمام یون گویا ہو مثنوی خدا اجر اسکا بہت دے تجھی + کہ ایسی بلا سے بچایا مجھے + ولیکن نہ سمجھا وہ اس بات کو + کہ یہ پیل پُرمکر تھا استد خو + جو مجبور ایسا نہو تا وہ مست + تو گھر اوسکا رہتا نہ بے بندوبست + زن بدسی لیکن ہمیشہ خدا + رکھے حفظ مین اپنی ہر یک عا

چرتر زن دہقانی نے ایک شخص سے بدفعلی کی اور سُسر کو خفت دی اور خاوند کو راضی کیا

مزارعان مزرعۂ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دانہاے سخن کی یون تخم پاشی کرتے ہین کہ ایک زن پُرفن دہقانی ہمیعنی کی نہایت پُرفطرت تھی اتفاقاً وہ نافرجام ایک روز بالاے بام نظارہ کنان تھی قضا سے کار ایک جوان طرحدار سے دوچار ہو گئی تو وہ جوان پُرارمان اوس گندم گون کو دیکھکر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست فوج عشق لٹا بیٹھا اور بقول میر حسن کہنے لگا شعر صبر و قرار و ہوش و دل و جان تو کھو چکا + اب چھوڑو ن کیونکہ مجھکو جو ہونا تھا ہو چکا + یہ احوال پُرملال اوس جوان ماہ تمثال مہر خصال کا وہ زن بدافعال بداتائی کمال دریافت

کرکے تیغ کو کٹنے کے آئی اور اوس جوان نادان کے گوش ہوش اور گردن رشک سمن کو ملاکر گھر اپنے چلی گئی یہ جوان پرارمان بعد انتظار بیشمار اپنے گھر مین آیا مگر یہ عقدہ دل مین گرہ بند ہوا المطلب ایک پیرزال بد اعمال سے پوچھا کہ ای پیرزال میرے احوال کثیر الاختلال کا کیا بھید ہے براے خدا مجھے بتا وہ پیرزن پرفن جوابدہ ہوئی کہ ای جوان نادان تیرے گوش اور گردن ملنے سے اوس چشمک زن پرفن کا یہ اشارہ اوپایا ہے کہ تو کسی رنڈی ذات کو میرے پاس ملاو سواسے براے پیغام وسلام روانہ کرتا میرے اور تیرے ملاقات بے آفات ہو یہ کلام بد انجام اوس پیرزال کذب مقال کا وہ جوان نادان سنکر کہنے لگا شعر تجھسا غمخوار وہمراز کہان پاونگا + اوس فسون ساز کے نزدیک جو بھیجوا ونگا + غرض اوس جوان نادان نے پیرزن پرفن کو اپنے دلدار ماہ رخسار کے قریب بھیجا القصہ وہ پیرزال بد اعمال جون ہی اوس ماہ پارہ کے قریب گئی وہین اوسنے اوس پیرزن پرفن کا منہ خاطر خواہ سیاہ کرکے نابدان کی راہ سے نکالدیا یہ پیرزن دل شکن باین صورت ہو اوس جوان مہر طلعت کے قریب جو آئی تو وہ جوان حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا ای یہ رسوائی اور بیحیائی کیا در پیش آئی یہ گفتگو وہ پیرزن بدخو سنکر کہنے لگی اے جوان نادان اسکو رسوائی اور بیحیائی کیا در پیش آئی نہ گفتگو اشارہ اسرار تیری ملاقات بے آفات کا ہے یعنے اس روسیاہی اور نابدان کی نکاسی کا یہ مطلب ہوا عجب ہے کہ تو بوقت شب نابدان کی راہ سے اوسکے پاس پہنچ اوس واسطے جانا یہ سخن حیرت افگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہو گیا بیان شب اس عرصے مین جسوقت شام سیہ فام نے سیاہی شب سے رخ خورشید کو کالا کیا اور نابدان کہکشان کو سطح فلک پر نمود کیا اوسوقت وہ جوان پرارمان نابدان کی راہ سے اوس زن مکارہ کے قریب گیا اور یہ شعر شمیم کا زبان پر لایا شعر دل کو یقین ہوا کہ بس اب جی سے جا چکے جب ہم تمہارے دام محبت مین آچکے + القصہ وہ زن پرفن ایک گوشہ مین لیجا کر کشتکاری بدکاری مین مشغول ہوئی قضاے کار یہ دونون نابکار ایکبار خواب غفلت مین بیہوش ہو کر سو رہے بیان سحر اس عرصے مین جسوقت کھیت ستارون کا آغاز سحر سے مرجھانے اور کمہلانے لگا اوسوقت اس رنڈی کا سسر اپنے دہقان ایکبار کشتکاری کو راہی ہوا اتفاقاً جس گوشے مین یہ دونون نابکار ایکبار خواب غفلت سے کھیت آئے تھے اوسطرف سے ہو کر نکلا یہ احوال کثیر الاختلال وہ دہقانی بھی دیکھکر خاموش ہو گیا لیکن اوسکے پاؤن کی گجری سنہری اسواسطے اوتار لی کہ یہ بوقت سحر منکر نہو جاے غرض وہ گجری سنہری لیکر اپنی کشتکار رشک بہار کو روانہ ہو گیا اور اودھر جو اس زن پرفن کی آنکھ کھل گئی تو اپنے حال بد اعمال سے ماہر ہوئی اوس جوان پرارمان کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اپنے شوہر بیخبر کے پاس بصد ہراس آکر کہنے لگی ای مونس غمخوار اور ای جان غمگسار آج یہ گنہگار بسبب گرمی طبیعت سے جہان لیٹی تھی وہین سو رہی اور اسوقت خواب غفلت سے جو میری آنکھ وا ہوئی تو مین نے اپنے پہلو مین تجھ زینت آغوش کو نپایا ای جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہے

شعر چل اوٹھ یہان سے ہمراہ میرے وہان + مین غفلت سے سوتی تھی تجھ بن جہان + دیکھ تو کیا خوب دل مرغوب ٹھنڈی ٹھنڈی سہانی ہوا چلتی ہے کوئی دو چار گھڑی بافراغت الگ استراحت کیجیے وہ اُٹھ اس غوغائی کے کہنے سے وہین اکر سو رہا ایک گھڑی کے بعد اپنے شوہر بیخبر کو جگا کے کہنے لگی دیکھ یہ کیا غضب پُر تعب ہوا کہین بھی سُنا ہے کہ جس جا جورو خاوند خواب مین مشغول ہون اور وہان سسر ابڑا بوڑھا آکر اپنے بہو کی پاؤن کی گجری اپنے ہاتھ سے لیجائے شعر ہائے کیسا یہ بد زمانہ ہے + ہے وہ بیگانہ جو یگانہ ہے + یہ کلام وہ نا فرجام اپنے شوہر ناکام سے کرکے پھر سو رہی الحاصل دوپہر کے وقت اسکا خسر گھر مین آکر اپنے فرزند دلبند سے کہنے لگا ای نادان انجان دیکھ اپنی جورو بدخو کا تماشا بے محابا کہ شب کو ایک شخص غیر کے ساتھ فلانے گوشے مین بافراغت ایسی سوتی تھی کہ یہ اوسکی گجری مین نے اوتاری اور اوس بیخبر کو خبر نہوئی یہ گفتگو عربدہ جو وہ بدخو باپ کی سنکر کہنے لگا یہ بڑھاپے مین تجکو اے بوالہوس کیا ہڑبڑس لگا تھا جو تو نے یہ حرکت ناشایستہ کی ارے وہ تو میرے پاس سوتی تھی چنانچہ اوسنے تو مجھکو وہین اوس بات واہیات سے آگاہ کردیا تھا غرض تو بھی احمق مطلق ہے کوئی بھی بہو بیٹی سے یہ سوانگ کرتا ہے جو تو نے یہ اختراع کیا مثنوی یہ سنکر کہا اوسنے ہان واقعی + یہ تقصیر مجھسے نہایت ہوئی + اگر مجکو معلوم ہوتی یہ بات + تو ہرگز مین اوسکو لگاتا نہ ہات + غرض اسکا سسر العبد انکسار + یہ کہنے لگا مین ہون تقصیر وار +

نہ مجبور رزن ایسی حراف ہو + نہ اپنے پرائے سے یون صاف ہو

چرتر ایک عورت نے اپنے آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان دانائی سے اپنے گھر گیا

فیلسوفان زمان اور ریاضی فان جہان کاغذ افشان پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک زن پُرفن اپنے یار دلخواہ کے ہمراہ عیش و طرب مین مصروف و مالوف تھی کہ یکایک اوسکے شوہر گیدی خر نے دروازے پر آکر آواز دی اس عرصے مین اوس زن پُرفن نے اپنے دلبر کو مرغی کے ڈربے مین چھپایا اور مینڈھا جو گھر مین بندھا تھا اوسکو کھولدیا اوسکے بعد دروازے کی کنڈی کھولکر خاوند دلپسند کو بلالیا وہ گیدی خر اوسکو ننگے سر پا حال پریشان اوس آن دیکھکر کہنے لگا ارے یہ کیا سبب بے موجب ہے جو تو نے اتنی دیر مین دروازے کی کنڈی کھولی اور یا اوسکے سوا تیرے بال وبال جان کیون سراسر پریشان نظر آتے ہین مثنوی یہ سنکر کہا اوسنے ای میری جان + بھلا اس سبب کا کرون کیا بیان + ترے گھر مین مینڈھا جو ہے یہ بندھا + مجھے اوسنے آج ایسا عاجز کیا + کہ جس سے مرا ناک مین دم ہے آج + بجز قتل اسکا نہین کچھ علاج + یہ احوال کثیر الاختلال وہ مرد کُودک زنک سنکر ایکبار تلوار بار ڈھدار لیکر مینڈھا مارنیکو تیار ہوا غرض یہ بلے میر مینڈھے بے تقصیر کو مارنیکی داؤگھات کرتا تھا لیکن وہ مینڈھا تیز پا اوسکے ہاتھ نہ چڑھتا تھا اتفاقاً وہ مینڈھا دوڑتا دوڑتا تھک جو گیا تو اوس مرغی کے ڈربے پر کھڑا ہوگیا کہ جسمین وہ مرغا چھپا تھا اوس مردک

ازبکسا نے ایکبار تلوار زور سے جو اوس مینڈھے پر ماری تو وہ تو چوٹ بچا گیا لیکن اسکی دھمک سے ذرا سا ڈربا ٹوٹ گیا ایمز اوس جوان اور اس بے ایمان کی آنکھ جو دوچار ہو گئی تو یون حرف زن ہوا ابے تو کون مرغابے ہنگم ہے جو اس ڈربے سے نکل آیا وہ بولا مانے تو مجھکو نہین پہچانتا ابے مین ملک الموت صاحب نحوست ہون یعنے تمام جن و انسان اور حیوان کی جان میرے قبضے مین ہے سو اس مینڈھے کی جان ای نادان قبض کرنے آیا ہون یہ سخن دلشکن اوس جوان انجان کا سنکر کہنے لگا اگر مین اسکو قتل نکرون تو تو کیا کرے وہ جواب دہ ہوا کیا مضائقہ ہم اپنے آسمان بے نشان پر چلے جائینگے مثنوی یہ کہکر وہان سے وہ پُرفن جوان + بچا لیگیا صاف ہی اپنی جان + بچا آپ بھی اور مینڈھے کا جی + بچایا عجائب طرح سے اجی + جو عجوبہ رہتا نہ وہ ذوفنون + تو دونو مین ہوتا عجب کشت و خون

یہ چرتر ایک عورت نے مکاری سے چراغ بجھا دیا اور شوہر کے روبرو اپنے آشنا کو گھر سے باہر کیا

راویان روشن ضمیر اور حاکیان خوش تقریر اس حکایت دل افروز کو محفل بیان مین یون روشن کرتے ہین کہ ایک زن تیرہ رو نے اپنے یار دلسوز کو ساتھ لیے پلنگ خوشرنگ پر بیٹھی تھی کہ یکا یک وہکا شوہر بیخبر دروازے پر آپہونچا اوس روسیاہ پُر گناہ نے اوسکے پاؤن کی آہٹ پاکر چراغ جھٹ بادہوائی سے بجھا دیا اور اوس آشنای دلسوز کو اپنے پیچھے چھپا کر بٹھا لیا اس عرصے مین وہ گیدی خانہ آکر کہنے لگا ای تیرہ بخت و سیاہ رخت آج کیا واردات حاہیات درپیش ہے کہ ابھی تک گھر مین چراغ نہین روشن کیا وہ کہنے لگی کہ ای محرم راز وای ہمدم دلنواز یہ تیرا محلہ نہایت پُرفطرت ہے واللہ باللہ مین محلہ مین لوکا لگا کر چھوڑ دونگی اشعار بھلا کیون نہ میری طبیعت جلے + جلن ہون یہانکے جو ایسے بُرے + خدایا محلہ یہ ہو وے تباہ + دیا اسکا دنیا مین ہو روسیاہ + یہ گفتگو جور و زشت رو کی سنکر وہ الو کہنے لگا ای بی بی خیر تو ہے یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہے وہ کہنے لگی ای میان یہانکی رنڈیان عجیب پُرغضب ہین یعنے آج اس محلہ مین رنڈی نے یہ چرتر اپنے شوہر بیخبر کے ساتھ کیا کہ ایک مسٹنڈا اسنڈا پاس لیے بیٹھی تھی اور اوسکا شوہر بیخبر جو باہر سے آیا تو اوسنے جھٹ پٹ چراغ کو بے تامل گل کر دیا اور آشنا کو پیچھے چھپا کر بٹھایا اس گفتگو مین اپنے سر کی چادر شوہر کے مُنہ پر ڈالکر کہنے لگی ای میان اسی طرح اوسنے اپنے خاوند کے مُنہ پر چادر ڈالکر اپنے دھگڑے کو نکالدیا یہ سخن پُرفن اوسکا یار دلدار سنکر چپکے سے دبے پاؤن وہان سے راہی ہوا اور یہ گیدی بخر کہنے لگا اے بی بی تجھے اس واہی ماجرے سے کیا بقول شخصے مثل اپنی کرنی اپنی بھرنی مصرع مارا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت مثنوی واہ حرفت تری زن عیار + کس چلن سے نکالا اپنا یار + دیکھکر عقل زن کی اور شعور + بخشی نے کہا ہے اے عجوبہ + بخشی زن تمام حیلہ بود + تا نداری تو قول شان باور + صد جگر از زنان شود خستہ + زشت باشد زن زبان آور

چرتر تنبولی کی جورو نے ایک مفلس کو بدفعلی کیواسطے نوکر رکھا اور وہ شخص اُس تنبولن کے شوہر کا آشنا تھا ہر روز جو حال گذرتا نادانستہ تنبولی سے بیان کرتا تنبولی نے اوس شخص کو اور

اپنی جورو کو پنچون مین طلب کیا اور حال گذشتہ پوچھا اوسنے مفصل بیان کیا پھر عورت کی اشارت سے بیان واقعی کو خواب و خیال سے مبدل کیا اور تنبولی کو انفعال دیا

محرران اوراق بوستان اور دبیران اشتیاق نخلستان اس حکایت پر فطرت کو بیان کی پنواڑی مین یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک تنبولن پان فروش باہوش کی دکان گلستان پر ایک سپاہی بحالت تباہی آکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے بہار سبز بختان گلشن دولت واے آبشار خیابان چمن حشمت تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ افلاس بیقیاس نے میری دولت دنیوی سب ڈھولی ہے اب کوئی انویان اس آن سرسبزی کا نظر نہین آتا اور گردش افلاک نے مجھ غمناک کے آہ تباہ کر نیکا بیڑا اوٹھایا ہے غرض زمانے کی نیرنگی نے کمال بدرنگی دکھائی ہے اگر تو اپنی دکان دلستان کا بنگلہ رہنے کو دے اور کچھ اکل و شرب کی خبر لے تو مجھپر تیرا احسان بے پایان ہوگا اور اس عرصے مین جو میرا روزگار پایدار ہو جائیگا تو مین بھی تیری خدمت بجالاؤنگا یہ کلام اوس خردکام کا وہ تنبولی سنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✦ الحاصل یہ جوان پریشان اوسکی دکان دلستان مین رہنے سہنے لگا لیکن اوس تنبولی کی جورو بدخو نہایت نابکار بدکار تھی اتفاقاً ایک روز یہ سپاہی غم اندوز ناوسکے مکان عالیشان کیطرف ہوکر گذرا اور وہ تنبولن رشک چمن دریچے مین میٹھی نظارہ کنان تھی ناگاہ اس جوان پریشان پر جو نگاہ پڑی تو ایک چیری سے جوان کو طلب کرکے کہنے لگی کہ اے جوان پریشان تو ہماری نوکری کریگا تو ایک دو روپیہ روز فرحت اندوز حاضر ہے یہ جوان پر ارمان کہنے لگا بی بی مین اس تلاش دلخراش مین سرگردان ہون بقول قدسی شعر آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے ✦ سائے کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے ✦ غرض اوس عورت بدبخت نے اوسے ایک گوشے مین لیجا کے اوس تنبولی کی پنواڑی کو کام دیو کے ہاتھ سے پامال کیا بعد انفراغ مباشرت اوس عورت نے دو روپے اس جوان پریشان کو تنبول پینے کو دیے اور یہ کہا اسیوقت تو بافراغت یہان آیا کرنا غرض یہ سپاہی واہی دو روپے لیکر خوش خوش تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا کہ یار وفادار آج ہمنے بڑا شکار خوش لگا مارا یعنے ایک عورت خوبصورت نے ہمکو دو روپے روز پر نوکر دلبر بنا کے رکھا ہے وہ تنبولی دل شکستہ نادانستہ پوچھنے لگا اے یار غمخوار اوسکا مکان دلستان کہان ہے اوسنے جواب دیا اے یار وفادار اس کوچے کے قریب وہ جو حویلی دلفریب ہے وہی ہم مجردون کا ٹھکانا ہے بقول میر حسن شعر مرا تو تو ہمدم ہے دن رات کا ✦ مجھے تجھسے پردہ ہے کس بات کا ✦ یہ بات واہیات تنبولی سنکر کہنے لگا کہ کچھ دال مین کالا نظر آتا ہے کیونکہ اسنے سب پتا میرے مکان دلستان کا دیا ہے پھر کہنے لگا اے یار وفادار کل بھی وہان جائیگا یا نہین وہ جوابدہ ہوا کہ اے بھائی

سودائی جسکا نمک کھائینگے اوسکی نوکری کیون نہ بجا لائینگے یہ بات آدمیت سے بعید ہے اور اوسکے سوا تحفہ خاصہ
کھانا کھانیکو اور پری رخسار بوسہ و کنار اور عیش و طرب کو پھر اس سے بہتر اور کیا بات ہوگی یہ گفتگو عربدہ جو تنبولی
سنکر چپ ہو رہا دوسرے روز اوس جوان دل افروز نے جو ارادہ چلنے کا کیا تو وہ تنبولی بولا کیون یار غمگسار
وہین جانیکا اب قصد ہے کہنے لگا شعر ہان مرے یار وہین اس گھڑی ہم جاتے ہین + دو روپے روز جہان سے
ہمین ہاتھ آتے ہین + یہ بات واہیات اس بدذات کی سنکر کہنے لگا کہ بھلا جا تو سہی آج تیرا جانا معلوم ہو جائیگا
یہ سپاہی واہی تو اپنے مکان مقصد کو گیا اور اوسکے بعد یہ تنبولی بھی دکان سے اوٹھکر اوسکے پیچھے ہوا جونہی
وہ سپاہی واہی اوس تنبولن دلفریب کے قریب بیٹھا تھا کہ اس تنبولی نے دروازہ کھڑکھڑایا اوس عورت
پر فطرت نے اوس سپاہی کو ایک بوریے مین لپیٹ کر گوشے مین کھڑا کر دیا اور جیری سے کہا دروازہ کھولدی
کہ یکایک وہ تنبولی بصورت مہیب اور بحالت عجیب ادھر ادھر دیکھ بھال کے اپنی جورو بدخو کے قریب
آبیٹھا اور کہنے لگا آج مجھکو اشتہا بے انتہا سویرے معلوم ہوئی تھی اسواسطے آیا ہون کہ کچھ مٹھائی رکھی
رکھائی ہو تو لے آ اوسے نقل کرون غرض وہ زن شیرین دہن کچھ لڈو اندر سے لے آئی اور ایک جا دونون
بیٹھکر کھانے لگے اسمین اوس رنڈی نے کہا اے رشک یوسف مصری اگر کچھ دل مین نہ شک کر تو اس بوریے
کے اندر لڈو پھینک دیکھین تو سہی کسکا لڈو بوریے کے اندر جاتا ہے اور یہ جو میری یہ بات مانیگا تو خوب
بیزار یہ بٹی کرونگی وہ احمق مطلق ریوڑی کے پھیر مین آکر کہنے لگا متحیر بن اے دلبر نی کیا ہے آخر کار دونون
نابکار اس بوریے مین لڈو پھینکنے لگے غرض جو لڈو اوس بوریے کے اندر گئے وہ گزک اس جلیبی جوان
کے ہوکر گویا اندر بہشت کے گئے المطلب یہ بو العجب جب اپنی دکان پر پشیمان پر گیا تو اوس زن پرفن نے
اس سپاہی واہی کو بوریے سے نکالکر کہا اے دلبر سولے میرے پاس نہین تو مارے تھپیڑون کے تیرا حلوا لگالونگی
اسمین میرے ہاتھ کا گنا اور کنگن کیون نہ ٹوٹ جائے غرض اوس بد قوام نے اپنی چاشنی چکھا کے سپاہی
کو بصد بشاشت رخصت کیا اور کہا یہ گپ چپ کی مٹھائی اب تو یہان سے تو کھا جا لیکن اسکی خرخیان اگٹھیان
تجھسے بھرونگی غرض وہ سپاہی واہی پھر اوس تنبولی کے پاس بٹا و سواس آکر کہنے لگا کہ اے یار وفادار آج تو
بڑا غضب پر تعب ہوا یعنے جونہی مین وہان پہونچا تھا کہ وہین اوسکا شوہر بیخبر باہر سے آیا غرض وہ عورت نہایت
پر فطرت تھی کہ اوسنے ایک بوریے مین مجھکو چھپایا بلکہ لڈو بھی وہین کھانے کو پہونچائے یہ سخن دلشکن اس
سپاہی واہی کا سنکر کہنے لگا ارے یہ تو صاف صاف اوس شخص کا ماجرا حیرت افزا ہے الحاصل قہر درویش
بر جان درویش سمجھکر چپ ہو رہا تیسرے روز وہ جوان فرح اندوز جو وہان چلنے کو ایکبار تیار ہوا
تو وہ تنبولی کہنے لگا کیون جی وہین کا ارادہ کیا یا کہین اور کا قصد ہے اوسنے جواب دیا شعر کیون نہ اودھر جائیے ہم بھلا جاتے نہین

دور وپیے روز جس جگہ پاوین + یہ سپاہی واہی تو کہکر اودھر راہی ہوا اور اسکے بعد وہ تنبولی اوٹھا غرض جونہی
یہ گھر مین جاکر بیٹھا تھا کہ وہین وہ تنبولی بھی آپہونچا اوس جوان پریشان نے کہا ای جان اب کیا کرون اوس
عورت نے کہا اس حوض پُرآب مین غرقاب ہوجا اور ایک تربوز کا چھلکا اپنے سر پر رکھ لے اور ادھر اودھر ہلا کرتا
الغرض وہ سپاہی واہی یون ہی عمل مین لایا لیکن مارے خوف کے زہرہ آب تھا اسمین وہ تنبولی جنتوی آکر تلوار اتبدار
سے بوریے کو جو رنگ کرنے لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ تنبولن پُرفن دیکھکر کہنے لگی ای ملعون ذوفنون تجھکو خیر تو ہے
جو کل سے تو وحشی خبطی کی طرح سی حرکتین کرتا ہے غرض وہ تنبولی حیران و ششدر ہوکر اوسکے پاس بیٹھ گیا وہ زن
پُرفن کچھ امرود اور انار اور نارنگی اور فالسے اس آسیب زدہ کے روبرو رکھکر کہنے لگی ابھی رسوئی ہوتی مین
ابیر ہے کیونکہ تیری والدہ شریفہ آج امنول سری پائی پکاکے بھیجے گی اور اگر زیادہ بھوک ہے تو اس کونے مین انناس
بیقیاس اکھٹے رکھے ہین جا من چاہے تو کھالے اور جو بھوک کم رکھتا ہو تو کچھ کیلیے تو ہی اکیلے کھاکر سبزی منڈی کو
روانہ ہوجا الحاصل وہ خود غرض امرود کھانے لگا اور اوس زن پُرفن کو اپنے یار دلفگار کا خیال ہوا تو اپنے شوہر
بیخبر سے کہنے لگی ای میان تجھپر قربان ہوگئی مین یہ جو حوض مین تربوز کا چھلکا پڑا ہے اوسکو جو نشانہ مارے وہ سچ تربوز
جیتے یہ گیدی خر بیخبر اوسکو امرود اور نارنگیون سے نشانہ زن ہوا وہ جوان پریشان وہ امرود بے بہبود اور وہ نارنگیان
وہان نوش جان کرنے لگا دو چار گھڑی کے بعد وہ تنبولی اودھر اپنی دکان دلستان کو گیا اور ادھر اوس عورت
بدخصلت نے اپنے فوار ہر کو حوض سے نکالکر حوض مطلب کو پُر کیا غرض بعد خلاصی از دست زن بدکار وہ جوان
طرحدار تنبولی کے پاس آکر کہنے لگا اے یار وفادار آج تو مجکو خدا نے بہت بچایا یعنے اوسکے شوہر گیدی خر
نے آتے ہی گھر مین جس بوریے مین آگے چھپایا تھا اوسکو اوسنے ایکبارہ تلوار سے پُرزے پُرزے کیا
نہین معلوم کس بوم نے اس بداعمال کو میرے احوال سے آگاہ کردیا لیکن وہ عورت نہایت پُرفطرت
تھی کہ اوسنے مجھے ایسا چھپایا تھا کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نتھا وہ تنبولی بولا اے عزیز بے تمیز پھر تو
کہان پنہان تھا کہنے لگا آج اوس دلدار نے مجکو حوض پُرآب مین میرے سر پر تربوز کا چھلکا رکھکر چھپا رکھا
بلکہ امرود وغیرہ بھی وہین اوس مہ جبین نے کہانیکو پہونچائے تھے یہ تقریر ناگزیر سنکر دل مین کہنے لگا بقول
شخصے شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم + آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم + بروز چہارم وہ سپاہی
بے غم جو چلنے کو تیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کہ کیون جی وہین جانے کا ارادہ ہے وہ جوابدہ ہوا شعر
بھلا کیونکر نہ جائین وان جہان سے + بظاہر زہ ملے کار پنہان سے + یہ کلام وہ نافرجام زبان پہ پر
لاکر وہان سے راہی ہوا اور اوس تنبولی نے جلکر جی مین کہا رہ تو مرغے خانہ خراب آج
تیرا اڈہ ہی جلائے دیتا ہون پھر تو وہ انڈے کہان سے لائے گا اس کوفت مین تو آپ ہی مرجائیگا

یہ دل مین کہکر اوسکے پیچھے چلا اسمین جون ہی وہ سپاہی واہی اسکے پاس ہوے سو اسس آکر بیٹھا تھا کہ تنبولی بھی جا پہونچا اوس عورت صاحب فراست نے اوسکا کھٹکا پاکر ایک صندوق مضبوط مین اوس سپاہی کو بند کرکے قفل لگادیا اور وہ تنبولی آگ بھبوکا بنا ہوا جو آیا تو نہ دیکھا آو نہ دیکھا تاو ایکبار گھر کے سائبان کو آگ لگادی اوس زن پُرفن نے یہ خانہ خرابی شتابی دیکھکر کہا کہ اے خانہ خراب جگر کباب گھر تو اپنا تو نے آتش نادانی سے جلایا خوب کیا مگر میرے جہیز کا صندوق لاکھون روپے کا جلیگا تو میرے والی وارث تجھکو بوریے مین رکھکر پھونک دینگے یہ گفتگو اپنی جورو بدخو کی سنکر جھٹ صندوق کو سر پر اوٹھا کر باہر رکھدیا بارے مردان ہمسایہ نے جھٹ پٹ ہاتھون ہاتھ آگ تند کو بجھا لیا آخرکار اوس نابکار کو سب نے لعنت ملامت کرکے قائل کیا القصہ تنبولی اپنے مکان کی سوختگی مین دکان پر پریشان ہوگیا اور ادھر اوس زن فاجرہ فاسقہ نے اوسکو صندوق سے نکالکر بعد حصول مطلب بصد بشاشت رخصت کیا یہ سپاہی واہی پھر اوس تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا اے یار دلسوز آج کے روز از بھی آفت قیامت ہوئی یعنے آج تو اوس کمبخت بدبخت نے آتے ہی سارے گھر کو جلادیا لیکن وہ زن شعلہ رو نہایت باشعور تھی کہ مجھے صندوق مین چھپا کے اپنے شوہر سے کہنے لگی تیری اسمین خیریت اور حرمت ہے کہ میرے باپ کا صندوق آتش نادانی سے بچا دے نہین تو تو خاک مین ملجائیگا اے یار گرانبار آج اس صورت سے خدا نے بچایا نہین تو جل بھنکے کباب ہوگئے تھے یہ گفتگو دو بدو سنکر تنبولی کہنے لگا ای عزیز باتمیز یہ ماجرا حیرت افزا تو اور لوگون کے سامنے بھی بیان کریگا وہ سپاہی واہی کہنے لگا ای احمق مطلق سانچ کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ ہمسے پوچھے گا تو ہم صاف صاف کہدینگے القصہ اوس تنبولی نے اپنی جورو بدخو کو تو اوسکے مان باپ کے گھر پہونچادیا اور اوس سپاہی واہی کو ساتھ لیکر سسرال بداعمال مین گیا اور پنچایت جمع کرکے کہنے لگا اے بھائیو میرا کہنا سراسر جھوٹ ہے لیکن جو یہ سپاہی للّٰہی کہے اوسکو تم سب سچ جانو غرض سب لوگون نے قبول بیدول کرکے کہا اے میان سپاہی تمہاری سرگذشت کیونکر ہے صاف صاف بیان کرو یہ سپاہی واہی کہنے لگا اے پنچو سچ تو یون ہے کہ پنچ مل خدا او پنچ مل پنچ اس تنبولی مرد اجنبی نے ہمارے ساتھ کمال احسان کیا ہے کہ اوس سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے لیکن اسکی دوستی مجھے ایسی بھاگوان ہوئی ہے کہ دو چار روز نہ گذرے تھے کہ فلانے محلے مین بڑی حویلی والی عورت خوبصورت نے مجھکو بعہدہ اردلی کا دیکر دو روپے روز کا نوکر رکھا چنانچہ پہلے روز جو مین غم اندوز گیا تو بھلا چنگا نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کسی جاسوس منحوس نے اوسکے شوہر گیدی خر کو خبر کی کہ اوسنے مجھے آدبایا لیکن وہ عورت پُرفطرت نہایت تھی کہ بوریے مین چھپا رکھا بلکہ لڈو وہین کھانیکو پہونچائے غرض

تیسرے دن مجھ غریق بحر الفت اور تشنۂ دریای محبت کو اوسنے حوض پُر آب مین نایاب کیا جو چھٹے روز اوس
بد آموز نے میری جلانے مین اپنا تمام گھر جلادیا لیکن اوس شعلہ خو نے مجھکو ایک صندوق مضبوط مین چھپا رکھا اور
اوسکے سر پر رکھوا کے آتش غضب پُر تعب سے بچالیا یہ گفتگو دو بدو سپاہی واہی کی تنبولی لوگ سن رہے تھے کہ اوس
تنبولن پُر فن نے دل مین کہا ہاے اس احمق مطلق نے شیشۂ ننگ وحیا کا سنگ رسوائی سے ناحق توڑا یکایک
وہ دلارام بالای بام کھنکھاری کہ اس واہی کی گفتگو دو بدو مین جو آنکھ اوپر اوٹھگئی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی عورت
ماہ طلعت بالاے بام جلوہ گر ہے او زبان غنچہ سان دہن مین دابے سر ہلاتی ہے اس ایماے پُر فریب کو
معلوم کرکے وہ چپ ہو گیا اوسیمین تنبولیون نے کہا اے بھائی سپاہی آگے کیا ہوا کہنے لگا اس عرصے مین
کہین جو غل بے تامل ہوا تو ایکبار میری آنکھ بیدار ہو گئی وہ پیچ پیچ کہنے لگے اے باتمیز یہ ماجرا کہانسی نصیب ہو
یا خواب پُر اضطراب بیان کرتا ہے وہ بولا مین بیچارہ غریب آوارہ نصیب مجکو محل بے بدل کہانسی نصیب ہو
لیکن یہ تو البتہ ہے کہ جھونپڑی مین رہتا ہون اور خواب محلون کا دیکھتا ہون اے یار ذرا بچشم غور تو خیال
کرو کہ جو کوئی دو روپے روز کسی کو دے گا آٹھ پہر اپنے پاس نہ رکھیگا یہ گفتگو دو بدو سنکر سب پیچ پر پیچ شش
و پنج کرکے کہنے لگے کہ یہ سپاہی بیچارہ سات پانچ کچھ نہین جانتا جو کہ راست تھا سو اوسنے کہدیا مگر یہ تنبولی
نہایت دروغگو ہے کہ اپنی جورو نیکو کو اس بیچارے آفت کے مارے سے متہم کرتا ہے قطعہ الغرض اوسنے
اوس تنبولی کو اولٹا قائل کیا خفا ہو ہو وہ تنبولن ولیکن اے مجموعۂ پاک طینت بنی سبھون کے حضور

چرتر ایک عورت شکر مول لینے کو گئی شکر فروش سے بدفعلی کی اور شاگرد شکر فروش نے عیاری سے شکر کے بدلے خاک باندھ دی شوہر اوسکا منغض ہوا اوس عورت نے حاضر جوابی سے اوسکو خوشحال کیا

راویان شیرین دہن او رناقلان رنگین سخن بجا لاکی زبان یون بیان کرتے ہین کہ ایک زن پُر فن بقال بد افعال
کی دکان پُر طوفان مین شکر لینے کو گئی وہ بقال بد اعمال اوس زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت کی چاشنی پاکر
گھل گھل کے باتین کرنے لگا اور وہ زن بدکار ناہنجار بقول بد اعمال کو گندم رو خرمن جوانی کا خوبرو پاکر
ایکبار بے اختیار آسیاے حسرت مین آٹے کی طرح پس گئی الحاصل اوس بقال بد خصال نے اوس زن شیرین دہن
کے گوشۂ چادر مین ایک آثار شکر خوشگوار تولکر باندھی اور کھنڈ سار کے گوشے مین اپنا منھ کالا کرنے کو لیگیا لیکن
بقال بد خصال کے شاگرد استاد زمانہ نے جو دیکھا کہ یہ زن پُر فن سیر بھر شکر ناحق لیے جاتی ہے وہین دوڑ کر
وہ شکر خوشتر تو گوشۂ چادر سے کھولکر مٹکے مین ڈال لی اور اوسکے عوض تھوڑی خاک ناپاک دست

چالاک سے گوشۂ چادر مین باندھکر چپ ہو رہا اسمین وہ زن پُرفن بعد انفراغ جسمانی اور خلاص نفسانی دکان بقال سے بزودی تمام بجای شکر خاک ناپاک لیکر گھر کیطرف روانہ ہوئی ایک ساعت کے بعد وہ گھر مین پہونچی تو چادر رکھکی استنجے کو گئی تو اوسکے شوہر گیدی خرنے اوس گوشۂ چادر کو جو کھولا تو کیا دیکھتا ہے شعر نہ بورا ہے نہ وہ شکر تری ہے + سراسر خاک چادر مین بھری ہے + یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر وہ اُلّو چپ بیٹھا تھا کہ وہ جہانیوا استنجا کر کے جو آئی تو وہ خفگی سے کہنے لگا ای ناپاک زبان چالاک تو شکر خوشتر لینے کو گئی تھی یا چورا ہے کی خاک ناپاک اُٹھانے کو اسمین وہ زن بیحجاب حاضر جواب جوابدہ ہوئی ای شوہر خجستہ سیکر اسکا ماجرا حیرت افزا کچھ نہ پوچھ جسوقت مین گھر سے نکلکر جایہ سوی بازار رشک گلزار مین پہونچی تھی کہ یکایک کیسکے چھکڑے کا بیل خونی جنونی چھوٹا ہوا ایک طرف سے نمود ہوا اور اُسکے خوف و خطر سے لوگون کا ہجوم با دل مغموم بھاگتا پھرتا تھا چنانچہ مین بھی اوسکے ڈر سے جو بھاگنے لگی تو میرے پیسے خرید شکر کے آنچل سے کھُلکر گر پڑے مین نے اوس بھیڑ مین بیٹھکر پیسے چننے کی فرصت نپائی جلدی سے اوس جگہ کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بھر لائی سو وہ یہ خاک ناپاک ہے از برای خدا ذرا اسمین سے پیسے ڈھونڈھکر نکالدے تو مین پھر جاکر شکر بیخوف و خطر لادون کیونکہ اب اوس بیل کی بھی آفت فرو ہو گئی ہو گی مین کمبخت ناشدنی تو ہنوز شکر والے کی دکان تک بھی نہ پہونچی تھی کہ بیچ مین یہ شگوفہ پھولا یہ کلام اوس بدانجام کا وہ نافرجام سنکر اوس خاک ناپاک مین پیسے ڈھونڈھنے لگا جب اوس گنجے مطلق بیچے احمق کو پیسے خاک مین نہ ملے تو ایکبار بے اختیار جورو کی بلائین لیکر کہنے لگا

مثنوی

تری جان پر سے سن اے گلعذار + تصدق کرون ایسے پیسے ہزار + تری جان و عزت تو آفت سے آج + بچی ہے خدا کی عنایت سے آج + گیا مال جو تی سے پر جان کی + میری جان اب خیریت تو ہوئی + غرض اوسکو مجبور وہ بیحیا + تسلی یہ دیتا تھا لیکر بلا + جب ایسے نہون بیحیا مسخرے + تو کیون اونکی جورو نہ سر پر کرے + غرض خداوند کریم ایسی زنان رجیم سے محفوظ رکھے

چرتر چار عورتین ایک عورت کے لاشے لے سر پر اوسکے چشم و دندان و لب کا بیان کرتی تھین اونمین سے تین عورتون نے اپنے کہے کا بادشاہ کو نشان دیا اور اپنا رستہ لیا اور چوتھی عورت بادشاہ کی قید مین رہی اور ایک سال کے بعد جو کہا تھا وہ دکھا کر دانائی سے بھاگ کر بادشاہ کو خجلت دی

دانایان جہان اور عاقلان زمان بالائی کاغذ فطرت یہ حکایت پُر فراست یون رقم کرتے ہین کہ ایک عورت بدخصلت کا سر کسی دار باحیا نے کٹوا کے کہین پوشیدہ دفن کیا اور اوسکے دھڑ کو چارسو بازار

شہر غدار مین بہکوادیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہونچی تو کوتوال بدخصال کو ابلاغ حکم کیا کہ اس لاشۂ بےسر کے پاس جو اشخاص آکر تیغ زبان سے گل کترین اوسکی خبر بہر روش ہماری قریب خبرداران صبار فتار کے ہاتھ پہونچے القاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان غیرت گلزار ایک رتھ پر سوار چار سوی بازار مین ہوکر نکلین ایک اژدہام خاص وعام کا وہان دیکھکر وہ سبھی نظارہ کنان ہوئین یہ ماجرا حیرت افزا وحشت انتما دیکھکر ایک جادو چشم اوہمین بول اوٹھی کہ یہ عورت بدخصلت معلوم ہوتی ہے کہ سُرمہ خوب لگاتی ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنے لگی واقعی یہ لالہ رو بدخو پان بھی انوپان سے افزون کھاتی ہوگی یہ بات عجائب نہایت سنکر تیسری خجلت دہ کبک دری جوابدہ ہوئی کہ یہ تیرہ بخت مسّی بھی نہایت اچھی لگاتی ہوگی یہ سخن پُرفن گوش زد کرکے چوتھی یون حرفزن ہوئی کہ اس کمبخت بدبخت نے کیا اور کرنچانا اشعار جو ہوتی اسے عقل تو بربلا + نہوتی گرفتار رنج وبلا دیا ہے خدا نے جنہین کچھ شعور + نہین اونسے ہوتا ہے ایسا قصور یہ باتین وہ نیک ذاتین کہکر تو اپنے گھر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر وحشت اثر مخبران صادق اور محرران واثق کی زبانی بادشاہ کو جو پہونچی کہ فلانے سوداگر پری پیکر کی چار بیٹیان غیرت مہر درخشان رشک ماہ تابان اس طرح کا کلام حیرت انضمام کرگئی ہین المطلب بادشاہ عالیجاہ نے اون چارون کو طلب فرماکر کہا کہ تم اپنے سخن کا جواب باصواب دو یعنے بےسر عورت کو تمنے کیونکر جانا کہ یہ مسی اور سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان بہت کھاتی ہوگی یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا گوش زد کرکے ایک جادو نگاہ سحر بیان جوابدہ ہوئی کہ اس کنیز ناچیز کے شعور بےقصور نے اوسکی تیرہ بخت کے گوشۂ چادر مین سُرمے کی سی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تھا اور دوسری رشک پری سے جو پوچھا کہ تجھ سُرخ فام گل اندام نے کیونکر جانا تھا کہ وہ لالہ رو بہت پان کھاتی ہوگی وہ شعلہ خو جوابدہ ہوئی کہ پیر و مرشد اکثر جا بجا اوسکے دوپٹے مین پیک کی افشان نمایان تھی اور تیسری خجلت دہ کبک دری سے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ تو نے کس طرح دریافت کیا کہ وہ سیاہ بخت مسّی خوب لگاتی ہوگی وہ جوابدہ ہوئی کہ حضرت سلامت اسکے دوپٹے کے آنچل مین جو دھڑی پوچھنے کا نشان بیگمان تھا اوسنے میرے گوش ہوش مین خبر دی تھی اور چوتھی فتنی سے جو پوچھا کہ جو تو کہتی تھی کہ کیا اور کرنچانا اوسکے کیا معنی ہین سچ کہہ نہین تو تیرا کہا تیرے آگے آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جوابدہ ہوئی کہ خداوند نعمت اسکو شعور و وقوف ہوتا تو اس بلامین کیون گرفتار ہوتی اور دانائی کے یہ معنی ہین کہ کرے اور کر دکھائے یہ سخن پُرفن بادشاہ نے اوسکا سُنکر ان تینون کو تو بصد بشاشت رخصت کیا اور اوسے ایک بجنۃ کوٹھری مین جید مقید کرکے یون کہا کہ اے فتنی دیکھین تو تو کیونکر کر دکھاتی ہے نظم اگر تجھ مین ہے کچھ فراست کا زور + تو پیدا یہانکر کوئی اپنا زور

نہین تو اسی قید مین تیری جان + کرونگا مین برباد اے بدزبان + القصہ اوس زن پرُفن کو مقید کر کے ایک کوزۂ آب و پارچۂ نان اپنے ہاتھ سے دینا مقرر کیا اور گاہے گاہے یہ سخن بھی پوچھتا کہ کیون ری فتنی جہان مین کون چیز لذیذ ہے تو وہ جگر کباب بچشم پر آب جوابدہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان بے نشان مین رنڈیون کو مرد نہایت عزیز و لذیذ ہین تو بادشاہ جوابدہ ہوتے کہ اے فتنی سب رنڈیون کو میسر ہوگا لیکن تجھ ناکام تلخکام کو نہ بہم پہونچیگا تو وہ کشتۂ یاس بلاد سواس کہتی کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن خدا مین سب قدرت ہے چنانچہ کہتے ہین میرحسن شعر نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو + کہ آیا ہے قرآن مین لاتقنطو + الغرض اوس زن پرُفن نے بہرصورت اپنے دوست نیک سیرت کو یہ پیغام بھیجا کہ اے یار جانی و اے مایۂ زندگانی یہ خانہ خراب جگر کباب اس عذاب منجلاب مین ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے لیکن میری رہائی اس دانائی سے ہوتی ہے کہ ایک سرنگ بہر رنگ حسب دلخواہ اے رشک ماہ میرے قیدخانے سے اور اپنے مکان دلستان تک تیار کرائیے مین سمجھونگی المطلب اوس سوداگر خوش منظر نے ایک سرنگ بدیرنگ خاطرخواہ بنوائی غرض ایک روز وہ غم اندوز اوس سرنگ کی راہ اوس رشک ماہ کے قریب جاکر یہ گفتگو درمیان لائی کہ اے یار دمساز و اے غمخوار ہمراز بالفعل تو کچھ جواہر زواہر تحفہ و نادر بادشاہ عالیجاہ کو نذر گذران اور بعد صفائی آشنائی پیدا کر کے اپنے گھر مین بطریق ضیافت طلب کر پھر جو کچھ ہونا ہوگا ظہور مین آئیگا الغرض وہ سوداگر پری پیکر یونہی عمل مین لایا مگر بادشاہ جمجاہ کو اوس سوداگر خوش منظر سے اسقدر محبت بہم پہونچی کہ اگر اوسکے متاع حسن کو دیدہ میزان مین ایک روز نہ وزن کرتا تو جنس بیقراری کا نرخ بڑھجاتا بلکہ سودا پورا ہوجاتا اور آٹھ پہر ہنگامہ بازار شوق ناذوق کا گرم رہتا نظم غرض ایسی بڑھی دونون مین الفت + کہ رہتی تھی ہمیشہ بے کدورت + کبھی اوس پاس وہ شہ آپ جاتا + کبھی اپنے بھی گھر اوسکو بلاتا + الحاصل اس عرصے مین اوس زن پرُفن کو سوداگر خوش منظر کا حمل بر محل رہگیا بعد انقضائے چند ایام نیک انجام اوس زہرہ جبین لعبت چین سے ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا لیکن وہ زن اوس طفل کو دائیون کی آغوش مین دیکر آپ اپنے قیدخانہ مین آبیٹھی اور جسوقت بادشاہ دیوان خاص مین رونق افروز ہوتے تو وہ سرنگ کی راہ گمراہ سے پھر اپنے خانۂ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصے مین جب چھٹی کا وقت عشرت اندوز جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اوس سوداگر سے کہنے لگی کہ آج تو بادشاہ عالیجاہ کو مہمان خانے مین براے ضیافت طلب کر اور میرے ہاتھ سے لڑکے پیدا ہونیکی نذر دلوا دیکھ تو بطن فطرت سے کیسا طفل حرفت پیدا ہوتا ہے الغرض اوس سوداگر خوش منظر نے بادشاہ عالیجاہ کو اپنے گھر بلوا کے اوس زن پرُفن کے ہاتھ سے نذر فرخنت دلوائی اور اوس طفل کو بھی آغوش بادشاہ مین دیا

اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس کنیز ناچیز کی نذر قبول بعید دل ہو لیکن بادشاہ اوس عورت
پُرفطرت کو دیکھکر نہایت متعجب ہو کر گرداب حیرت و سکوت مین مستغرق ہو گیا بعد شناوری بحر حیرانی
ساحل گفتگو سے ہمکنار ہوکے یہ دل مین کہنے لگا کہ یہ تو وہی عورت پُرفطرت صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ
جسکو مین نے جیدہ مقید کیا ہے شعر یہ نہین معلوم کیا اسرار ہے ÷ یا مری ہی عقل گرفتار ہے ÷ پھر سوچکر کہنے لگا
کہ مین نے تو اسکو ایسی جا مقید کیا ہے کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہین اور اسکے سوا مین وہین قید خانے مین اوسکو مقید
چھوڑ آیا ہون لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت ماہ طلعت کی صورت اوسکی صورت سے نہایت ہمشباہت رکھتی ہے لیکن
یہ بات بجابات بادشاہ کے دل مین گرہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال مین بادشاہ وہانسے اوٹھکر اپنے مکان دلستان
مین رونق افروز ہوا اور وہ زن پُرفن بھی سرنگ کی راہ سے جھٹ پٹ اپنے قید خانہ مین آبیٹھی اور بادشاہ نے آکر
اوسکو جو اوسی قید خانے مین دیکھا تو وہین بیٹھا پایا الغرض وہ زن پُرفن یہی فن کرتی رہی کہ جب بادشاہ سوداگر
کے پاس جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ کمراہ سے جاکر مقابلہ کرتی اور جب گھر مین وہ تشریف فرما ہوتا تو اپنے قید خانے
مین آبیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پُرملال پر نہایت حیران و ششدر رہتا پر سوداگر آئینہ رو کی آشنائی
بصفائی نہین جاتی تھی کبھی دل پر غبار نہ آتا تھا الغرض ایک روز اوس زن پُرفن نے اپنے سوداگر سے کہا
ای عزیز باتمیز آج تو بادشاہ جمجاہ کے پاس بلا وسواس جاکر یہ بات کہنا کہ اس شخص کی ہمشیرہ زادی کی شادی
کتخدائی کل کی تاریخ مقرر ہے لیکن وہ مکان رشک گلستان اس شہر مینو چہر سے دس منزل کامل ہے اور میری
طلب کو وہانسے قاصد جیسنے کے قریب ہوا ہے کہ روانہ ہوا اگر نامساعدی وقت سے اوس گمجنہ کو ناگاہ راہ
مین اسقدر بیماری ہوئی کہ وہ یہانتک آنیکو دق رہا بارے اللہ تعالی کی عنایت سے جو شفا پائی تو وہ سیدھا اس
آج میرے پاس آیا ہے سو مین اب اس بات سے نہایت حیران و پریشان ہون کہ کل کار خیر دل افروز شادی کا
معین ہے اور مجھکو خبر فرحت اثر آج پہونچی شعر کیا کرون آہ سخت حیران ہون ÷ گر نہ وان جاؤن تو پشیمان
ہون ÷ سواے خداوند نعمت تیر حشمت میرے عروس تجویز کو حناے اجابت سے یون رنگین کیجیے کہ حضور پُرنور
مین وہ جو سانڈنی سو کوس کے دھاوے کی ہے اوسکو عنایت و کرامت فرمایئے تو مین وہان ایکساعت مین
پہونچکر مہمانون کے ہم پیالہ ہون اور اگر خدا نخواستہ میرا وہان جانا نہوگا تو ہمارے یگانگی ہاتھ سے [illegible]
اے عزیز باتمیز اگر تجھکو وہ سانڈنی دیگا تو پھر مین اپنے توسن طبع کی [illegible]
وہ سوداگر عیار حسب ایماے زن پُرفن بادشاہ کے پاس جاکر وہ [illegible]
بیان کرنے لگا بادشاہ نے اوسکی گفتگو پر باس وحشت استماع کرکے [illegible]
طلب فرماکے ارشاد کیا کہ ہماری وہ سانڈنی لیلی نژاد کہ جو سو کوس تک جانے مین پہلو ہی

نہین کرتی اوسکی مہار سوداگر مجنون شعار کے ہاتھ مین حوالے کردی بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ قرین سے خالی
وہ سانڈنی جو اوس سوداگر فتنہ گر کو دینے لگا تو اوسکا ساربان بیر ناتوان بصد آہ و فغان کہنے لگا کہ ای داروغہ
اگر یہ سانڈنی صبار فتار رشک بہار کچھ حادثے مین گرفتار ہو جائیگی تو پھر تجکو خار حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا
کیونکہ ایسی سانڈنی رشک پری باغ جہان مین دوسری کوئی نہین ہے غرض وہ داروغہ یہ مصلحت نیک دل مین
سمجھکر کہنے لگا سچ ہے سخن بزرگان راست ست الغرض داروغہ شترخانہ نے اسی کوس کی منزل کی سانڈنی اوس
سوداگر بیخبر کو دی اوس سانڈنی خجلت دہ کبک دری پر وہ سوداگر مع زن فتنہ گر اور پسر رشک قمر سوار ہوکر فرار
ہو گیا اوس عرصے مین بادشاہ عالیجاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ افروز فتنہ گر سے شطرنج دغا کھیلکر کرامات
عیاری سے میری بازی مات کر گیا اور مہرہ ہوش کو چارخانہ ششدر مین رنج کر گیا مثنوی کوئی ایسی نہین اب
سوجھتی چال + جو اوسکا توڑدون فرزین بند فی الحال + نہ کوئی گھوڑا ایسا ہے نہ ہی فیل + جو اوسکو مار لون جاکر
بتعجیل + پیادہ ہے نہ کوئی ایسا چالاک + کہ اوس تک رخ کرے وہ اپنا سفاک + الغرض وہ شہ شاطر زمان اوس
آن داروغہ شترخانہ کو طلب فرماکے کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک پری ہمارے شترخانہ مین سو کوس کے
دھاوے کی ہو تو جلد لا ہم تجھکو انعام بے بہا دینگے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کہنے لگا کہ سچ ہے بڑے بوڑھونکا
کہنا ماننا مصلحت نیک ہے وقت پر کام آرہتا ہے آخر اوسکی بات کام آئی الہی اگر آج یہ سانڈنی اوسکے حوالے کردی
ہوتی تو نہایت پشیمانی کھینچنی پڑتی المدعا وہ سانڈنی چالاک بادشاہ غمناک کے قریب لاکر حاضر کی وہ بادشاہ
جمجاہ اوسپر سوار ہوکر مثل صبا فرفر روانہ ہوا اس عرصے مین جب بادشاہ عالیجاہ کی سانڈنی سوداگر اور زن پر
فریب کے قریب پہونچی تو ایکبار بادشاہ عالیمقدار نے للکار کر کہا کہ اے زن پرفن اب تو میرے ہاتھ سے
جانبر کہان ہو سکتی ہے یہ سخن دلشکن وہ زن پرفن سنکر کہنے لگی خدا خیر کرے ہماری سانڈنی پر دغا ہے
مگر کیا مضائقہ ہم اپنے طعام فطرت کا بادشاہ کو مزا چکھا دینگے الغرض جب اوس سوداگر اور زن فتنہ گر کی
سانڈنی اسی کوس کی منزل پر پہونچی تو یکایک اسکی طاقت نے پہلو تہی کرکے اس صحرای ہولناک مین مقام کیا
وہ زن مکار اور سوداگر عیار مع پسر رشک قمر اوس سانڈنی کی پشت پر سے اوترکے سامنے ایک باغ تھا
مثل نسیم سبک رو اوسکی طرف روانہ ہوکر دونون اوس باغ کے دروازے کی اوٹ مین بزور بازوے
دانائی جھٹ پٹ روپوش ہو گئے اسمین بادشاہ جمجاہ نے جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونون ناپاک اوس باغ مین
پوشیدہ مین اپنی سانڈنی پر سے اوترکر باغ کے اندر بے تحاشہ یہ کہتا چلا شتاب کہان ہاتھ سے جاتی ہے مرے
وہ ناپاک + ابھی ہاتھون مین تلوار کے کرتا ہون ہلاک + یہ کہتے کہتے وہ بادشاہ تو باغ کے اندر مکانات عجائبات
مین ڈھونڈھنے لگا اور یہ دونون پرفن بتون کی اوٹ سے جھٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی سانڈنی پر سوار ہوکر

وہ زن مکار پکار کر یون کہنے لگی کہ ای بادشاہ غفلت پناہ کیا او رکر دکھایا اسے کہتے ہین مثنوی یہ کہکر وہ بانسے
وہ زن نابکار + بشکل ہوا ہو گئی جب فرار + تو دستِ الم ملکے وہ بادشا + لگا کہنے مین بے اجل مر گیا + مری پاؤن
مین اب یہ طاقت کہان + جو گھر تک پہونچ جاؤن بخوف وجان + غرض بادشاہ تو یہ روتا رہا + مگر ہو گئی وہ
دہانسے ہوا + جو چھوڑ رہا نہ وہ باشعور + تو اوسوقت مین قتل ہوتی ضرور

چرتر ایک عورت نے اپنے آشنا کو چور کے بہانے سے شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکالدیا اور اوسنے دریافت نکیا

دانشوران حکایات عجیب اور سخنوران روایات غریب یہ حکایت پر فراست بزبان فصاحت یون بیان کرتے ہین ایک زن پرفن اپنے یار غمگسار کو آغوش دلبری مین لیے بیٹھی تھی کہ یکایک اوسکے شوہر گیدی خر نے باہر سے دروازہ پر آکے جو آواز دی تو وہ شخص بعد یاس کہنے لگا ای کان فراست و ای معدن فطرت یہ پر از دہشت کیا کرے شعر
گھر مین آئیگا جب ترا شوہر + تو بچیگی یہ میری جان کیونکر + وہ زن پرفن کہنے لگی ای ہرجائی و ای سرمایہ زندگانی تو اس دالان کے گوشہ مین چھپکر کھڑا ہو رہ جسوقت مین اس گیدی خر کو جاضرور کیطرف بھیجونگی تو اوسوقت یہانسے ایکبار فرار ہو جانا پھر آگے مین سمجھ لونگی غرض وہ عورت پرفطرت اوس آشنای پوشیدہ کو ظاہر مین چھپا کر دروازی کی زنجیر بتدبیر کھولنے کو آئی تو اوسکا شوہر گیدی خر بولا ای گدھی اتنی دیر کنڈی کھولنے مین کیون کی اوسنے جوابدیا ای میان کچھ نہ پوچھ اشعار
کیا کہون تجھسے عجائب بات ہے + گھر مین میری چور اک بدذات ہے + خوف سے اون بچایا کہ ای میان + دیر جو لگی واقعی کی اس زمان + ای شوہر خجستہ پیکر تیری خوف و خطر سے وہ بدذات بد اوقات کنڈی کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنتے ہی کہین گھر کے گوشہ مین جا ضرور کیطرف چھپ رہا ہے یہ بات واہیات وہ گیدی خر سنکر تو جاضرور کیطرف غلیظ کھانیکو گیا اور ادھر اوس زن مکار بدکار نے اپنے چور لگور کو چور خانے سے نکالکر کہا ای شوہر بیخبر ادھر کیا تلاش بیقیاس کر رہا ہے دیکھ وہ چور منھ زور ادھر سے نکلکر فرار ہوا جاتا ہے یہ سخن دلشکن وہ گیدی خر جو سنکر اوسکے پیچھے دوڑنے لگا تو وہ زن پرفن اوس خناس ہیجواس کے کمر مین دونون ہاتھ ڈالکر چڑیل سی لپٹکر کہنے لگی ای میان اس زمان تجھکو نجانے دونگی کیونکہ اوسکے ہاتھ مین تلوار بار ڈھدار ہے وہ جلاد تجھ تیغ ابرو شکم ہلال سے بغیر ارے نرہیگا اور تیری قبضے مین اوسکا آنا بہت اشکال و محال ہے جانے دے ایسے مونڈی کاٹے واہی تباہی کو خدا جانے کون کم اصل اور ذلیل ہے یا تو گجراتی دہالی یا کوئی جہار کا خلاصی ہے یا کوئی افغان مغربی یا خراسانی ولایتی لاثانی یا سوا کوئی حجازی کو ہے جو ایسا دل کا کڑا پر اوسان میری گھر کے درمیان اگر خویش غلاف ہو گیا برای خدا اوس بے پیر تیغ شمشیر والے کا پیچھا مکر خدا جانے کیا میری آگے آئے تیری اس سرو سے سیدھے قد کے صدقے ہو کر یہ قمری نوحہ گر بنی تھی ای جانی گل جاودانی ظاہر تو وہ ہر کی گرد آج کچھ مال بھی نہین لیگیا مگر کچھ گیا ہی لے گیا ہو تو اوسکو کوئی کیا جانے اور اگر آجاتا تو وہ کچھ بھی لیگیا

ہوگا تو بلا سے لاکھ روپیے تیری پیشاب کی دھار پر تصدق کیے تھے ناحق خون ناب جگر کیا کیا فائدہ غرض اوس زن پُرفن سیف زبان نے اوس بیچارے احمق بیچے ہوئے کو اون باتون کی باڑھ دیکر تیزی رفتار کو میٹھی گفتار سے کند ذہن کر کے در زبان پر خموشی کا تیغا کر دیا القصہ جو بچھو رہوتی نہ وہ ذوفنون + تو دونون مین ہوتا عبث کشت و خون + خدا ایسی رنڈی سے ڈالے نہ کام + بحق محمد علیہ السلام +

چرتر ایک عورت نے اپنے دوست کو شوہر کے سامنے بلیات کے حیلے سے گھر سے باہر نکال دیا اور اوس دیوث نے معلوم نکیا بلکہ خوش ہوا

راویان سحر بیان اور ساحران شیرین زبان قرطاس جادو پر یہ حکایت پُرمضمون یون رقم کرتے ہین کہ ایک عورت پُرفطرت اپنے دوست دلنواز اور یار دمساز کے ساتھ بوس و کنار مین مشغول و مصروف تھی کہ یکایک اوسکا شوہر بیخبر در پر آکر دستک زن ہوا تو وہ مکار یار غمخوار سے کہا اے بی بی مین مرد اجنبی کیا کرون شوہر سخت حیران ہون ابحال تباہ تیرے شوہر کی قسم مجھے خدا [illegible] یہ کلام اوس ناکام نافرجام کے وہ زن پُرفن سنکر کہنے لگی اے جوان بے اوسان اسقدر ہراسان ہو وہی روباہ نامردی کو پنجہ شیر دلاوری مین دبوچکر بیشہ جوانمردی کی سیر کو دیکھ تو نیسان فراست کی سیر کیا تماشے دکھاتی ہے جو تیری غزال طبیعت کا چیتا ہے انشاء اللہ تعالی بے دوست اور یہ کفیل برائیگا الغرض اوس زن پُرفن نے اوس بے ننگ کو ایک کھیس سفید سر سے پاؤن تک سیدھا اوڑھا کر کہا تو اسی شکل سے دست بستہ اوس مکان کے صحن مین اترا اور ٹہلتا پھر وقت فرصت پاکر دبے پاؤن نکلجانا آخر الامر وہ زن پُرفن بلای روزگار یکتا عیار اوس بیہودہ کو یہ شکل جن بنا کر اور انگنائی مین استادہ کر کے دروازے کی کنڈی چڑھ سے کھولکر خاوند کا بازو پکڑ کے بیٹھی یہ کہنے لگی کہ اے میان آج گھر کے اندر میان عجب آفت آسمانی اور بلای ناگہانی نازل ہوئی ہے کبھی دیکھنے کا اتفاق اس آفاق مین نہین ہوا ہے کوئی طرح جن کی صورت دیو کی شباہت صحن مکان مین کھڑا ٹہل رہا ہے الحاصل وہ زن پُرفن شوہر کی کمر سے لپٹکر کانپتی ہوئی سائبان کے قریب آکر کہنے لگی اے شوہر تجسنہ پیکر دیکھ وہ موا سامنے ٹہل رہا ہے یہ تماشا بیچارا دیکھا دیکھکر رنڈی سے بھی زیادہ کانپنے لگا اور درود نامعدود زبان پر لایا الغرض وہ زن پُرفن فریب انائی سے ڈرتی ڈرتی الگ لگی اپنے خاوند کو بچاکر پلنگ پر آ بیٹھی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے صاحب تم اگر کوئی شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف سے شہید کرو مین تمھارا [illegible] روپیہ نذر کرونگی اور اگر شیخ سدو یا شاہ دریا ہو تو مجھے دریای ہراس مین نہ ڈبو [illegible] تمھارا بکرا [illegible] بیشک دونگی اور اگر ولی ابلیس تلبیس ہو تو مین تمھارا بھوگ موہن دونگی مجھ [illegible] کی جان [illegible] خدا و بحق مصطفی میرے مکان پریشان سے تم نکلجاؤ یہ کلام فطرت التیام وہ پڑھا جن سنکر [illegible] ہوا اور یہ زن پُرفن خوش ہوکر شوہر گیدی خر سے کہنے لگی واہ سبحان اللہ کیا پیر [illegible] اور اپنے مکان داستان کو چلے گئے واہ واہ [illegible] قدرت سحر انگیز [illegible]

مشفقون کو کھلوا او ذی المدبنا اوس عورت صاحب فطرت نے دوسرے دن ہر طرح کا کھانا پکوا کر اپنے یار شیخو ارکو مع ہمنشین ہمرازو ہمدمین دمساز شوہر کے ہاتھ بلوا کے خوب دل مرغوب ملیدہ اور وہ کھانا کھلوایا شیخو بھی حال اوس عورت کا آگے لیا کھیر لیکن اے جمعہ رباغ علق مین سے دعا اپنی یہی لیل و نہار اپنے بندون کو جناب کردگار زنان بدی بدکار پُرفن بدعملون ارا است ہے واللہ رنڈیون کا سخن وحق رکھے سبکو بری رنڈی سے دور کہہ گئے ہین بات یہ اہل شعور



تیسرا باب دادخواہون کے عدل کرنے مین

حکایت دو عورتین ایک طفل پر مدعی ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قصہ قاضی شہر کے پاس لیگئین قاضی نے انصاف سے لڑکا اوسکی مادر حقیقی کو عنایت کیا اور دوسری عورت کو تعزیر دی

محرران نیک صفات اور منشیان پاک ذات یہ حکایت پُر فراست کاغذ انصاف پر کلک انصاف سے یون رقم کرتے ہین کہ دو رنڈیان باشور و فغان ایک پسر رشک قمر پر جنگ وجدل برپا کرتین اور ہر ایک اپنی اپنی طرف اوس پسر بے پدر کو کھینچتین اور یہ کہتین کہ یہ نور بصر لخت جگر میرا ضیای چشم ہے تو کون ہوتی ہے جو میرے فرزند دلبند کو زبردستی لیتی ہے شعر اے زبردست زیردست آزار گرم تا کے بماند این بازار لیکن اس بات واہیات کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہ تھا جو ان دونون کو قائل کرتا یہ قصہ حیرت اندوز اور ماجرای جگرسوز

جناب قاضی صاحب کے حضور مین رجوع ہوا اور انصاف صاف اس قصۂ پرآشوب کا ان دونون نے چاہا اور اونکا یہ احوال پر اختلال جناب قاضی صاحب نے مسموع فرماکر ایک جلاد پر بیداد سے فرمایا کہ اس طفل بے نسل کو تیغ بیدریغ سے برابر دو حصے کرکے آدھا ایک عورت نیک خصلت کو دی اور آدھا ایک زن پرفن کی آغوش فطرت مین چھوڑدی کسواسطے کہ شعر زکید زنان دل مردان دو نیم ست + زنان را کیدہا ئے بس عظیم ست + یہ سخن دلشکن جناب قاضی صاحب کی زبان مبارک سے سنکر وہ زن پرفن کہ جسکا طفل بے نسل تھا خاموش ہوگئی لیکن جس عورت نیک طینت کے شکم سے وہ دلبر رشک قمر متولد ہوا تھا بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رو کر کہنے لگی کہ یا جناب پاک یہ غمناک دل دو نیم جان سقیم اس بات پر بدل راضی وشاکر ہے یہ طفل بیگناہ آہ اسی زن رہزن کو حوالے کردیجیے لیکن اسکو قتل کا حکم نہ فرمائیے میر حسن شعر نکلنے سے دکھ اسکے مین مرنے سے + بھلا اپنے جی سے وہ جیتا رہے + اس منے پروا کو آہ کیا پروا بقول شعر ہوا ئی کی نہین جس شخص کو پیر + چہ داند دیگرے را درد بے پیر + یہ گفتگو اوس عورت نیکخو کی جناب قاضی صاحب استماع کرکے فرمانے لگے اے عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر رشک ماہ انور تیرے ہی سپہر بطن سے جلوہ گر ہوا ہے یہ اندھیر نہین جو کوئی تیرہ بخت روسیاہ بچہ بیگناہ سے بے غرض حضرت پرکرامت نے اوسکا طفل دلوادیا اور دوسری زن پرفن کو زجر و توبیخ کرکے تشہیر کیا نظم تاکہ دنیا مین کوئی بدخصلت + پھر کسی پر نہ یون کرے تہمت + سچ ہے جھوٹی رنڈیون سے خدا + حفظ مین رکھے اپنی صبح ومسا

حکایت ایک شخص کا غلام بھاگ کر دوسرے شہر مین گیا مالک نے وہان جاکر اوسے پکڑا غلام نے آقا کو غلام ظاہر کیا جناب قاضی صاحب نے غلام کو دریافت فرماکر اوسکے آقا کو حوالے کیا

سخنوران باوفا اور حاکیان دل صفا کاغذ بیوفائی پر کلک دانائی سے یہ حکایت نو روایت یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ ایک غلام نافرجام اپنے آقا نیک اساس کے پاس سے ایکبار فرار ہوگیا بعد انقضای چند ایام وہ صاحب نیک انجام وسیلہ روزگار سے ایک شہر غدار مین جو وارد وصادر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ غلام ناکام بخوشی وخرمی تمام اوس شہر مین سیر کنان ہے اس عزیز باتمیز نے جو غلام نافرجام کو پہچانکر دستگیر کیا تو وہ ناپاک زبان چالاک اپنے آقا کی کمر مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا اے غلام ناکام مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد تو آج میرے ہاتھ آیا ہے لیکن سچ کہہ وہ جو میرا اسباب انتخاب تو چرا کرلے آیا تھا وہ کیا کیا غرض باہم دونون مین یہی گفتگو دوبدو تھی کہ وہ صاحب تو کہتا تھا کہ تو میرا غلام زرخرید ہے اور غلام نافرجام اپنے آقا کو کہتا تھا کہ تو میرے باپ کا غلام ناکام ہے خدا سے ڈر تیری وہ مثل ہے

مثل اولٹے چور کوتوالی ڈانڈے غرض اون بیچارے آقا پر وہ مثل حل ہو گئی کہ سچا جھوٹے کے آگے رو مری
غرض یہ محکمہ عظیم اور محفصہ ذمیم جناب قاضی صاحب کے پاس وہ آقا باوفا لے گیا اور یون حرف زن ہوا
کہ یا جناب پاک یہ عجب اتفاق اس آفاق مین درپیش ہے یعنے فرد گل بتاراج رفت و خار بماند + گنج
برباد رفت و مار بماند + یہ واردات عجائبات جناب قاضی صاحب استماع کرکے فرمانے لگے کہ اگر تمہارا کوئی
گواہ حسب دلخواہ نہین ہے تو تم دونون غرفون مین الگ الگ سر کو نکالکر بیٹھو تمہارا قفل انصاف کلید
دانائی سے کھلجائے گا غرض وہ دونون حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر الگ الگ دریچون مین سر نکالکر
بیٹھے اوسوقت جناب قاضی صاحب نے یہ کلام جلاد پر بیداد سے کہا اے جلاد دیکھتا کیا ہے ایسی تیغ
بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اوڑ جائے یہ بات پر کرامات اوس غلام ناکام نے سنکر جلدی سے
سر دریچے مین کھینچ لیا اور وہ آقا سچا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا بقول شخصے سانچ کو آنچ کیا یہ حرکات
واہیات غلام بدذات کی جناب قاضی صاحب ملاحظہ فرما کے اوسکے آقا سے ارشاد کرنے لگے کہ اے عزیز
باتمیز یہ غلام لا کلام تیرا ہے اور تو اوسکا مالک و مختار جو چاہے سو کر لیکن اس بیوفا سے وفا کی توقع
نرکھ کہ حدیث شریف مین ہے کہ لاخیر فی العبید اور سچ بھی ہے ابیات پر دغا باوفا نہین ہوتا

باوفا پر دغا نہین ہوتا + بیوفائی غلام کی مجبور + واقعی سب جہان مین ہے مشہور

حکایت کئی شخصون نے روئی کے گٹھے چرا لیے اور کسی کو دریافت نہوا ایک امیر صاحب تدبیر نے فراست اور کیاست سے چورون کو تحقیق کرکے تعزیر دی

عاقلان نبیہ دہان اور فیلسوفان چیدہ زبان خوبروئی اور زشت روئی اشراف اجلاف کی روئے انصاف
سے یون بیان کرتے ہین کہ زمانہ قدیم اور عہد شاہان عظیم مین بازار شہر غدار سے کچھ روئی کے گٹھے اکٹھے چوری
گئے تھے ہرچند عقلمند اور دانشمند کوتوال نے تلاش بیقیاس کی لیکن ایک تشم اوسکے ہاتھ نہ آئی باین عدل و
انصاف بقول مرزا رفیع السودا اوس شہر مینو چہر مین اشعار مارا جاتا تھا چور رنگ کڑی کا + باندھا جاتا تھا
دزد لکڑی کا + تھانہ رشوت سے کوتوال کو کام + تھانہ عالم مین چوٹٹے کا نام + آخر کار سب روئی فروش
باہوش بصد جوش و خروش بادشاہ گیتی پناہ کے در دولت اور آستانہ حشمت پر گرمی سے داد خواہی مستغاثی ہوے
یہ احوال کثیر الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بصد ملال دل مین کہنے لگا اگر ان داد خواہون کی چیز نملیگی تو ناحق
لوگون سے آنکھ چرانی پڑیگی الغرض بہ نرمی سخن ہر ایک امیر صاحب توقیر سے کہا کہ اسکی جستجو تم سو لبسب پر واجب ہے
المدعا ایک امیر صاحب تدبیر نے یہ تدبیر کی کہ سب مردمان شہر کو دعوت پر عداوت کے بہانے اپنے گھر مین بلوایا القصہ

جبکہ تمام ساکنان شہر مجتمع ہوے اوس امیر خوش تقریر نے باآواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کے لوگ احمق اور بیوقوف ہین یعنے صریح جانتے ہین کہ روئی کے گٹھے چوک سے چوری گئے ہین اور بادشاہ عالم پناہ اوسکے تفحص اور تجسس مین سرگرم ہے اور میرے گھر مین لوگ روئی کے روئین اپنی ریش و بروت پر افشان کرکے آئے ہین بقول خواجہ حافظ ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد + یہ گفتگو دو بدو امیر صاحب تدبیر کی چور سنکر اپنی اپنی داڑھی اور مونچھ کو جھاڑنے لگے یہ ماجرائے عجیب پُر فریب وہ امیر دیکھکر لوگون سے کہنے لگا کہ ان زشت رو بھرے بھرے گالون کی داڑھی ایک پہل ہے بدست غضب پُر تعب توم ڈالو الغرض اون لوگون کو سرہنگون نے نقدافون کی طرح چوب سیاست سے جو دھننا شروع کیا تو یہ صورت ہوئی کہ تانت باجی اور رنگ بوجھا لیکن وہ دزد اشد یہی کہتے تھے کہ سوت نہ کپاس اور کوری سے لٹھم لٹھا یہ ہم پر اتہام ناکام ناحق ہے مگر زدوکوب وہ شے ہے بقول شخصے مثل کہ لکڑی کے بل مکڑی ناچے قصہ مختصر چورون نے چوری قبول بعید ول کی اور وہ چوروئی زشت روئی اٹھا کر گئے تھے لاکر حاضر کی اور اپنے رشتہ دارون مین اس حرکت سے نہایت خجل ہوے اور اوسکا بل سکلے کی طرح نکل گیا اور اون چورون مین جو کوئی بداعمال بادہ پوئی مرغ کی شکل کے تھے اس مار دھاڑ سے اونکے ہاتھ پاؤن ناکارہ ہو گئے نظم ایک مجور زیر چرخ کہن + شیخ سعدی کا یاد رکھ یہ سخن + عالم آن بہ کہ باعمل باشد + ورنہ زنبور بے عسل باشد

حکایت ایک امیر صاحب توقیر کا اسباب دیوانخانہ سے گم ہوا قاضی نے دانائی سے پیدا کیا

حاکیان وزدمعانی اور راویان عسس زبانی زبان سحر بیان سے یون بیان کرتے ہین کہ ایک امیر صاحب توقیر کا کچھ اسباب انتخاب دیوانخانے سے چوری ہوگیا تھا صاحب خانہ نے ہر چند تلاش بقیاس کی مگر کہین سراغ مثل چراغ روشن نہوا کہ اون لوگون مین کسی نے یہ اندھیر کیا قصہ کوتاہ یہ قصہ قاضی شہر علامۂ دہر کے آگے رجوع ہوا قاضی مرد ریاضی بتامل بسیار ایکبار اندرون خانہ جاکر کئی چھڑیان برابر تراش کر باہر لے آیا اور یون حرف زن ہوا کہ ان چھڑیون کو ہر ایک خادم اور ملازم اور مصاحب خانہ اپنے اپنے گھر لیجائے مگر وقت سحر بخطر ان چھڑیون کو میرے پاس بلا وسواس لے آئے کیونکہ چھڑی کا خواص خاص ہے کہ دزد نامرد کے پاس ایک انگشت بڑھجاتی ہے اور شاہ عالیجاہ کے پاس برابر رہتی ہے اس دلیل استوار اور عمل پایدار سے مجھکو چور منہ زور اور شاہ نے گناہ خوب ثابت ہوجاتا ہے مین نے اس عمل بے خلل سے بارہا چورون کو زیر چوب کھینچا ہے یہ گفتگو قاضی نیکخو کی سنکر ہر ایک نے ایک ایک چھڑی اٹھائی اور اپنے اپنے گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نے جوانمردی سے دزدی کی تھی وہ گھر مین جاکر دل مین کہنے لگا اگر یہ چھڑی میرے پاس بلا وسواس زیادہ نکلی تو بڑا غضب پُر تعب ہوگا اس سے تو اس چھڑی دزد فاش کو ایک انگل تراش ڈالیے تو خوب ہو تا کہ

ہچشمون مین انگشت نما ہو جیسے اس پیش بندی اور عقلمندی سے اوس دزد نامرد نے اوس چھڑی کو چھری سے ایک اونگل کاٹ ڈالا وقت سحر بخیال دزدا شد اوس چھڑی کو قاضی مرد ریاضی کے آگے خوشی خوشی لیگیا الغرض قاضی نیک طینت صاحب فراست نے جو اون سب چھڑیون کو گز دانائی سے پیمایش کیا تو ایک پور اوس چور مُنہ زور کی چھڑی کم نکلی قاضی صاحب نے اوس چور دست دراز کو اشارۂ انگشت سے سب مین انگشت نما کیا اور ہاتھ پانون باندھ کے ایسی کفش پائیان لگوائین کہ اپنی کوتاہی کا قائل ہو کے دست بستہ آنکھیں چرا کر کہنے لگا کہ بس آپ مجھے زیادہ ہچشمون مین رسوا نکرین مین تمہارا مال و اسباب بحساب حاضر کرتا ہون قطعہ آخر کار اوسنے لا کے شتاب

صاحب خانہ کو دیا اسباب + منصفی چاہتی ہے یون مجبور + جیسے قاضی نے کی بعقل و شعور

حکایت دو شخص چوسر باز سیر بھر بدن کا گوشت بازی بد کر کھیلے اون مین سے ایک نے بازی جیت کر شرط طلب کی دوسرا اپنے گوشت کے عوض زر دینے لگا اوسنے قبول نکیا قاضی نے دانائی سے اوسے مفت خلاصی دلوادی کچھ دینا نہ پڑا

میر بساطان حکایت کہن اور قمار بازان روایات انجمن بساط قرطاس رنگین پر یون تحریر کرتے ہین کہ دو شخص بازی چوپر بد کر کھیلے کہ جو مقام شاطر بازی بجانبازی جیتے وہ سیر بھر گوشت مع پوست بدن کا اوتار لے شعر اوںھون نے نرض کر کے عہد استوار + عجب طرح کی یہ بدی جیت ہار + الحاصل اون مین سے ایک عزیز باتمیز بازی بد رازی ہارا اور دوسرا شخص بخوشی و خرمی اوس سے اپنی بازی کا طلبگار ہوا تو وہ غریب نے نصیب اس بازی جانبازی سے پہلو تہی کر کے گوشت اعضا کے عوض مبلغ خطیر اور تحفۂ بے نظیر دینے کو حاضر ہوا لیکن اوس عزیز ناچیز نے ایک آثار گوشت مع پوست کے سوا کسی شے پر خیال نکیا شعر عجب طرح کا تھا یہ قصہ وہان + کہ حیران تھے جس سے خرد و کلان القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی شرع شریف کے سامنے رجوع ہوا اوس قاضی شرع متین صاحب تمکین نے کہا ای قصاب خصال و ای خام خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن کے گوشت کا خواہان نہو اسکے عوض دُر اور دینار جو تجھے درکار ہون اس عزیز ناچیز سے لے اور رنج و محن سے فرصت دے غرض ہر چند قاضی دانشمند نے اوسکو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا شیخ سعدی شیرازی کے بقول اشعار آہنے را کہ موریانہ بخورد + نتوان برد ازو بصیقل زنگ + با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ + نرود میخ آہنی در سنگ + آخر کار ناچار قاضی نے کہا اے عزیز بے تمیز اگر اسکا گوشت اعضا تیرے لینے کی مرضی ہو تو خیر بسم اللہ لیکن ٹھیک آثار گوشت کے سوا اگر ایک ماشہ زیادہ تو لیگا تو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیلون کے حوالے کرون گا یہ کلام بد انجام قاضی ہمدرد ریاضی کا وہ نافرجام سنکر گویا ہوا کہ اے قاضی اس امر مین راضی میرا خدا راضی کہ اسکا گوشت مع پوست مین نے بحل کیا

ابیات اور جواب اس سے مین کرون تکرار + تو مجھے تیجیے ذلیل اور خوار + مین نے بازی بہتام ہر بالی
پھر کرون گا نہ ایسی رسوائی + الغرض قاضی نے اوسے مجبور + خوب راضی کیا بزور شعور +

حکایت ایک شخص نے جواہر کا صرہ مُہر کرکے قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نے اوسمین خیانت کی بادشاہ نے فراستِ کاملہ سے دریافت فرماکر جواہر خاص مالک کو دیا اور قاضی کو نادم کیا

جوہریان اور صقومان تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت رشک دُرِ شہوار رشتۂ بیان مین یون پروتے ہین کہ ایک شخص دانادل اور یگانۂ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسے مین سر بمہر کرکے قاضی لایعنی کے روبرو لیگیا اور گہرہاے سخن کو رشتۂ بیان مین یون پرونے لگا کہ اے لعل بے بہاے کان دیانت و اے صدف بیرایۂ دکان امانت **ابیات** تجھے بے ریا نیک طینت سمجھ تجھے باخدا نیک خصلت سمجھ + ضرورت سے ہے مجھکو عزم سفر + مین لایا ہون رکھنے کو کچھ تیرے گھر سفر سے مین جیتا جو پھر آؤن گا + تو اپنی امانت یہ لیجاؤن گا + ہوئی گر وہان ہستی میری تمام + تو یہ مال تیرا ہے اے نیک نام + یہ کلام نیک انجام قاضی استماع کرکے یون گویا ہوا کہ اے عزیز باتمیز کیا مضائقہ **مصرع** در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + غرض بصد قیل و قال اوس نیک خصال نے وہ جواہر زواہر سپرد کرکے عزم سفر کا کیا اور ادھر قاضی پاجی نے وہ جواہر بیش قیمت اس کیسۂ سر بمہر کو پارہ کرکے نکال لیا اور اوسکے عوض دروغگو نے جواہر قلب سے اُس کیسۂ سر بمہر کو پُر کر دیا اور ایک رفوگر یکتاے زمانہ یگانۂ کار بلوا کر رشتۂ بیان سے پارۂ سخن کو یون رقم کرنے لگا کہ اے دانشمند خطۂ کشمیر و اے خردمند روشن ضمیر اس کیسۂ سر بمہر کو ایسا رفو کر دے کہ اصلا کسی پر افشا نہو اسکا انعام اے نیک انجام جسقدر طلب کرے گا حاضر کرون گا غرض کئی ہزار دینار اوسکی اجرت ٹھہرا کر اوس رفوگر بےخطر نے اس شکل کا رفو اوس کیسہ پر کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سے ملاحظہ کرے لیکن ممکن عقل نہین جو اوس رفو کے رشتے کو پائے القصہ وہ کیسہ سر بمہر اس شکل سے درست اور چسپت کرکے رفوگر نے قاضی کے حوالے کیا اور اوسکا اجورہ پورا پورا دست بدست لیکر وہان سے تیز پا ہوا القصہ بعد انقضای چند ایام وہ نیک انجام سفر سے آکر جو اپنی امانت کا طالب ہوا تو اوس قاضی پُر دغل بدعمل نے وہ کیسۂ سر بمہر حوالے کیا اور اوس عزیز نے اپنے گھر مین جو کیسہ کھولا تو وہ جواہر زواہر پتھر نظر آیا یہ ماجراے عجیب و غریب وہ عزیز باتمیز ملاحظہ کرکے قاضی کے قریب گیا اور یون کہنے لگا کہ اے قاضی پاجی یہ تو نے کیا تغلب پُر غضب کیا تو وہ قاضی پاجی کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو مجھکو بدزدی و دغا بازی کیون متہم کرتا ہے

مثنوی مین نہین واقف امانت سے تری + لوگ واقف ہین دیانت سے مری + جس طرح کا مجھکو کیسہ
دے گیا + ویساہی تو مجھسے آکر لے گیا + مجھکو زر لینا جو ہوتا گھر کا + تو مین ہتا قاضی تمامی شہر کا
جس طرح جی چاہتا کرتا وہ بات + مال و دولت جسمین آتی میرے ہات + غرض قاضی نے اوس لعل
بیش قیمت کو گفتگوے دروغ سے قلب کردیا وہ عزیز باتمیز ناچار ایکبار اکبسر بادشاہ عالیجاہ کے پاس
جاکر مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پُر اختلال شاہ گیتی پناہ نے کہا کہ اے عزیز باتمیز
وہ کیسہ جواہر غلط کا میرے پاس بلا وسواس چھوڑ جا اور چند روز دل افروز کے بعد یہان آنا
تیری داد ناشاد ملجائیگی اپنی خاطر فاتر جمع رکھہ اس کلام صدق نظام سے بادشاہ عالم پناہ
نے اوسکو بصد بشاشت رخصت کیا مگر جس مسند زر نگار رشک بہار اعجوبہ کار پر مسند نشین تھا
اوسکو قریب حاشیہ بادشاہ جمجاہ نے چاک کردیا اور برائے شکار فرحت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہوگیا
اور ادھر فراش خوش معاش نے چاہا کہ مسند زر نگار رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکھتا ہے
کہ وہ مسند زرین رشک چین حاشیہ کے قرین قدرے چاک ہے دیکھتے ہی اس واردات عجائبات کو
فراش بشاش کی آنکھون مین بجو اسی کے پردے پڑگئے اور یون دل مین کہنے لگا کہ اگر اس مسند کی
چاک سہمناک کا بادشاہ عالم پناہ پر پردہ فاش ہوگا تو مجھکو مارے پیخون کے فرش کردے گا اس
احوال پُر اختلال سے اوس فراش پُر تلاش نے جو اپنے دوستدار جوڑیدار کو مطلع کیا تو وہ بیباک
صاحب ادراک کہنے لگا اے برادر بجان برابر یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر افشا نہین ہے تو خاطر فاتر
جمع رکھہ اس شہر مینوچہر مین ایک رفوگر کامل و عاقل ایسا ہے کہ تیر اشگاف خوب اوسکے دست شفقت
سے رفو ہو جائے گا یہ کلام وہ نیک انجام اسکی زبان سے سنکر وہ مسند زرین رفوگر کے قرین لے گیا
اور یون گویا ہوا کہ اے نادرہ کار سلیقہ شعار التجا تیری خدمت فیضدرجت مین رکھتا ہون اوسکو
باجابت قبول کر اور اسکا جو اجورہ پورا ہوگا اوسکو المضاعف تیری خدمت فیضدرجت مین حاضر کرونگا الغرض
اوس صاحب ادراک بیباک نے اس چاک مسند کو جیسا چاہیے ویساہی رفو کردیا کہ اوس فراش خوش
معاش کی عقل رفوچکر ہوگئی قصہ مختصر وہ فراش خوش قماش مسند زرنگار رشک بہار کو اوسی روش سے
آراستہ کرکے خاموش ہو رہا لیکن اکبر بادشاہ عالم پناہ نے جو مسند پارہ کو دوپارہ درست اور چسپت پایا اوس فراش
عیاش کو بلواکے ارشاد کیا کہ راست راست کہہ اس مسند زرین رشک چین کو کس رفوگر نادرہ کار
سلیقہ شعار نے درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا فراش بیچوا اسسنکر ترسان
و لرزان ہوا بادشاہ عالم پناہ نے بہ تشفی تمام یہ کلام کیا کہ اے بیہراس بیچوا اس نہو یہ جائے

خوف و خطر نہین ہے براے مصلحت نیک اُس مسند زر نگار اعجوبہ کار کو مین نے پارہ کیا تھا
یہ کلام نیک انجام فراش یجواس سے جو گوش زد ہوا تو حواس خمسہ بجا کرکے اُس رفوگر بے نشان کا نشان دیا عرض
بادشاہ ظل اللہ نے اوس رفوگر نادرہ کار کو طلب فرما کے وہ کیسہ دکھلایا اور یون حرفزن ہوا کہ یہ کیسہ سربمہر اے
روسیاہ تیرے ہاتھ کا درست کیا ہے سچ کہدے وگرنہ تیرا گوشت مع پوست پارہ پارہ کرونگا آخرکار بخوف شاہ نامدار
اوس رفوگر پُر خطر نے کہا واقعی اس کیسہ مین رفو بعد آزردہ غلام ناکام نے قاضی شہر کو کردیا تھا اس بات مین مو برابر
تجاوز و تفاوت نہین ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے قاضی شہر کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ ای قاضی
پاجی تجھکو صاحب دیانت اور مرد بیخیانت سمجھکر مین نے قضیہ ہای شہر کی قضات دی تھی اور تجھ سے یہ فعل سرزد ہوا
بقول شخصے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + مگر اب اسی مین خیریت ہے کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالے کردے
یہ کلام شاہ عالیمقام کا قاضی گوش زد کرکے کہنے لگا کہ ای بادشاہ عالم پناہ مین نے اس عزیز باتمیز سے جیسا کیسہ سربمہر لیکر
رکھا تھا ویسا ہی سربمہر اوسکے سپرد کیا اس سخن پُر از فن پر بادشاہ متبسم ہوکر یون حرفزن ہوا کہ اے قاضی پاجی طینت
بے حیثیت جس رفوگر نے اس کیسہ پر رفو کیا ہے وہ خود موجود ہے اس گفتگو کو روبرو سے قاضی بکمال نادم و شرمندہ ہوا
الغرض بادشاہ عالیجاہ نے اوس عزیز باتمیز کا جواہر گرانبار قاضی نابکار سے دلوا دیا اور رینڈت خانے کا قضایا سپرد کیا اور
رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کے دونون ہاتھ کٹوا کر کچھ ایسا تعین کردیا کہ تا بزیست مع خویش و اقربا خوش معاش رہے
اور عبادت جناب الٰہی سے غافل نہوا بیات جو ایسی عدالت کرے شہریار + تو راضی رہے اوس سے پروردگار
جو حاکم کرے عدل سے احتراز + نہین اوسکا مقبول روزہ نماز + یہ حاکم جو تجھ جو رہین آجکل + خدا اونکو غارت کرے بے اجل

ایک شخص نے کئی اشرفیان درخت کے نیچے چھپا کر گاڑدین وہان سے کوئی کھود کر لیگیا مالک اشرفی اکبر بادشاہ سے دادخواہ ہوا بادشاہ نے حکمت عملی سے پیدا فرما کر مالک کو دلوا دین

زرگران فصیح زبان اور سیمبران ملیح بیان یہ حکایت پرفصاحت قرطاس طلائی پر بنوک قلم ضرب المثل اس سعوپ سے
رقم کرتے ہین کہ ایک عزیز خسیس کھوٹی قسمت نے کچھ اشرفیان اکبر شاہی صحرای بے پایان مین زیر درخت پنہان اور
پوشیدہ رکھی تھین مگر اوس جا کو وہ بدطینت نے حیثیت گاہے گاہے دیکھ آیا کرتا تھا قضاے کار بدست چرخ کجرفتار
ایک روز کوئی دست چالاک اون اشرفیون کو اس جگہ سے وہان سے اوڑا لیگیا کہ اصلا کسی پر افشا نہوا
اور یہ نامعقول اپنے معمول سے جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ۱۵ اشرفیان پنہان سبکی سب
غائب ہین غرض یہ خسیس کثیف نہایت جلا بھنا مگر بقول شخصے دوہرا آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے
کیو نہ ہیت + اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت + الحاصل یہ بیدل و تاب ہتیا

اکبر بادشاہ عالم پناہ کی ڈیوڑھی پر دادخواہ ہوا اکبر بادشاہ ظل اللہ نے اوسکو طلب فرماکر پوچھا کہ اے عزیز باتمیز
تیری اس بات کا کوئی گواہ خاطر خواہ بھی ہے یا نہین اوس نامعقول دل ملول نے کہا کہ اے شہنشاہ عالم
زمان واے دادرس مظلومان حقیقت تو یون ہے کہ ذات جناب باری کے سوا کوئی اس امر سے ماہر نہین ہے
اگر مین نے فلانے صحراے لق و دق مین ایک درخت کے نیچے وہ اشرفیان دفن کی تھین اور گاہے گاہے اونکو
بچشم خود دیکھ آتا تھا لیکن نہین معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ ایسے مکان بے نشان سے کون
دست چالاک وہ اشرفیان پنہان غائب کر گیا یہ کلام اوس نیک انجام کا بادشاہ سنکر کہنے لگا
کہ اے عزیز بے تمیز کوئی بھی ایسی حرکت ناشایستہ کرتا ہے جو تجھ سے وقوع مین آئی خیر کیا مضائقہ
انشاء اللہ تعالے بعد چند روز کے تیری اشرفیان پنہان ظاہر ہو جائینگی اس گفتگو نیکو سے بادشاہ عالیجاہ نے
اوسکو بعد بشاشت رخصت کیا اور حکماے حاذق اور اطباے صادق کو طلب فرماکے یون ارشاد کیا
کہ وہ جو فلانے صحراے بے نشان کے درمیان ایک درخت اعجوبہ رشک طوبی سرسبز ہے اوسکا خواص خاص
دریافت کرو کہ اوسکا برگ و بر مع بیخ و شاخ کس کس مرض کو سودمند ہے آخرکار اطباے شاہی از روی قانون
حکمت اوس درخت کا خواص دریافت کرکے حضور پرنور مین حاضر ہوے اور وہ نسخہ معجون تدبیر بے نظیر کا
نظر مبارک مین گزرانکر یون گویا ہوے کہ اے فلاطون طبیعت واے ارسطو خصلت اوس درخت کے پتون کا
یہ خواص ہے کہ اگر اوسکا سفوف صاحب یرقان ہمراہ آب تازہ نوشجان کرے تو فورًا اچھا ہو جائے اور اوسکے ثمر
پر اثر کے کھانے سے مدقوق و مسلول صحت پاتے ہین اور اوسکی شاخ کے ضماد سے مریض طحال
فی الحال نونہال ہوتے ہین اور اوسکی بیخ کے بجوز سے مستسقی کیا لحمی کیا زقی کیا طبلی ایک وزن مین غسل صحت
کرتے ہین الحاصل بعد دریافت خواص درخت اعجوبہ رشک طوبی اکبر بادشاہ عالم پناہ نے سب اطباء شہر کو
بلواکر فرمایا کہ اس مہینے مین قرینے سے دریافت کرو کہ تمہارے مطب مین کتنے مریض مستسقی کی رجوع ہوئی تھی
آخرکار بتامل بسیار ہر ایک نے اپنے اپنے مریض کو بادشاہ عالم پناہ کے حضور مین حاضر کیا اوس رشک بقراط
اور غیرت سقراط نے سب مریضون کو طبیبون کے روبرو دو بدو کرکے پوچھا کہ تم سب آزار مندون نے
کس کس دوا سے شفا پائی ہے سچ کہنا نہین تو مورد عتاب شاہی ہوگے غرض ہر ایک نے اپنی اپنی
صحت کا احوال فی الحال بیان کیا مگر جس مریض نے اوس درخت کی جڑ سے شفا پائی تھی
اوس سے بادشاہ جمجاہ نے حکمت عملی سے پوچھا کہ وہ درخت کی جڑ تو نے کس دواساز ناساز سے
منگوائی تھی قدرے مجھے بھی مطلوب ہے یہ کلام نیک انجام بادشاہ عالیمقام کا سنکر
اوس مریض نے اوسکو حاضر کیا شاہ عادل زمان اور باذل جہان نے اوس دواساز سے

پوچھا کہ فلانے درخت کی بیخ اے شیخ توہی لایا ہے اوس نافہم ناقص عقل نے کہا قربانت شوم بلے شعر
اس جڑی کی جڑ سے واقف ہون مگر + اوس نہال زر سے مین ہون بیخبر + یہ گفتگو سے زرگری ٹکسال باہر بادشاہ
گوش زد کر کے یون گرم سخن ہوا کہ اے جہان کے نیارئیے اگر اوس درخت کی بیخ و بنیاد سے تو واقف ہے تو اوس
بیگناہ کی اشرفیان حوالے کر دے نہین تو ضرب پاپوش سے سر کی چاندی گداز ہو جائیگی اور سکہ دزدی سے
ٹھونکا جائے گا الغرض خوب زد و کوب سے اوس مفت بر نے وہ اشرفیان نہان لاکر حاضر کین لیکن ابیات
سبھی شاہون کو اے مہجور اس دار الخلافت مین + یہی جائز ہے ایوانِ طریقت اور شریعت مین +
کہ منصف ہو تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو + جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو عامل ہو تو ایسا ہو

حکایت ایک شخص اپنا مال خوشبو ساز کے پاس رکھکر سفر کو گیا چند روز کے بعد سفر سے آکر اپنا مال اوس سے طلب کیا وہ منکر ہوا ندیا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نے فراست سے دلوا دیا

راویان معطر مشام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پر نکہت صفحۂ صندلی پر کلک عود خام اور سیاہی مشک فام
سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک شخص نیک خصلت فرشتہ طینت نے ایک خوشبو ساز دغاباز کو صاحب دیانت
پہچانت جانکر اپنا مال بیزوال سپرد کیا اور برائے سیر کسی شہر کو راہی ہوا بعد انقضائے چند ایام اوس
نیک انجام نے سفر سے آکر جو اپنا مال بیزوال طلب کیا تو وہ دغاباز ناساز مال مردم خور منھ زور کہنے لگا کہ ای
عزیز بے تمیز کچھ وحشی خبطی ہو گیا ہے جا فصد لے ان باتون مین خون کی بو آتی ہے مجھ سے کلام پر اتہام
نکر کوئی تیری سند کا گواہ اور شاہد بھی ہے جو ناحق بہتان بے نشان تو کرتا ہے یہ ماجرا
حیرت افزا اوسکے قرب و جوار اور یار غمخوار سنکر کہنے لگے کہ اے عزیز بے تمیز تیرا اتہام اس
نیک انجام پر کفایت نکرے گا کیونکہ یہ شخص شوی دیانت متانت مین مشہور ہے + یہ خود
مال دنیا سے معمور ہے + جو چاہے کرے روشنی اسکی ماند + چھپا ہے کہین خاک ڈالے سے
چاند + جو تو اس سے ناحق کو لڑ جائے گا + تو اپنے کیے کی سزا پائے گا + یہ گفتگو عربدہ جو اوسکے
ہمسائے کی سنکر وہ عزیز با تمیز خاموش ہو گیا دو روز کے بعد حاکم شہر کی ڈیوڑھی پر جاکر
مستغاثی ہوا اوس حاکم عادل زمان نے پوچھا کہ اے عزیز با تمیز کچھ اسکی سند اسناد
اور نوشت و خواند بھی رکھتا ہے یا نہین وہ خود گم کردہ جوابدہ ہوا کہ ای حاکم جہان وای عادل زمان
سوای ذات خدا اولی اس امر کا گواہ حسب دلخواہ نہین ہے مگر اس قول پر شاکر ہون بقول نظامی رحمۃ اللہ علیہ
شعر بہ بیم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + اسکا یہ کلام صدق نظام استماع کرکے

حاکم وقت نے کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز تو بیدل تین روز کامل اوسکی دکان پر جا بیٹھ مگر منہ سے کچھ نہ بولنا
بعد روز سوم اے پُر غم میری سواری بصد تیاری اودھر کو وارد ہوگی مین تجھکو سلام مسنون الاسلام
کرونگا تو علیکم السلام کہکر چپ ہو رہنا پھر مین جو کچھ کہونگا تو جوابدہ ہونا مگر ذرا اپنے سر کو بخیال ہلا دینا
کچھ اسمین سراسر با اثر ہے اور میری رخصت ہونیکے بعد تو اوس سے سوال کرنا پھر وہ جو جواب دے تو مجھ سے
اظہار کیجیو یہ تدبیر پُر تاثیر وہ عادل زمان اور حاکم جہان اوسکو سمجھا کے کاروبار ملکی اور مالی مین سرگرم
ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز بصورت وحشیانہ گم کردہ آشیانہ اوسکی دکان پُر بہتان مین آبیٹھا لیکن کچھ
سوال مال درمیان نہ لایا تین شبانہ روز کامل کے بعد ایکباری حاکم شہر پُر قہر کی سواری نمود ہوئی المدعا
جسوقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان اس بے نصیب کے قریب آیا ایکبار اسپ باد رفتار کو استادہ
فرماکر رسم سلام مسنون الاسلام بجا لایا اوس عزیز صاحب تمیز نے علیکم السلام کہکر حسب فرمودہ حاکم زمان
مہر خاموشی سے اپنے لب کو آشنا نہ کیا اور وہ حاکم جہان اور عادل زمان یون حرف زن ہوا کہ اے
بیریائے زمان و اے نا آشنائے جہان تو میرے پاس بلا وسواس گاہے گاہے بھی نہین آتا اور نہ کچھ اپنا
حال پُر ملال مجھپر افشا کرتا ہے اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پُر فن حاکم سے سنکر وہ عزیز جوابدہ نہوا
مگر سر کو ذرا جنبش دیکر چپ ہو رہا غرض وہ حاکم زمان تو برائے سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کیطرف
کو تشریف فرما ہوگیا اور اس عزیز باتمیز نے ایک دو گھڑی کے بعد پھر اوس خوشبو ساز دغا باز سے یہ کہا
کہ کیون بھائی ہمارا مال نہ دوگے تمہاری یہی مرضی ہے تو خیر اچھا مگر اسکا نتیجہ بُرا ہے مثل مشہور ہے مصرع جو ستائیگا
کسیکو وہ ستایا جائیگا + یہ گفتگو وہ بدخو سنکر دل مین کہنے لگا کہ یہ حاکم عالیمقدار کا یار غار ہے اگر اوس سے
اپنا ذکر کرے گا تو ناحق حرمت مین بٹا آجائیگا اور زر کا زر دینا پڑیگا تو وہ مثل اصل ہوگی مثل کہ ملاحی کی ملاحی
دی اور بالنس کے بانس کھائے۔ اس سے بہتر یون ہے کہ بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ، یہ تدبیر وہ پُر تزویر سوچ کر کہنے لگا کہ ای عزیز باتمیز تو نے جسوقت مجکو اپنا مال
سپرد کیا تھا کوئی شخص اور بھی اوسوقت میرے قریب تھا یا میرے ہی تیرے یہ معاملہ درپیش ہوا تھا مجکو
ٹھیک ٹھیک پتا دے شاید فراموش ہوگیا ہو کیونکہ مثل اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ
غرض اوس عزیز نے جب تمام و کمال پتا دیا تو وہ دغاباز تماشا ساز یون گویا ہوا کہ ہان راست راست کہتا ہے
مجھکو بھی یاد آیا تیرا مال بیزوال حاضر ہے لیجا ابیات غرض اوسنے جلدی سے لاکر تمام + دیا مال اوس شخص کو
دام دام ہمیشہ ایسے عادل جو ای مہربان + تو معلوم ہو بود و باش جہان + جو حاکم عدالت سے غفلت کرے
تو سارا جہان اوسپہ لعنت کرے + جو عادل ہین اونکو تو مجھو سبب + وہ آفتین بدل دیتے ہین روز و شب +

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہوگیا اور علی مردان خان وزیر ہندوستان سے دادخواہ ہوا نواب موصوف نے حکمت عملی سے امانت قاضی سے دلوا کر راضی کیا

قاضیان شرع متین اور مفتیان پیشوای دین صفحۂ انصاف پر کلک جگر شگاف سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ہندوستان جنت نشان مین ایک ساہوکار مالدار اسقدر زر وافر رکھتا تھا کہ شاید سپہر بھی صندوقچۂ کہکشان مین اتنے انجم نرکھتا ہوگا ایک روز باہ جگر سوز اوسکی عورت نیک خصلت نے مشورۂ عاقبت اندیشی سے کہا کہ ای کان دولت وای معدن حشمت اس دولت ناپایدار مستعار کا کچھ بھروسا نرکھ بقول میر حسن **شعر** یہ دولت کسی پاس رہتی نہین ۔ سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین ۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ کچھ اشرفیان خفیہ کسی صاحب دیانت اور مرد بے خیانت کو سپرد کر دے کسواسطے کہ زمانہ کی پستی اور بلندی ہر بشر کی درپیش ہے اگر خدانخواستہ اس روزگار ناپایدار کا دیوالہ نکل جائیگا تو پھر اوقات بسری میری اور تیری کہان سے ہوگی اسواسطے کہتی ہون کہ اگر کچھ کہین رکھا ہوگا تو وہان سے زر نقد تھوڑا تھوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بھلا قوت لایموت سے تو سیر ہا کیجو کیونکہ بقول میر حسن **شعر** سدا عیش دوران دکھاتا نہین ۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ۔ یہ مشورۂ نیک وہ ساہوکار عالی وقار پسند خاطر کرکے ایک لاکھ روپے کی اشرفیان اکبر شاہی رات کو قاضی شہر کے قریب لیگیا اور یون گویا ہوا کہ ای قاضی شرع متین وای رہبر دین تجھکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت جانکر یہ مبلغ خطیر تیری خدمت فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنے صندوق دیانت مین رکھ چھوڑ جسوقت مجھکو برائے کار درکار ہوگا بجا لاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا **شعر** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ۔ غرض وہ ساہوکار عالیمقدار وہ اشرفیان پنہان قاضی کو سپرد کر کے گھر مین آبیٹھا بعد انقضاے چند سال اوس نیک اعمال کا وہ سب مال دست گردش گردون دون اور پیش پاے افلاس بے قیاس سے پامال ہوگیا حتی کہ نان شبینہ تک وہ دل افروز محتاج رہنے لگا آخرکار زوجۂ ساہوکار با دل زار یون کہنے لگی کہ ای گرفتار الم وای پامال جور و ستم وہ اشرفیان پنہان جو قاضی کو سپرد کی تھین وہ کس دن کے واسطے رکھی ہین جاکر تھوڑی سی لے آ اور کاروبار ضروری مین صرف کر یہ گفتگو اپنی جورو نیکخو کی سنکر ساہوکار قاضی شہر کے پاس گیا اور نقد سخن کو درج دہن سے نکالکر محک امتحان قاضی پر کسکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد حقانی اوس امانت معلومہ سے ایک سو اشرفی میرے دست تہی مین دے تاکہ کچھ اجراے کار دنیوی سے فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بدانجام استماع کرکے کہنے لگا کہ اے ساہوکار تجھکو خیر تو ہے کیسی اشرفیان اور کیا بکتا ہے یہ باتین کھوٹی مار کھانیکی نشانی ہین

یہ سخن دل شکن قاضی پاجی سے سنکر وہ ساہوکار دلفگار با دیدۂ گریان اور بسینہ بریان گھر مین آ بیٹھا ایکروز کے بعد اس احوال پر اختلال کی عرضی نواب علی مردانخان کو گذرانی نواب موصوف نے اوسکا احوال کما حقہ دریافت کر کے یون اوس ساہوکار کے گوش مین گوش زد کیا کہ اس بات کو ہرگز کسی کے گوش گذار نکرنا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد + انشاء اللہ تعالی چند روز کے بعد تیری اشرفیان یکمشت تیرے ہاتھ آئینگی اس کلام فرحت انجام سے ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا اور نواب موصوف نے دو چار روز کے بعد قاضی کو بصد اشتیاق براہ ملاقات اپنے گھر مین بلایا چند کلام فرحت انجام کے بعد نواب موصوف نے خلوت کر کے قاضی سے کہا کہ اے زینت مسند دین دار اے حاکم شرع متین تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب شاہی مین گرفتار رہتے ہین خدا نخواستہ ہمسے کوئی تقصیر صغیر و کبیر سرزد ہو جائے اور بادشاہ جمجاہ اوسکے مواخذہ مین ہمارا گھر بار ضبط کرلے تو پھر ہماری زیست خدا جانے کیونکر بسر ہو اور ہمارے بعد نہین معلوم بال بچون کا کیا حال ہو جائے اسواسطے یہ مصلحت دلپذیر خیال مین گذری ہے کہ میری نو لاکھ روپے کی اشرفیان اپنے پاس رکھو اور سوا اس کے چھوٹا اور اپنی مہر خاص سے یہ نوشتہ کردو کہ یہ مال سزاوال علی مردانخان کے عیال و اطفال کا ہے جسوقت وہ چاہین لیجاتین کسواسطے شعر اس گلشن جہان کا کچھ بھروسا نہین اک و تیری یہ لیل و نہار یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا کیا مضائقہ میرا مکان دلستان حاضر ہے جس طرح آپ فرمائیے بجا لاؤن تو نواب موصوف نے فرمایا کہ بالفعل توتہ خانہ بنوانیکی تدبیر کیجیے اوسکے بعد وہ زر خطیر بتدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی بیوقوف نواب موصوف کے فقرے مین آکر درمیان مکان تہخانے بے نشان کی تیاری کرنے لگا الحاصل بعد تیاری مکان مذکور قاضی بے شعور نے نواب موصوف کو یہ رقعہ لکھا کہ بموجب ارشاد عالی مکان امانت اور ایوان دولت تیار ہے اب بیخوف و خطر اوس مصلحت معلومہ کو عمل مین لائیے نواب موصوف نے اوسکے جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ایک دو روز مین بہ ساعت سعید زنانی سواریون کے حیلے سے وہ اشرفیان خدمت شریف مین پنہان حاضر ہوتی ہین لیکن اسے بندہ نواز یہ راز کسی پر افشا نہو ادھر تو نواب موصوف نے یہ رقعہ فریب آمادہ اوس بے حقیقت کو لکھکر بھیجا اودھر ساہوکار دادخواہ کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ تو فردا اپنا مال اوس بداعمال سے طلب کرنا اور یہ کہنا کہ اگر تو مال مسروقہ الحال ندیگا تو مین تیری نالش کی عرضی علی مردانخان کی وساطت سے بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا اوس کلام نیک انجام سے وہ بدگمان ولد الزنا تیری اشرفیان مقرر دیگا اسمین مطلق فرق نہین غرض وہ ساہوکار دلفگار حسب ارشاد نواب علی مردان خان اشرفیان لینے کو اوس قاضی پاجی کے قریب جاکر وہی کلام عبرت التیام درمیان لایا قاضی اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا اگر اسکے لاکھ روپے کی اشرفیان مین آج کل کے درمیان ندونگا تو نو لاکھ روپے کی اشرفیان علی مردان خان کی یکمشت میرے ہاتھ سے مفت جائینگی

تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بے زوال لیجائین اب اپنے شریک مال بد خصال کو ہمراہ لے آ اور اپنا مال تمام و کمال لیجا لیکن تجکو تنہا ایک خرمہرہ اوس بڑھیا سے ملیگا یہ سخن دلشکن قاضی کی بات سحر البیان سے سنکر وہ عزیز بے تمیز لاجواب ہوا **مثنوی** سچ ہے جسکا سخن دروغ ہوا + اوسکو محفل مین کب فروغ ہوا + فی المثل بات ہے یہ لاثانی + دودھ کا دودھ پانی کا پانی + لیک جیجو الیسے قاضی پہ + آفرین کہیے روز شام و سحر + جس نے دانائی اور فراست سے + پیرزن کو بچایا تہمت سے

حکایت ایک شخص ہزار روپے صراف کو سپرد کر گیا جب سفر سے پھرا اور اپنے روپے طلب کیے صراف منکر ہوا قاضی نے فراست اور دانائی سے اوسکے روپے دلوا کر رخصت کیا

صرافان بازار دلکش معانی اور نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زر ریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون کستی ہین کہ ایک شخص نے ہزار روپے سکہ حالی رائج الوقت ایک صراف حراف کو بادیانت اور بے خیانت سمجھکر سپرد کیے اور آپ براے کار ضروری بمجبوری کسی اور شہر مینو چہر کو سفر کو گیا بعد مدت مدید اور عرصہ بعید وہ عزیز باتمیز سفر سے آکر اوس صراف حراف سے اپنے زر کا طالب ہوا تو وہ دغا باز بدچلن یہ سخن زبان پر لایا کہ ای رکابی مذہب ایسی کھوٹی باتون سے تو میری دیانت مین بٹا لگانا چاہتا ہے چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا ٹھوکون گا کہ تیری جان تن سے نکل جائیگی اور ضرب پاپوش سے تیرے سر کی چاندی گداز کر دون گا تجھسے نیارئے اور بہروپیے کرارے مین نے ایک سکہ صرافی مین نہبت پرکھ ڈالے ہین پس تیری جھوٹی آنت سانٹ کچھ سود نکریگی یہ گفتگو اوس عربدہ جو کی سنکر وہ عزیز باتمیز نہایت جل بھنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کے آگے گیا اور یون داد خواہ ہوا کہ ای قاضی شرع متین وا ےحاکم اوامر دین تیری عدالت کی ٹکسال مین میری محنت اور ریاضت کی در شنی ہنڈی نہین سکرتی **شعر** جو انصاف اسکا نہ ہم پائینگے + تو جھوٹون سے سچے نہ بر آئینگے + الحاصل بعد دریافت احوال کثیر الاختلال قاضی نے اوس داد خواہ سے کہا کہ اے عزیز باتمیز اس احوال صدق مقال کو اب کسی سے ہرگز نہ کہنا دو چار روز کے بعد تیرے روپے اسکی بے دیانتی کی تھیلی سے نکل آئینگے غرض قاضی نے اوسکو تسلی اور تشفی سے رخصت کیا اور اوس صراف حراف کو قاضی نے خلوت مین بلوا کر کہا کہ اے افسر دیانت داران وا ے تاج سر ساہوکاران تیری شرافت اور نجابت ہر دم راست گو اور رئیسان نیکخو سے کما حقہ ہمیشہ ثابت ہوئی اسواسطے تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل ادنے خدمت قضا سے سرفراز و ممتاز ہوا چاہتا ہون کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہے

آخرکار بغیر از افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ دل مین سوچکر قاضی نے ساہوکار دلفگار کو سب اشرفیان حوالے کین اور کہا برائے خدا یہ راز مخفی کسی پر افشا نہو کیونکہ میرے پاس قضایت کی خدمت بہت نازک ہے اوسکے بعد وہ قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیون کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل ہوئی مثل دو بدہاین دو دو سے گئے مایا ملی نہ رام + بقول شخصے کہ ہاتھ کی ٹرخو کھوئی ابیات غرض سچ ہے مجبور حقدار کا + خدا حق دلاتا ہے یون بارہا + کسی کا کوئی گرگر حق تلف + مقرر وہ دنیا مین ہے ناخلف

حکایت دو شخصون نے اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلے گئے بعد چند روز کے اونمین سے ایک نے آکر اپنے شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال پیرزن سے طلب کیا چند روز کے بعد دوسرے شریک نے آکر اوس پیرزن سے مال طلب کیا قاضی نے اوس شخص کو معقول کیا

راویان فطرت اساس اور حاکیان حکمت شناس یہ حکایت پرندرت بنوک قلم یون رقم کرتے ہین کہ دو شخص کچھ زر نقد ایک پیرزال نیک خصال کو سپرد کرکے یہ کہنے لگے کہ جس وقت اے نیکبخت ہم دونون بہم تیرے پاس بلاوسواس آوین تو اپنا مال بے زوال لیجاوین شعر باین عہد و پیمان وہ دونون جوان + ہوئے پاس سے پیرزن کے روان + بعد انقضاے چند روز ایک عزیز ناچیز اون مین سے پیرزن کم سخن کے پاس آکر یون گویا ہوا کہ اے پیرزن لاغر تن ستم ہے وعدہ لاشریک کی کہ میرا شریک مال فی الحال نقد جان لیکر برائے خرید جنس عذاب ملک عدم کو روانہ ہوگیا وہ مال بے زوال دست بدست مجھکو عنایت کر چار ناچار اوس پیرزال نیک خصال نے وہ مال تمام وکمال اوسکے حوالے کیا کئی روز کے بعد وہ دوسرا شخص پیرزن کم سخن کے قریب آکر کہنے لگا کہ اے پیرزن خجستہ پیکر وہ ہماری امانت ہمکو دے تاکہ اپنے کاروبار دنیوی مین مصروف و مالوف ہون یہ سخن حیرت انگن اوس عزیز بے تمیز کا سنکر پیرزال پرملال کہنے لگی کہ اے بیٹا تیرا دوسرا بھائی تیری وفات پرآفات ظاہر کرکے وہ اسباب لے گیا شعر یہ بھی قسمت کی کھوٹ تھی میری یون جو مقروض اب ہوئی تیری + غرض وہ عزیز بے تمیز اوس پیرزن کم سخن کا ہرگز شنوا نہوا بہ سیاست بکمال قاضی فرخندہ فال کے قریب لے گیا در انصاف طلب ہوا قاضی نے وہ احوال پر اختلال گوشش زد کرکے دل مین کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیرزن کم سخن بے تقصیر و بے قصور ہے یہ خیال خیر سگال دل مین کرکے اوس ملعون ذو فنون سے قاضی گویا ہوا کہ اے عزیز بے تمیز تو اول شرط کیا کر گیا تھا کہ جس وقت ہم دونون شریک

سو مین نے تجھکو نہایت صاحب دیانت اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صاحب تجویز کیا ہے یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام نافرجام خر بیدم سنکر مارے خوشی کے اپنے پیرہن مین گدھے کی صورت پھولا نہ سمایا مگر وہ احمق مطلق یہ نہ سمجھا بقول شخصے ع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت۔ ایکبار بے اختیار ہنسکر کہنے لگا بہت خوب دیکھیے مین بھی کیا سرانجام کار سرکار باہتمام تمام کرتا ہون قاضی نے متبسم ہوکے کہا درین چہ شک آلغرض قاضی نے اس سادہ لوح کو باغ سبز دکھاکر رخصت کیا اور اوس داد خواہ کو بلواکر کہا اوس صراف حراف کے پاس جاؤ سو اس جاکر کہہ اے بدکردار ناہنجار اگر میری روپے نہین دیتا ہے توچل میرا اور تیرا انصاف صاف صاف قاضی کے روبرو دو بدو بالمشافہہ ہو جائیگا اس گفتگو عربدہ جو سے وہ دغاباز ناساز تیری روپے بلاتکرار حاضر کردیگا آخر وہ دلفگار جاؤ اوس صراف حراف مکار کے پاس جاکر گفتگوی فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بے ایمان نطفہ شیطان دل مین کہنے لگا کہ اگر اسکی اب گفتگو دو بدو کرونگا یا قاضی کی قریب جاؤنگا تو عدالت کی نیابت مفت ہاتھ سے جائیگی اس بات سے تو یون بہتر ہے کہ اسکے روپیے اس روپ سے دیجیے کہ کوئی کانون کان نجانے یہ بندش دل مین باندھکر وہ سادہ لوح کہنے لگا کہ ای عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکھ تیرے روپے کل مجھکو بھی کہاتہ دیکھنے سے یاد آئے وہ روپے بلا قصور حاضر ہین لیجا مگر مجھسے تو یہ قول و قسم کر کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرونگا تو ایک ہزار کیا مین دو ہزار روپے دونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپے کو رو بیٹھا تھا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چپڑی اور دو دو غرض جس طرح اوس بدطینت نے اوسکو کہا وہی بجا لایا بقول شخصے مصرع زمانہ باتو نسازد تو با زمانہ بساز + سچ تو یون ہے مثل اپنی غرض کو گدھے کو سالا بناتے ہین آلحاصل وہ عزیز باتمیز اوس سے روپے لیکر قاضی کی جان و مال کو دعائین دیتا اپنے گھر کو سدھارا اور یہ لعین بے دین دوسرے روز بلیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس بطمع نیابت قضایت گیا قاضی نے بصد تشفی و تسلی کہا کہ بالفعل تو ابھی میرے کام مین کچھ تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بھیجکر تمہین بلوالونگا یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گھر مین آیا اور دل مین سخت نادم ہوکر یون کہنے لگا کہ ہاے نیابت کی طمع مین دو ہزار روپے مفت ہاتھ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی ابیات بخت و دولت بکاردانی نیست + جز بتائید آسمانی نیست + لیکن اے مہجور گر ہے عقلمند + گوش کر تو یہ فریدالدین کی پند + بر تو باید ای عزیز نامور + کز چنین مکارہ باشی پر حذر +

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوی اور اثنای راہ مین کیسہ پر زر مع دو لعل احمر پایا اوسکے باہم دو حصے کیے بڑی بھائی نے اپنا حصہ چھوٹے بھائی کو دیکر رخصت کیا

اور کہا کہ میرا حصہ گھر جا کر میری زوجہ کو دینا اور آپ سفر کو گیا چھوٹے بھائی نے زر نقد بڑے بھائی کی زوجہ کو دیا اور پارہ لعل اوڑا لیا اور بھائی سے کہا مین نے تیری زوجہ کو حوالے کیا یہ قصہ بادشاہ نے فیصل فرمایا۔

جوہر شناسان کامل فن اور گوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا صفحہ طلا پر یون رقم کرتے ہین کہ دو برادر یجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوے الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنی منزل مقصود کو پہونچے یعنی اثنائے راہ مین ایک کیسۂ پُر زر مع دو لعل خوشتر اونکے صدفِ دست مین آیا اس دولت غیر مترقب کو پاکر چھوٹے بھائی نے کہا کہ اے برادر عالی قدر حاصل سفر تو برآیا اب آگے جانے سے کیا فائدہ اپنے غریب خانے مین چلکر بفراغت تمام بصد آرام اوقات بسر کیجیے **شعر** کیونکہ ایسی رقم لگی ہے ہاتھ جس سے اپنی کٹے گی خوش اوقات + برادر کلان نے کہا اے بھائی فی الحقیقت ہے مگر مجھکو سیر جہان و کوہ و بیابان کی نہایت رغبت ہے کسواسطے بقول شخصے **مثل** ان نینون کا یہی بسیکھ یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھ + اے برادر عزیز القدر تو گھر مین چل مین بھی چند روز کے بعد آرہونگا الغرض اوس مال بے زوال کے بڑے بھائی نے برابر دو حصے کر کے کہا اے بھائی دل شیدائی یہ میرا حصہ مع لعل بے بہا میری جورو نیکخو کو سپرد کر دینا باقی تو اپنے حصہ کا مالک اور مختار ہے یہ گفتگو وہ نیکخو چھوٹے بھائی سے کر کے آپ براے سیر شہر و دیار و گلزار روانہ ہوا لیکن اس عزیز ناچیز نے بڑے بھائی کا حصہ اپنی بھاوج کو دیا مگر لعل بے بہا اپنی جیب دغا مین چھپا رکھا بعد انقضاے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے جو گھر مین آیا تو وہ پارۂ لعل بے بہا نپایا تو اپنی جورو نیک خو سے یون ہمکلام ہوا کہ اے یاقوت لب واے عالی نسب سچ کہہ وہ پارہ لعل بیش قیمت مین نے جو تجھے بھیجا تھا سو کیا کیا یہ سخن حیرت افگن وہ زن سنکر یون کہنے لگی **ابیات**
مین نہین آگاہ تیرے لعل سے + ہان مگر واقف ہون نقدی مال سے + سو وہ سب موجود میرے پاس ہے + لعل کیا ہے چیز کیا اجناس ہے + القصہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے جو پوچھا کہ ای صدف گوہر دغا وہ لعل بے بہا تو نے کیا کیا اوسنے جواب مین اوسکے کہا تیرا لعل بے بہا تیری جورو نیکخو کو مین نے حوالے کر دیا **شعر** ہے عجب طرح کی بیتری بوجھ + مجھسے کیا پوچھتا ہے اوس سے پوچھ + یہ کلام وحشت التیام وہ مضطر سنکر کہنے لگا کہ وہ تو کہتی ہے کہ مین سینہ شق مطلق نہین واقف ہون چھوٹے نے کہا دروغ کہتی ہے حاصل کلام با ین قیل و قال آپسمین جنگ و جدل ہونیلگی

بڑے بھائی کی جورو نے اس قصے کی قاضی سے داد فریاد کی قاضی نے اون دونونکو طلب کر کے پوچھا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جسوقت اس زن کو پارۂ لعل بے بہا دیا تھا اوسوقت کا کوئی گواہ حسب دلخواہ رکھتا ہے یا نہین اس عزیز ناچیز نے کہا اس امر کے شاہد عادل اور واقف کامل دو اشخاص خاص موجود ہین قاضی نے حکم دیا کہ اون گواہون کو حاضر کر غرض یہ ملعون ذوفنون دو شخصون کو کچھ زر نقد دیکر گواہ قلب اور شاہد تغلب سچے لعل کو جھوٹا کرنیکو قاضی کے آگے لیگیا وہ دونون لعین بے دین بھی قاضی سے قسمیہ کہنے لگے کہ واقعی اوسنے پارۂ لعل جیب سے نکالکر ہمارے سامنے اوسکی جورو کے ہاتھ مین دیا قاضی کم عقل نے اوس مدعی سے کہا اے عزیز باتمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی جورو سے ہلے اور اس سے دست بردار ہو یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سے سنکر وہ زن با دیدۂ گریان اور بمژگان خون چکان بادشاہ عالم پناہ سے داد خواہ ہوئی بادشاہ عالیجاہ نے کہا ای زن دلشکن اسکا انصاف قاضی شہر سے کیون نہین چاہتی ہے اوس زن کم سخن نے کہا اے بادشاہ جمجاہ قاضی شہر نے میرا انصاف صاف نکیا بادشاہ عادل زمان اور حاکم جہان نے دونون بھائی اور دونون گواہون کو طلب فرما کے قدرے قدرے موم کافوری ہر ایک کو جدا جدا دیا اور بنرمی یون فرمایا کہ اس موم سے تم ہر ایک لعل کی صورت جدا جدا بنا لاؤ غرض اون دونون بھائیون نے جیسا کہ وہ لعل تھا ویسی ہی صورت بے کدورت بنائی مگر دونون گواہ روسیاہون نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تھی صورت مختلف بنا کر بادشاہ کے پاس لیگئے شہنشاہ عادل زمان نے اوس زن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل تیار کر لا اوس زن کم سخن نے تو کبھی لعل کی صورت نہ دیکھی تھی مگر عقلیہ اوسنے کہا کہ لعل بے بہا نہایت قیمت رکھتا ہے تو اوسکی بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک چیز واہی تباہی بنا کر بادشاہ عالیجاہ کے قریب لیگئی بادشاہ عالم پناہ اس لعل بے بہا کو ملاحظہ فرما کر دل مین کہنے لگے کہ فی الحقیقۃ یہ زن بے تقصیر ہے اوسنے لعل کبھی نہین دیکھا تھا لیکن جب گواہون کے لعل تغلبی بنانے پر بادشاہ جمجاہ نے مارے طمانچون کے مُنھ لال کر ڈالے تو وہ روسیاہ بر گناہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ عالیجاہ ہمنے طمع زر نقد سے جھوٹی گواہی دی تھی

شعر

وا جب القتل ہین خنجر کے سزاوار ہین ہم + ہان میان سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم

غرض بادشاہ عالم پناہ نے فراست اور دانائی اور عقل آرائی سے اسکے چھوٹے بھائی سے وہ پارۂ لعل بے بہا دلوا دیا

مثنوی

یہ انصاف جیسا ہوا + جہان مین کسی سے کم ایسا ہوا
حکومت مین حاکم ہو اسطرح غرق + تو لعل و خزف مین کیونکر ہو فرق + جو حاکم کو اپنا ہی سوجھے پلاؤ

نوجوا اور گندم بکین ایک بھاؤ + غرض حاکمون کو بقولِ حسن + سُنا تا نہین کوئی اتنا سخن
کرو سلطنت لیک اعمال نیک + کہ تا دو جہان مین رہی حال نیک

حکایت ایک زن فاحشہ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالکر ایک زن ہمسایہ کے گھر مین گرادیا اور قاضی سے جاکر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نے میری پسر رشک قمر کو مار ڈالا ہے مین قصاص چاہتی ہون قاضی نے دانائی سے دریافت کرکے انفصال کر دیا

عاقلان دوست پرور اور ناقلان دشمن منظر ایک زن پُرفن کی یون حکایت پرشکایت بیان کرتی ہین کہ وہ نابکار ناہنجار ہمسایا یاان جایا مین ایک عورت نیک خصلت سے دشمنی دلی رکھتی تھی مگر وہ نیکخو اوس عربدہ جو کے قابو پر کبھی نہ چڑھتی تھی قضاے کار ایک وزرات کو اوس زن پُرفن نے شراب ناب پیکر آپ کو اسقدر سرشار کیا کہ اوس نشے کے عالم مین اپنے پسر جان پرور کو خنجر آبدار سے ذبح کرکے زن ہمسایہ کے گھر مین پھینکدیا اور وقت علی الصباح وہ روسیاہ قاضی کے پاس جاکر اوس عورت خجستہ پیکر پر یون دادخواہ ہوئی کہ اے قاضی شہر میرا فرزند دلبند اس کمبخت نے آہ بے گناہ قتل کیا ہے اگر یہ بھی سیاست سے قتل ہو تو میری تسکین خاطر فاتر ہو نہین تو اے قاضی مین اپنا بھی جوہر تیرے سامنے ظاہر کرونگی اور بروز محشر قاضی الحاجات کے سامنے مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہونگی یہ کلام اوس بدانجام کا سنکر اول زن ہمسایہ کو خلوت مین لیجاکے قاضی نے یون زبان کو سخن سے آشنا کیا کہ اے عورت نیکبخت راست راست کہہ نہین تو واللہ باللہ تیری تن بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل و کوّون کو کھلادونگا یہ گفتگو قاضی نیکخو کی وہ زن کم سخن گوش زد کرکے کہنے لگی کہ اے قاضی شرع متین و اے مسند نشین ختم المرسلین قسم ہے اوس خالق جن وانس کی مین نے اسکے طفل بے گناہ کو نہین مارا یہ مجھپر اتہام پُرالزام ناحق ہے بقول میر حسن ع کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے + قاضی نے کہا اے عورت نیکبخت اگر تو نے اس طفل صغیر کو نخچیر نہین کیا تو میرے سامنے سرتاپا برہنہ ہوجا کہ مجکو صاف صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت سے مبرا ہے یہ سخن دلشکن قاضی سے وہ عورت صاحب عصمت سنکر سر بگریبان خجلت کھینچکر کہنے لگی ای قاضی عیب پوش گنہگاران و ای ردای بے ستران مجکو قتل ہونا منظور مگر مین تیرے حضور تا بمقدور بے ستر سراسر نہونگی غرض قاضی نے ہرچند اوس دردمند کو سیاست سے دھمکایا اور ڈرایا لیکن وہ برہنہ نہوئی غرض

قاضی نے اوسکو رخصت کیا اور اوس زن فاسقہ فاحشہ کو خلوت مین طلب کرکے کہا کہ ای زن پُرفن تیرا سخن مجکو باور نہین آتا ہے لیکن میری روبرو تو سر سے تا پا برہنہ ہو تو البتہ تیرا کلام بدانجام مجکو صحت ہو اوس زن فاجرہ نے چاہا کہ آپکو برہنہ کرے وہین قاضی مرد ریاضی نے اس حرکات و سکنات ناشایستہ سے منع کیا اور یون کہا کہ ای زن پُرفن تو نے اپنے بیٹے کو آپ ذبح کیا ہے اس نیکبخت صاحب عصمت کو کیون متہم کرتی ہے غرض کئی کوڑے جو اوسکے سر و پا پر پڑے تو وہ اقرار کنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر کبیر مجھی سے سرزد ہوئی الغرض قاضی نے اوس قحبہ نابکار بدکردار کو دار پر کھینچا مثنوی تا نہ پھر کوئی ایسا کام کرے + نیکنامون پہ اتہام کرے + یہی قاضی کو چاہیے مجبور + منصفی مین کرے ذرا نہ قصور + اور قاضی جو بد دیانت ہو + اوسپہ ساری جہان کی لعنت ہو

حکایت ایک شخص سو دینار ایک پیر مرد کو سونپ کر سفر کو گیا اور سفر سے آکر اپنی امانت کا جو طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی نے پیش قاضی اظہار کیا اوسنے فراست سے انفصال کر دیا

پیران روشن ضمیر اور جوانان خوش تقریر یہ حکایت بے نظیر بالای قرطاس حریر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک جوان مرد مسلمان نے ایک پیر تن حقیر کو صاحب ایمان مرد مسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کیے اور آپ برای روزگار کسی اور شہر غدار کو راہی ہو گیا مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد سفر سے آکر اوس ساہوکار طبع نے جمع مارسے اپنی امانت طلب کی تو اوس مکار ناہنجار نے اقرار کا ماٹ اولٹکر یون کہا کہ ای جوان پُربہتان تو مجھ تن حقیر دلگیر بیکس لیکھے سے تہمت کا دھڑا باندھتا ہے ای دیوانے بداعمال یہ تیری آنٹ سانٹ بھی بسود نکریگی چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا مارونگا کہ تیری مشیخت بھی یہی بھریگی شعر ہون نہین واقف تیرے دینار سے + سر پھرا آتا ہے عبث تکرار سے + یہ گفتگو عربدہ جو اوس پیر بے پیر کی سنکر وہ جوان قاضی شہر کے آگے داد خواہ ہوا قاضی مرد ریاضی نے اوس پیر تن حقیر کو بلاکر جو پوچھا تو وہ مال مردم خور منہ زور منکر ہو گیا قاضی شرع شریف نے اوس جوان حیران سے کہا کہ اے عزیز باتمیز تو اس بات کا کوئی گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہے یا نہین اوس جوان باایمان نے کہا کہ اس امر کا گواہ حسب دلخواہ سوای اللہ باللہ کوئی نہین چار و ناچار قاضی نے از روے شرع شریف اوس پیر بے پیر سے کہا ای ضعیف دل نحیف تجھپر قسم واجب ہے یہ کلام قاضی عالیمقام کا سنکر جوان دل پریشان کہنے لگا ای قاضی منصف زمان و ای عادل جہان اس دروغگو کو قسم کھانے سے مطلق باک نہین ہے ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو تحت القہوہ سمجھتا ہے شعر قسم کا مجھی اسکی کیا اعتبار + کہ یکتا ہے جھوٹو مین یہ بدشعار + قاضی نے کہا ای جوان عالیشان تو نے جسوقت زر نقد

اوسکے صرّہ دست مین دیا تھا اوسوقت یہ کس مکان پُر بہتان پر بیٹھا تھا اوس جوان باایمان نے کہا اوسوقت یہ قاطع الشجر نخل بے ثمر اکیلا ایک کیلے کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا قاضی نے کہا اے جوان نادان پھر تو نے کیون اظہار کیا تھا کہ میرا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین تیرا تو گواہ کامل اور شاہد عادل موجود ہے جا اوس درخت سبز رخت کو لے آوہ تیری گواہی دیجائیگا یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ پیر مردابد سدم متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نے کہا اے قاضی مرد ریاضی درخت نیکبخت یہان کیونکر آئیگا قاضی شرع متین اور حاکم دین نے کہا کہ میری مُہر خاص اوسکے پاس لیجا اور اپنی مُہر خموشی کو لب تقریر سے دور کرکے کہنا کہ اے درخت سبز رخت تجھکو شہر کا قاضی طلب کرتا ہے یہ اوسکی مُہر خاص میرے پاس موجود ہے اس مُہر سے سُرخ رو کر اور روسیاہی ندے یہ کلام نیک انجام قاضی سے سنکر وہ جوان باایمان مع مُہر قاضی اوس درخت کی طرف روانہ ہوا اوس دل پریشان کے روانہ ہونیکے بعد ایک گھڑی کا تغافل دیکے قاضی نے اوس پیر مکار ناہنجار سے پوچھا کہ اے پیر روشن ضمیر وہ جوان ذیشان درخت کے قریب پہونچا ہوگا یا نہین کیونکہ مجھے اور بھی بہت سے قضایاے ضروری حضوری انفصال کرتے ہین یہ سخن قاضی کی زبان سے وہ بیہرہ پیر سنکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد ریاضی مثل ہنوز دہلی دور است + ابھی وہ گمراہ اثناے راہ مین ہوگا یہ کلام اوس بدانجام کا قاضی سنکر چپ ہورہا ایک دو گھڑی کے بعد وہ جوان دل پریشان قاضی کے قریب آکر یون گویا ہوا کہ اے زینت مسند دین و اے نائب شرع متین تیرے حکم پُر قہر کا وہ درخت سبز رخت مطلق شنوا نہوا قاضی نے کہا اے جوان نادان وہ درخت تیرے جانیکے بعد خود بخود آکر گواہی دیگیا یہ سخن حیرت افگن وہ بے پیر سنکر کہنے لگا اے قاضی مرد ریاضی کوئی درخت پُر ثمر تو میرے روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اور فائدہ ہے کیا یہ شعر تیرے گوش زد نہین ہوا شعر کسے را کہ گردد زبان دروغ + چراغ دلش را نباشد فروغ + اسکے جواب مین قاضی نے کہا اے پیر تن حقیر تو سچ کہتا ہے کہ درخت نیکبخت میرے قریب نہین آیا مگر اوسوقت مجکو اوس درخت نے گواہی سے نونہال کیا کہ جسوقت مین نے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ جوان درخت کے قریب پہونچا ہوگا یا نہین تو نے اوسکے جواب مین کہا تھا کہ ابھی کیا ذکر ہے پس اگر تو اوس درخت کی بیخ و بنیاد سے واقف نتھا تو یہ کلام نیک انجام تیری زبان سے کیون سرزد ہوا کہ ہنوز دہلی دور است تو یون ہی کہتا کہ مین کیا جانون وہ درخت سبز رخت کہان سرسبز ہے لیکن اس جوان باایمان نے تجھکو اوس درخت کے نیچے روپے دیے تھے تب تو تیری زبان نادان سے بیساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تا حال اوس نہال تک نہ پہونچا ہوگا اب مُکرنے سے کیا فائدہ مثل ہے مصرع سخن راست برزبان جاری

اور فی الحقیقۃ ہے کہ دریا کا ہگا مُنھ ہی پر آرہتا ہے اسپیر یہ بہ پیر تیری اسمین خیریت اور عزت اور حرمت ہے کہ اوس جوان مرد مسلمان کے سو دینار بے تکرار حاضر کر نہین تو مارے درّون کے تیرے بدن کا پوست اودھیڑ ڈالونگا غرض اوس پیر شریر نے اوس جوان باایمان کی وہ امانت بصد امانت دی مثنوی جب ایسے ہون صاحب انصاف لوگ + تو ہر ایک کو کیون نہ حراف لوگ + کرین اپنی حرفت سے رسوائے خلق + عجب طرح کا ہے یہ ایمائے خلق + جسے یاد ہو کچھ فریبون کی بات + اوسے لوگ کہتے ہین ہے نیک ذات + جسے ظاہرا کچھ بھی ایمان ہے + اوسے کہتے ہین عاقل شیطان ہے + اسی فکر مین ہائے مجبور اب + بسر اپنی کرتے ہین اوقات سب + نہ ہے تمیز بیجا صلی + کہ در فکر دنیا و دین غافلی

حکایت ایک ساہوکار نے پیری مین دوسری شادی کی اور اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور ساہوکار کے مرنیکے بعد دو بیٹے بھی پہلی بی بی سے تھے اونہون نے اوس لڑکے کو حصہ نہ دیا اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی نہین ہے اکبر بادشاہ نے انصاف سے اوسکو حصہ دلوا دیا

منشیان کامل اور تواریخ دانایان قصہ مشکل قصہ راست و باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کرتے ہین کہ اکبر بادشاہ کے عصر مین ایک ساہوکار مالدار نے حالت پیری اور ضعیفی مین اور شادی برائے خانہ آبادی کی لیکن اوسکی اگلی جورو متوفی سے دو پسر رشک قمر موجود تھے غرض اوس پیر کبیر کو جورو خوبرو جوان پُرارمان ایسی ملی گویا اوسکے گھر مین قسمت کی بدولت دوسری لچھمی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان پُرارمان عقدہ ہوا تو جس کیونکر وا ہو غرض وہ پری رخسار غیرت بہار ایک روز برای تفریح طبع بالائے بام فرحت انجام قریب شام جو گئی تو اپنے مکان عالیشان کے نیچے کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اس غم آمادہ دل دادہ کو شوہر کا خوف مطلق نہ آیا بہر صورت کوٹھے کے نیچے اوتر کر دست بستہ کھڑی ہو کر اوس جوان باایمان کے مصحف رخ کی تلاوت کرنے لگی غرض وہ جوان باایمان بعد تلاوت قرآن مجید اوسکو دیکھکر کہنے لگا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکا اس جا بیٹھنا عجب اور بے سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اوس عالی مقام کا سنکر وہ مہ رو دو بدو دل مین کہنے لگی مصرع افسوس ہے صد ہزار افسوس + بقول شخصے مصرع جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی یعنی یہ عزیز صاحب تمیز تو مجکو منھ سے بہن کہہ بیٹھا اب کیا کرون شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی + اس خیال پُرملال مین وہ آئینہ رو مانند آئینہ حیران و ششدر کھڑی تھی کہ اوس عزیز نے بصفائی دل اوس سے پوچھا کہ اے آئینہ رو نیکخو اس وقت تیرے دل مین کدورت

اور آرہی کیون آگئی یہ سخن اوس رشک چمن کا سنکر وہ غنچہ دہن کہنے لگی اے غنچۂ حدیقۂ خوبی و اے
گل باغ محبوبی اسوقت یہ بے سروسامان پُرارمان تیرے عشق مین سیماب وار بیتاب و بیقرار ہوکر آئی تھی
لیکن تو وہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ جسکو سنکر مرغ دل قفس تن مین مثل بلبل تصویر خاموش ہے یہ
گفتگو اوس گلرو کی سنکر وہ جوان باایمان یون حرف زن ہوا کہ اے بہن رشک چمن خدا کی عنایت اور
کرامت سے تیرا شوہر والا گہر موجود ہے تو مضطر اس قدر ناحق حرص رکھتی ہے برای خدا اس حرکات ناشایستہ
سے باز آ یہ کلام اوس عالی مقام کا سنکر وہ زن ساہوکار دل افگار کہنے لگی اے جوان نادان اگر اس باغبان کی
نسیم مواصلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو مین اس روش بے کل ہے تیرے گلے کا کیون ہار ہوتی
یہ احوال پُرملال زن ساہوکار کا سنکر وہ جوان باایمان یون گویا ہوا کہ اے بہن رشک چمن اگر
حرکات شہوات نفسانی مین تو گرفتار ہے تو ایک کام نیک انجام کر کہ اپنے شوہر شکستہ کمر کو ہر روزہ
مچھلی کے سر کو روغن گاؤ مین پکا کے روٹی کے ہمراہ خاطر خواہ کھلوا انشاء اللہ تعالی تجکو گرداب
الم سے نجات ہو جائیگی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سے لبریز ہو جائیگا شعر غرض تیرا مطلب بفضل خدا
برآئیگا دنیا مین اے مہ لقا + الحاصل اوس بیدل کو جوان باایمان نے اس تسلی اور تشفی سے
بصد بشاشت رخصت کیا اور وہ زن ساہوکار دلفگار گھر مین آکر وہ عمل درپیش لائی بعد چند ایام
عنایت الہی سے اوسکا تیر مقصد ہدف مدعا پر لب معشوق ہوا اور یاس و نا امیدی گوشۂ دل سے پران ہو گئی
الحمد عاچند روز غم اندوز کے بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصہ مین اوس ساہوکار عالیمقدار
کی مایۂ زیست لوٹ کر دست قضا نے دیوالہ نکال دیا اور بعد چند ماہ اوس رشک ماہ کے درج بطن سے
ایک لعل بے بہا پیدا ہوا رفتہ رفتہ وہ مہر لقا جب پانچ چھہ برس کا ہوا تو اوسکے سوتیلے بھائیون
نے اوسکی مادر خستہ جگر کو ورثۂ پدری سے خارج کیا ہرچند اوسنے قاضی اور مفتی سے اپنا حال پُرملال اظہار
و آشکار کیا لیکن کوئی شنوا نہوا اسواسطے کہ اوسکے داعیہ دارون نے حاکمون سے کہا کہ اسکا خاوند
نہایت پیر حقیر تھا اسکو رجولیت اس قدر نہتی کہ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوتا خدا جانے یہ طفل بے نسل کسکی
صلب سے ہے ہم اسکو حصہ پدری نہ دینگے غرض زن ساہوکار گرفتار بلاے روزگار نہایت حیران
و پریشان ہوئی آخرکار چار ناچار وہ دل افگار اکبر بادشاہ جمجاہ کے روبرو دوبدو یون حرف زن ہوئی
کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ تیری عدالت کی ٹکسال مین میری مایۂ ریاست کی روکڑ ناحق ماری جاتی ہے
یعنے اس شخص کے خاوند کا مال بنزوال میرا فرزند دلبند نہین پاتا اوسکے بھائی سوتیلے سبکا سب
اپنے قبضے مین کر بیٹھے ہین القصہ بادشاہ عالم پناہ نے اوسکے داعیہ دارون کو طلب فرماکے

جو احوال دریافت کیا تو وہ مال مردم خور منہ زور یون گویا ہوے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ ہمارا بھائی الحذائی ہے اسکو ہم ورثہ پدری کسطرح دین کیونکہ ہمارے باپ نے اسکی مان سے حالت پیری مین شادی کی تھی چنانچہ معروف و مشہور ہے کہ اوسکو رجولیت کی طاقت نتھی خدا جانے یہ لڑکا کسکا زائیدہ ہے یہ سخن پرفن اونکے سنکر اکبر بادشاہ نے اوس عورت نیکخصلت کو الگ طلب فرماکر پوچھا سچ کہہ تیرا یہ لڑکا کسکے نطفے سے ہے نہین تو تیرا پیٹ چاک کرکے گردے نکلوا ڈالونگا غرض اوس زن کم سخن نے اوس جوان باایمان کا تعشق اور مچھلی کے سرون کا قصہ اکبر بادشاہ جمجاہ سے مشروحًا اظہار کیا بعد دریافت احوال پرملال بادشاہ نے قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ اس زن بیوہ بڑھیا کا انصاف تمنے صاف صاف کیون نکیا جو ہم تک اسکی نالش پہونچی اون سب نے آپسمین ایک زبان ہوکر جواب دیا خداوند نعمت سپہر کرامت تحقیقات اور انصاف کی رو سے اسکے فرزند دلبند کو ورثہ پدری نہین پہونچتا ہے یہ گفتگو دوبدو سنکر بادشاہ نے خادمون سے فرمایا کہ اس لڑکے کو حمام باآرام کروالے آؤ الغرض جب وہ لڑکا بعد فراغ حمام بخوشی تمام حضور پرنور مین حاضر ہوا اوس وقت بادشاہ عالیجاہ نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے کو فرش پر اس روش سے دوڑاؤ کہ اسکے پھول سے بدن پر شبنم سا پسینا نکل آئے غرض وہ لڑکا جب خوب ادھر اودھر دوڑا اور تمام بدن گلفام عرق عرق ہوگیا تب بادشاہ نے اوسکے پسینے کو رومال محمودی سے پچھوالیا اوسکے بعد پھر اوسکو دوڑاکر عرق پچھواکر رومال نچڑواکر سونگھا تو اوسکے پسینے سے مچھلی کی بو پیدا ہوئی بادشاہ نے آپ اوسکو سونگھکر اور خادمون کو سنگھواکر فرمایا کہ دیکھو اسمین کس شے کی بو آتی ہے ہر ایک نے اوس پسینے کو سونگھکر عرض کی کہ اے ماہ کرامت والی مہر حشمت اسکی عرق مین ماہی مراتب کی بو معلوم ہوتی ہے تب بادشاہ عالیجاہ نے ہر ایک صاحب عدالت اور ارباب صداقت سے ارشاد کیا کہ اس عورت نیکخصلت سے دریافت کرو کہ اسکے شوہر شکستہ کمر کو دنیاداری کی طاقت ایکباری کس شکل سے ہوئی تھی غرض سب اہل عدالت نے جو اوس سے پوچھا تو احوال نسخہ ماہی سقنقور کا ظہور ہوا تب بادشاہ گیتی پناہ نے پرغضب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ یہی عدالت و انفصال کرتے ہو کہ جیسا اس زن کم سخن کا انصاف کیا غرض بادشاہ عالم پناہ نے اوس نیکبخت کے لڑکے کو ورثہ پدری دلواکر بعد بشاشت رخصت کیا ابیات غرض

سچ تو یون ہے میان جہان + یہی منصفی چاہیے مہربان + جو ایسے ہی عادل ہون بادشاہ + تو ہوجائے یک لخت عالم تباہ + جو جیجو رمنعف ہو شہریار + سدا اوسپہ ہو لعنت کردگار

حکایت ایک شخص حلوائی کی دکان پر مٹھائی لینے گیا اور اوسکا غلہ چرا کر منکر ہوا حلوائی اوسے اکبر کے حضور مین لیگیا بادشاہ نے دانائی سے انفصال کردیا

عاقلان ذوی الاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پُربلاغت کہ جسکا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہے دکان بیان مین یون چنتے ہین کہ ایک حلوائی مقبول خدائی کی دکان عالیشان پر ایک عزیز بے تمیز مثل مر حریص کچھ مٹھائی لینے کو گیا اور ایک روپیہ جیب سے فی الحال نکالکر اوس حلوائی مولائی سے کہنے لگا اس روپے کی مٹھائی اے حلوائی تازی تازی اندر سے ایسی لاسے کہ اوسکو جو کوئی رشک یوسف مصری نقل کرے وہ مُنھ پر کچھ نبات لائے اور اگر خدانخواستہ مٹھائی اچھی نہوگی تو مارے تھپڑون کے تجھ بدقوام کا مُنھ لال کرکے اجل کی چاشنی چکھاؤنگا اور ایسی بیزار پٹی کرونگا کہ تیری عقل ریوڑی کے پھیر مین آجائیگی اور جو مٹھائی پوری نہ تولیگا تو مارے کپھون کے تیرا حلوا نکالونگا یا تیرے ہاتھ کا گٹا توڑ ڈالونگا یہ گفتگو اوس بدخو کی سنکر حلوائی ایسا چپ ہو رہا کہ جیسے کوئی گپ چپ کی مٹھائی کھاتا ہے بعد تامل بسیار یون جوابدہ ہوا بھائی تجھکو اس آب وتاب کی مٹھائی دونگا کہ وہ صفائی ماہ وخور مین نہوگی میری بات مین ہرگز نہ شک کرنا مین لقنہ بڑا نہین ہون جو میری بات مین اے دل برفی ہو اور اگر تجھکو باور نہین ہے تو لے ایک لڈو اسمین سے کھا جا دیکھ تو کیسا اور بہشت کا کھاتا ہے الحاصل اوس حلوائی نے عین صفائی سے اوسکے ہاتھ سے روپیہ لیکر غلے مین رکھ لیا اور آپ اوٹھکر کوٹھری کے اندر گیا اس خریدار ناہنجار نے اوسکا تمام غلہ فی الحال اپنے رومال مین اولٹ لیا غرض حلوائی نے روپے کی مٹھائی بہت تحفہ اور آبدار ایک ٹوکری مین لگا کر اوسکے حوالے کی اور یہ ملعون ذوفنون وہانسے مٹھائی لیکر ایکبار فرار ہوا اوسکے بعد اوس حلوائی کو جو کچھ پیسون کی خواہش ہوئی تو غلہ مین کیا دیکھتا ہے کہ روپے اور پیسون کا تو کیا ذکر اور مذکور ہے ایک ٹوٹی کوڑی بھی گھس لگانیکو نہین نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر دل مین کہنے لگا شعر کوئی مجھپہ یہ کیا غضب کر گیا کہ جس سے مین جیتے ہی جی مر گیا + پھر یکایک سوچکر کہنے لگا کہ جو شخص مٹھائی دانائی سے ابھی لینے آیا تھا غالب ہی کہ اوسی عزیز بے تمیز کی یہ دست چالاکی ہے غرض وہ حلوائی مثل سودائی دکان سے اوٹھکر اوسکے پیچھے دوڑا آخر کار وہ نابکار ایک گلی مین کہین ہاتھ آیا اوسکو کھینچکر وہ حلوائی رسوائی سے دکان پر لایا اور اپنا مال برزوال طلب کرنے لگا اور عزیز ناچیز منکر ہوکر یہ کلام بادشنام زبان پر لایا کہ ای بھڑوے تو بھلے آدمیون پر ناحق تہمت کا دھڑا باندھتا ہے تیری چکنی چکنی باتین کچھ سود نکرینگی مجھکو تیرا نال لیتے کسینے دیکھا ہے جو تو ناحق طوفان پُربہتان برپا کرتا ہے القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہونچا بادشاہ نے دونون کو طلب فرماکے ہر چند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز بے تمیز یہی کہا کیا خداوند نعمت سپہر کرامت یہ حلوائی سودائی ہے یہ رومال مالا مال مجھ پُرملال کا مال ہے آخر کار چار ناچار بادشاہ نے اوس رومال کو اپنے توشکخانے مین رکھوا دیا اور مدعی اور مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنے اپنے گھر دن کو جاؤ جس شخص کے ہونگے اوسکو پہونچ رہینگے

الغرض وہ دونون اپنے اپنے گھرون کو راہی ہوی لیکن اکبر بادشاہ نے دل مین کہا کہ عجیب قصہ لاحل ہے کہ جسکا حل ہونا نہایت اشکال ہے کیونکہ اسکا کوئی شاہد گواہ حسب دلخواہ نہین ہے بقول شخصے مصرع غیب کی بات کوئی کیا جانے + المدعا ایک شب بادشاہ نے نہایت دل مین غور کر کے وقت سحر اون دونون داد خواہون کو طلب فرمایا اور ایک خواص خاص کو ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم پانی کا جلد حاضر کر تاکہ داد خواہون کی گرمی آب انصاف سے سرد ہو غرض بموجب حکم بادشاہ عالم پناہ آب گرم کا طشت وہین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اس رومال پُرمال کو اس طشت مین غرق کردو غرض اوس رومال پُرمال کو آب گرم مین جو مستغرق کیا تو ایک لمحے کے بعد بادشاہ نے اوسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا اظہر ہوا کہ اوس طشت کے پانی پر چکناہٹ کے ترمرے یون نمایان ہوی جس طرح شب دیجور مین اختر فلک چمکتے ہین یہ واردات عجائبات بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرما کے اشہب تیز گام زبان کو میدان عدالت مین یون جولان کیا کہ یہ روپے اس حلوائی تمنائی کے واقعی ہین کسواسطے کہ اسکے ہاتھہ کی چکناہٹ جو روپے پیسون کو لگتی تھی سو اس طشت کے آب گرم نے اب حباب آسا ظاہر کردی اور اس دروغگو بے آبرو کو سب کے سامنے دریاے ندامت مین ڈبو دیا اگر اسکے روپے ہوتے تو چکناہٹ سے کیا علاقہ رکھتے حق تو یون ہے کہ حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے شعر غرض بادشہ نے باین قیل و قال + کیا عقلمندی سے یہ انفصال + جو جمجور ایسی کرے منصفی + تو کیونکر نہو خلق اوس سے خوشی

حکایت ایک آخوند جلاہے کی لونڈی کو ورغلان کر اپنے گھر مین لیگیا اور جلاہے نے طلب کیا آخوند نے کہا یہ میری لونڈی ہے قاضی نے دانائی سے لونڈی کو جلاہے کے حوالے کیا

مالکان تحریر اور منشیان دلپذیر یہ حکایت بے نظیر صفحۂ حریر پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک آخوند خود پسند بمعنی لایعنی ایک جلاہے کی کنیز بے تمیز کو گربحیت کا قاعدہ پڑھا کر بکتب پوشیدہ مین اور ہی بات کا سبق دینے لگا لیکن اوس جاہل کو اپنی قابلیت اور مقطع صورت کا مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتین زیبندہ ہین یا نہین الحاصل بعد چند روز جلاہے جگر سوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بے تمیز محبت کا تانا توڑ کر فلانی آخوند کے گھر مین عیش و عشرت کی بھتاری پھیلائی بیٹھی ہے یہ احوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کر کے بعد بیقراری و سوگواری اوس آخوند ناقابل کے قریب گیا اور رشتہ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑھا کے یون بچیک کرنے لگا ای معلم بے ایمان وای تخم شیطان تو بھی اپنے کام کا بہت خاصہ اور بڑا گاڑھا ہے میری گلبدن

تن زیب لونڈی کو میٹھے میٹھے کلام نافرجام سے اوڑا لایا تجھپر غضب الٰہی نازل ہو یا ظلم تسا بیستگانی
مین ایسا گرفتار ہو کہ تیری ہاتھ پاؤن کو جھولا مار جائی کیونکہ مین اوسکی گلشن فراق مین شب کو شبنم کی
طرح یون ہاتھ مل کے روتا ہون کہ اشکون ہی سب میرا تر اندام ہو جاتا ہے اور بے چینی سے
کم خواب آتا ہی فی الحقیقۃ بقول شخصے شعر کروٹین لیتے ہی لیتے صاف اوچٹ جاتی ہے نیند
جس کا دل دلبر مین ہووے اوسکو کب آتی ہے نیند ۔ ای اخوند خود پسند آج ہزار جاسوسی ایک
خاکروب دوڑیے سے دریافت ہوا کہ میری عشرت کے تھان کا رینہ تیری مکان کی صحن مین بیٹھا
اپنی سر کی سری صاف کر رہا ہی اسواسطی چاروناچار خانہ مین تیری آیا ہون کہ میری عرض کو اپنی بہ صد منت
فیض و رحمت مین پذیرا کرکے اوس کنیز باتمیز کو میری ساتھ کر دے ہی نہین تو یہ مسلم سمجھ لینا کہ اس کا ثمر
محمودی نہوگا یہ تقریر ناگزیر اس جلاہی کی سنکر اخوند عقلمند کہنی لگا کہ ای ہمیں لایعنی تو تو شیطانی کیا
واہی تباہی بکتا ہی وہ کنیز عزیز اس شخص کی زر خرید ہی تو کون ہی جو اس کا خریدار ناہنجار پیدا ہوا شتاب
چل دور ہو سامنی سی میری نہ شیطان چڑھا ہی سر پہ تیری نہ اوتریگا نہین بغیر ہزار نہ معلوم ہوا مجھی تکرار
الحاصل یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی مرد ریاضی کے آگی رجوع ہوا اخوند خود پسند نے تو ایک بار اظہار کیا کہ یہ
لونڈی میری زر خرید ہی اور جلاہی نے بھی کہا کہ ای قاضی شرع شریف خدا تجکو اس مسند پیغمبری پر قائم
دائم رکھی انصاف سی اوسکو صاف تحقیق کر کہ یہ لونڈی میری پاس ایک مدت مدید سی ہی اس اخوند نے تینی
مہینے کے قریب ہوا ہی کہ وحشت کا مکتب کھاکر اسکو عشق کا درس دیا ہی الدعا قاضی نے جو اوس کنیز
بے تمیز سی پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی کنیز ناچیز ہی وہ لونڈی اخوند کی کنوڈی جوابدہ ہوئی کہ یہ گنہگار دلفگار
اس اخوند دولتمند کی لونڈی ہی یہ جلاہا جھک مارتا ہی جو میرا دعوی کرتا ہی یہ اوسکی بات واہیات سنکر
قاضی مرد ریاضی خاموش ہوگیا اسکی بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناچیز کو قیدخانہ مین مقید رکھو دو چار
روز کی بعد احوال دریافت کرکے جسکی لونڈی ہوگی اس سی ملجائیگی غرض قاضی نے دو تین دن کی مہلت
بہ غفلت دیکر اخوند اور جلاہے کو طلب کرکے اوس لونڈی کو اپنی سامنی بلوایا اور قلمدان نے لستان آگی
رکھکر اوس کنیز بے تمیز سی پوچھا کہ سچ کہہ تو کسکی لونڈی ہے اپنا اظہار آشکار کرتا ہون اوسکو لکھکر
تجکو رہائی کا حکم دون الغرض جس وقت وہ کنیز بے تمیز اپنا احوال فی الحال نوک زبان بیان کرنی لگی
قاضی نی باہستگی کہا ابھی رہجا ایک ذرا اس دوات مین پانی ڈال تو تیرا احوال بہ طلال صفحہ حریر پہ تحریر
کرون وہ کنیز بے تمیز بصد خوشی دوات نے آب مین جو پانی ڈال لائی تو تمام دوات پرآب ہو گئی یہ ماجرای
عجیب قاضی خوش نصیب دیکھ کر جلاہی سے کہنی لگا ای عزیز یہ کنیز تیری ہی اسکو اپنی گھر لیجا اور یہ اخوند دونگا ہی

اگر اوسکی لونڈی ہوتی تو کیا اوسکی قاعدی سی نہ واقف ہوتی اس قدر روات مین پانی کیون ڈال لاتی اور
اخوند سی بصد غضب کہا کہ ای فیلسوف زمان و ای بیوقوف جہان تو نے میرا ئی لونڈی کو کیون اپنا زیر مشق بنایا
تجھ منحرف کور سیاہی کا نہ خط تھا کہ ایک جولاہی شکستہ احوال جگر شگاف کو غبار خاطر کرکی گلزار جہان مین یہ رہوگا
واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان باایمان نہوتا تو تیری ہاتھ قلم کروا ڈالتا اور نہایت زیر وزبر کرتا پھر
تیری کچھ بہتیس نجاتی ابیات غرض قاضی نے اوس آخوند کو خوب ہی کیا انفرین سی لوگون مین محجوب
نکرتا گر بدی ایسی وہ بد ذات ہے تو کیون کہتا کوئی مجھو را سی بات ہے ہمیشہ سی یہی دیکھا سنا ہی ہے برائی کا نتیجہ بھی برا ہی



چوتھا باب مصرع کہنی بادشاہون اور گداؤن مین اور فی البدیہ شاعرون کے مطلع کرنے اور بادشاہون کی جھیجہ کہنے اور کبیشرون کے کبت کرنی مین

شاعران فصیح زبان اور کبیشران ملیح بیان اوراق گلہای بوستان پر قلم شاخ نرگس حیران سی یون
مرقوم کرتے ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ جس شاہزادی و وزیرزادی کو خوبصورت نیک سیرت
سنتی تو اوسکی نوکری جس فرقی مین بہم پہونچتی اُس فرقی مین ملازم ہوکر اسکی جمال مہر تمثال سی اپنی آنکھون کو
روشن اور منور کرتی حسب اتفاق ایک شاہزادی خوزادی کی نوکری شیخ موصوف کو سائیسون مین

بہم پہونچی چنانچہ ایک روز شاہزادہ عشرت اندوز نے یہ مصرع برجستہ موزون کیا ع شنیدہ کی بود مانند
دیدہ ۔ لیکن اس کا مصرع ثانی اوس یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی کی زلیخای طبیعت مین نہ در آیا آخر کار جتنی
شعرای ذوی الاقتدار شاہزادہ والا تبار کی ملازم تھی ہر ایک سی ارشاد بادل شاد کیا کہ اس کا مصرع دوسرا
جو شاعر بہم پہونچائیگا اوسکو بحر دنیا مین اپنا ہمردیف کرونگا اور اگر اوس کا مصرع ثانی باسانی
کسی سے نہ بہم پہونچیگا تو بہ اہلیت اُس سے اس طرح پیش آونگا کہ اس کا قافیہ تنگ ہوجائیگا یہ مضمون
زرشت ونہ یون سب شاعرون کو سنا کر شاہزادہ آپ بھی بحر فکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے بھی
دریای تلاش مین خوب ڈوب ڈوب کر غواصی کی لیکن اس مصرع کا دوسرا مصرع خاطر خواہ نہ بہم پہونچا
رفتہ رفتہ یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی گوش ہوش تک پہونچا مگر انکی گھوڑی کی
سواری کی باری کچھ درازی رکھتی تھی آخر کار جس نفر کامگار کی گھوڑی کی جوکی سپرد تھی شیخ موصوف
اوسکی قریب جا کر بحالت غریب کہنی لگی ای عزیز باتمیز صبح تیری گھوڑی کی سواری باد بہاری مین تیز پا
مثل صبا دوڑ کر بجا لاؤنگا اور جو کچھ انعام و اکرام شاہزادہ عالی مقام مجھ کو عنایت و کرامت کریگا وہ
سب بیرنج و تعب تیری عناصر دست مین دونگا کہ تیری عیال و اطفال کی کام آئیگا یہ کلام نیک انجام وہ
نفر بیخبر سنکر نہایت خوش ہو کر دل مین کہنے لگا ازین چہ بہتر یعنی محنت اور مشقت تو یہ کریگا اور زر نقد
میری ہاتھ آئیگا بقول شخصی مثل کمائین خانخانان اور اڑائین میان فہیم ۔ یہ خیال مالامال وہ نفر بیخبر
دل مین لا کر شیخ موصوف سے کہنے لگا کیا مضائقہ تیرا کلام معقول مین نے قبول بیعدول کیا الحاصل
وقت سحر شیخ صاحب جو کی کا گھوڑا لیکر آستانہ شاہی پر حاضر ہوی غرض شاہزادہ نیک نہاد دوڑا اوس
اسپ باد رفتار پر ایک بار سوار ہو کر برای سیر مرغزار و لالہ زار راہی ہوا اس عرصے مین ناگاہ اثنای راہ مین
شاہزادی کو وہ مصرع جو یاد آیا تو سب شعرا اور رفقا سے یون حرف زن ہوا کہ کیون جی ہماری مصرع کا مصرع
ثانی کسی نے بامعنی نہ بہم پہونچایا عجب اتفاق ہے یہ کلام شاہ عالی مقام کا شیخ صاحب سمع کر کے دست بستہ
عرض کرنے لگے خداوند نعمت غلام ناکام گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ وہ کونسا مصرع تھا کہ جس کا
مصرع ثانی باسانی بہم نہین پہونچتا ہے یہ بات واہیات گوش زد کر کے شاہزادی نے جوابدیا ہے اسمین ایک امیر
صاحب توقیر تقریر نے کہا پیر و مرشد برحق کیا مضائقہ یہ بھی بندۂ خدا ہے شاید اس کا نادر خیال نشانہ
مقصد پر بیٹھے تو اس کا کچھ عجب نہین بقول شخصی شعر گاہ باشد کہ کودک نادان ۔ بہ غلط بر ہدف زند تیری یہ سخن
اس دبیر کہن کا سنکر کہنی لگا ای نفر زبان آور میری مصرع کا اگر جواب باصواب تو نہ دیگا تو باری زیر بندون کی تیرا
قافیہ تنگ کرونگا غرض ہزار ناز معشوقانہ وہ یکتای زمانہ شیخ صاحب کی روبرو یہ مصرع موزون زبان پر لایا ع شنیدہ کی بود

مانند دیدہ ؎ اسکی جواب مین شیخ موصوف نے توسن زبان کو میدان سخن مین جمکا کر اور شاہزادی کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا ای یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ مصرع موزون رشک شمشاد شاہزادہ والا نژاد گوش زد کر کے مانند غنچہ گلشن سکوت مین چپ ہو گیا بعد تامل بسیار و غیرت گلزار بلبل زبان کو چمن تقریر مین چہچہہ زن کر کے کہنے لگا ای عندلیب باغ سخندانی ای گل گلشن معانی معلوم ہوتا ہے کہ تو سعدی شیرازی ہے یہ کہکر بصد عجز و انکسار شیخ ذوی الاقتدار کو نہ ہوا بر برق رفتار پر سوار کر کے وہ نونہال حدیقہ خوبی و گل باغ محبوبی بصد خوشی و شگفتگی آگے روانہ ہوا قطعہ ایک مجبور اب کہان وہ لوگ ؎ قدر کرتے تھے جو سخندان کی ؎ اب یہ حالت ہے مردمان جہان بات سنتے نہین سخندان کی ؎ نقل ہے کہ ایک شخص جگر افگار دل داغدار کسی شہریار والا تبار کی دختر رشک قمر پر عاشق زار اور مست و سرشار تھا بادشاہ عالیجاہ گیتی پناہ نے مشورہ وزرائے عظام و امرای عالی مقام سے اوس جوان عاشق زار جگر افگار کو طلب فرما کے کہا کہ اے عاشق جان باز و ای شائق بتان طناز اگر تو اوس شخص کی دختر رشک قمر پر اس قدر مثل کتان چاک گریبان ہے اور میدان عاشقی مین جوانمردی و دلاوری کا قدم مارا ہے تو تیری محبت صادق اور الفت واثق ہمپر اس طرح خوب ثبوت ہو کہ جو تو فلانے مکان عالیشان کی بلندی سے کود کر جانبر رہے اور تیرے کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پہونچے تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت سے بغلگیر بصد توقیر ہو جائیگی الغرض وہ عاشق شیدا یہ مژدہ روح افزا سنکر اوس مکان عالیشان کی بلندی رشک چرخ برین سے کودا لیکن یہ کہتا ہوا قطعہ

جانان مرا بہ من بسپارید ؎ این مردہ تنم باو سپارید ؎ گر بوسہ زند برین لبانم ؎ یہ تیسرا مصرع غم افزا زبان پر لا رہا تھا ہنوز تیسری جو تھے مصرع کے کہنے کی باری نہ پہونچی تھی کہ وہ عاشق زار جگر افگار یکبارگی زمین پر گر کے بستر فنا پر غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموع کر کے جو اوسکی لاش پاش پاش کے قریب تشریف فرما ہوے تو باعجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع جو تھا موزون کیا ع چون زندہ شوم عجب مدارید ؎ یہ قصہ حیرت افزا اوس شہنشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہونچا کہ وہ کشتہ جفای محبت تھا بلندی سے تا بہ زمین یہ تین مصرعہ حزین کہکر ہمردیف قضا ہوا ۔

جانان مرا بمن بسپارید ؎ این مردہ تنم باو سپارید ؎ گر بوسہ زند برین لبانم ؎ لیکن ایک فقیر روشن ضمیر محرم راز نہانی اس کشتہ کی زبانی یون کہتا ہے ع چون زندہ شوم عجب مدارید ؎ یہ کلام حیرت التیام سنکر بادشاہ ذیجاہ نے حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا اور عندلیب زبان کو گلشن تقریر مین یون نعرہ زن کر کے کہا ای

درویش خیر اندیش تو اس جان دادہ دور افتادہ کی زبانی کہتا ہی اگر وہ میری لب پر بوسہ دے
عجب نہین کہ زندہ ہوون اوسکی جواب مین شیخ سعدی نے کہا اے بادشاہ عالم پناہ یہ کلام صدق
نظام عاشق صادق کا ہی کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصی **مثل** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
اپنی دختر رشک قمر کو طلب کیجیے اور اس مردۂ بیجان کے لب سے وہ لعل لب ملوائیے غالب ہی کہ اوس کا
کاسۂ زیست آب زندگانی سے لبالب ہو جائے یہ گفتگو وہ بادشاہ شیخ نیک خو کی گوش زد کر کے بادشاہ کہنے لگا
ای فقیر روشن ضمیر اگر اس بات مین کچھ جھوٹ ہوگا تو واللہ باللہ تجھ کو بھی اسکی برابر بستر فنا پر سلاؤنگا
یہ سخن دلشکن زبان پہ لاکے بادشاہ نے اپنی دختر رشک قمر کو خلوت سے فرما کے وہان طلب کیا کہ جس جا
وہ کشتہ جفا بستر فنا پر پڑا تھا بزبان فصاحت پر بلاغت بیٹی سے کہا ای حسین ملیح وامی رشک
مسیح اپنی مردہ بیجان اور کشتہ ناوک مژگان کو باعجاز مسیحائی بصد رعنائی بوسہ لیکر دیکھ تو زندگی
سے کیونکر سرخ رو ہوتا ہی الحاصل اوس پریزاد ستم ایجاد نے جون ہی اوس مردۂ بیجان اور کشتۂ لب ودہان کی
لب سے اپنی لب کو چسپان کیا وہین وہ وابستۂ قضا کشتۂ جفا ایک چشم زدن مین اوٹھ بیٹھا یہ تماشای عجیب و
غریب ملاحظہ فرما کر اوس فقیر روشن ضمیر سے بادشاہ کہنے لگا ای عزیز باتمیز معلوم اور مفہوم ہوتا ہی کہ تو شیخ سعدی
شیرازی ہی **مثنوی** کہکر اوس بادشاہ نے یہ بات ؛ اپنی بیٹی کا پھر پکڑ کر ہاتھ ؛ شیخ سعدی کی ہاتھ مین دیکے
کہا پھر خدا و پیغمبر ؛ اوسکے عاشق کے ساتھ پڑھ کی نکاح ؛ کیجیے سرفراز ہے یہ صلاح
الغرض بادشاہ نے مجبور ؛ عاشق زار کو کیا مسرور ؛ شیخ سعدی کو پھر بصد اعزاز ؛
ہمدمون مین بنایا محرم راز ؛ **نقل ہے** کہ حضرت شیخ سعدی ایک شاہزادہ خوش جمال مہر تمثال کے
ملازمون کم رو مین نوکر تھے اتفاقاً ایک روز فرحت اندوز وہ گل رعنا خوش نما یعنی نونہال باغ خوبی نورستہ
گلشن محبوبی اسپ باد رفتار پر سوار ایک گلزار پر بہار کی طرف ہو کر گذرا الغرض گلگشت چمن مین اوس
رشک شمشاد طبع آزاد نے ایک سرو سہی کو دیکھ کر یہ مصرع موزون کیا ع سرو در باغ بیک پای ستادہ ست بگل
اسکی جواب مین شیخ سعدی شیرازی نے کہا ای نونہال حدیقۂ جہانبانی و ای گل گلستان
کامرانی فی الحقیقۃ ہے ع سرو در باغ بیک پای ستادست نگر ؛ لیکن کیا عجب مصرع ثانی
برکاب تو دود گر بودش پای دگر ؛ یہ مصرعہ بی بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سے یون کہنے لگا
ای فخر شاعران واے رہبر کاملان معلوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے
ابیات یہ کہکر شاہزادہ قاش زین سے ؛ اوتر کر دست بستہ ہو یقین سے ؛
قدم مخدوم کے لیکر کہا یون ؛ چھپایا آپنی تھا آپ کو یون ؛ مری سب خاکیان کو فخر ہوتا

جو حضرت آپکے مین پاؤن دھوتا ؛ عرض مہجور اوس شہ نے تبکرار ؛ کیا مخدوم کو گھوڑی پہ اسوار ؛
نقل ہے کہ ایک شاہزادی غیرت خورشید جمال مہر تمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع تھی چنانچہ ایک روز وہ دل افروز برای تفریح طبع اپنی باغ رشک ارم مین قدم رنجہ فرماکر بقصد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت سمن متصل خیابان نظارہ کنان گل عذران تھی لیکن حضرت شیخ سعدی شیرازی اوس شاہزادہ لالہ رو کا شہرہ حسن و جمال سنکر ایک نظر دیکھنے کا دل پر داغ رکھتے تھے القصہ اوس روز مخبران صادق اور محرران واثق سے معلوم ہوا کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور افسر لالہ رخان اپنے گلزار پر بہار مین رونق افزا ہی یہ نوید سراسر امید مسموع کر کے شیخ سعدی نے قریب باغ آکر ہر چند اندرون باغ جانے کی تدبیر پر تشویر کی لیکن کوئی راہ راست ہاتھ نہ آئی آخر کار ناچار ایک ناپدان کی راہ سے شیخ صاحب سر نکال کر دیکھنے لگی تو قضای کار شاہزادی غیرت گلزار کی آنکھ سے آنکھ دو چار ہو گئی وہین شاہزادی نے فی البدیہ یہ مصرع کہا ع زمین تمر قید پیدا شد سر خرہ ؛ اوسکے جواب نے شیخ صاحب نے کہا ع شنید آواز ما دہ آمد و نر ؛ یہ مصرع برجستہ سنکر شاہزادی ماہر وینکخو نے شیخ صاحب طلب فرماکی بصد تعظیم و تکریم صدر نشین کیا **مثنوی** اور کہا خوش نصیب میری تھے ؛ مین نی دیکھی قدم جو حضرت کے تمسا صاحب کمال دنیا مین ؛ تمسا شیرین مقال دنیا مین ؛ نہوا ہی نہو ویگا پیدا ؛ جانتی ہین تمام شاہ و گدا سچ ہی مہجور شیخ سعدی کا ؛ شاعرون مین ہے مرتبہ اعلی **نقل ہے** کہ ایک عزیز با تمیز موزون الطبع خوش لہجہ حسن پرست دل دو لخت سرشار محبت ایسا تھا کہ بقول میر تقی **مثنوی** سر مین تھا شور شوق دل مین تھا ؛ عشق ہی اوسکے آب و گل مین تھا ؛ عشق رکھتا تھا اوسکی چھاتی گرم دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم ؛ الحاصل اوس شہر کے بادشاہ عالم پناہ کے پسر رشک قمر پر وہ دل افگار عاشق زار ہو گیا لیکن مرزا علی لطف کے بقول **شعر** مہر اسیر کہ نکرہو اس ماہ کو ؛ کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو الغرض بسعی بسیار اوس جگر افگار نے بناچاری خدمتگاری مین اوسکی نوکری بہم پہونچائی اور برای نظارہ آن ماہ دیگر و خستہ جگر آٹھ پہر حاضر رہنے لگا چنانچہ ایک روز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سے بیدار ہو کر آئینہ ہاتھ مین لیکر اپنے حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہی کہ زلف پیچان رشک سنبل بستان سر بل کھاکر میری گوش ہوش سی سرگوشی کر رہی ہے یہ عالم زلف پر خم کا ملاحظہ فرماکر یہ مصرع موزون کیا ع زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید ؛ اسکی بعد ہر چند اوس شاہزادہ خود پسند نے بغور خوض کیا لیکن مصرع ثانی روکش نقش مانی آئینہ طبیعت مین جلوہ گر نہوا آخر کار ہر ایک انیس و جلیس سے

فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرع برجستہ بہم پہونچاؤ لیکن کسی نیک خصلت کے خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار دلفگار دست بستہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت وہ کونسا مصرع ہے کہ جسکا مصرع ثانی باسانی بہم نہین پہونچ سکتا ہی اوس شاہزادۂ والا تبار عالی مقدار نے کاکل معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان جادو طراز سے آراستہ کرکے کہا ای خدمتگار دلفگار سن ع زلف من خم شدہ در گوش سخن میگوید ٭ یہ مصرع گوش زد کرکے وہ تیرہ بخت سیہ رخت کہنے لگا ای نیر حشمت و اقبال و ای ماہ رفعت و اجلال سچ تو یون ہے **مصرع ثانی** مو بمو حال پریشانی من میگوید ٭ **نظم**

یہ مصرع شاہزادوں کے فی الحال ٭ لگا کہنے زہے میرا یہ اقبال ٭ کہ ایسا بے بہا اور نیک آساس رہے یون روز و شب حاضر مرے پاس ٭ تو بس معلوم ہوتا ہی کہ میرا ٭ یہ جان و دل سے ہو مفتون و شیدا ٭ غرض مہجور شہزادی نے اوسکو ٭ رکھا اپنی رفاقت مین خوشی ہو **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ محل خاص کی سردفتر لالہ رویان اور افسر گلرخان غسل فرماکر برہنہ ایک چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی کہ یکایک بادشاہ عالیجاہ جو اندرون محل در آمد ہوئی تو بیساختہ اوس پری کی نقاب پر حجاب سے چشم دوچار ہوگئی لیکن خواصان خاص نے جونہی بادشاہ عالم پناہ کو محل مین در آمد ہوتی دیکھا اوسی دم سفید چادر اوس مہ جبین لعبت چین پر سراسر ڈالدیا اوسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنی ماہ تابان مہر درخشان کو ہلکی ابر مین پنہان دیکھکر یہ مصرع برجستہ کہا ع آن پری در پردہ شد محو تماشایم ہنوز ٭ اس مصرعہ پر حیرت آمادۂ حسرت کو پڑھتا ہوا وہ بادشاہ مجلسرای دلکشا سے برآمد ہوا اور شاعران قدیم اور مصاحبان صمیم سے فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرع جلد بہم پہونچاؤ الحاصل سب شاعرون نے منقب خیال سے گوہرہای سخن کو سوراخ کرکے رشتۂ الفاظ مین پرویا لیکن مصرع اول کی تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سے کوئی منسلک نہوا تب تو بادشاہ عالیجاہ نے بادل ناشاد ارشاد کیا کہ کوئی اور بھی شاعر ہمارے شہر آباد مینو سواد مین ایسا ہی جو ہمارے مصرع اپنا مصرع چسپان کردے یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر ایک ندیم قدیم کہنے لگا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت ایک شاگرد ناصر علی نہایت موزون طبع ہی اگر وہ وحشی رشک انوری حضور پر نور مین حاضر ہو تو البتہ آپکے مصرعہ حیرت افزا کا مطلع بہ از مطلع آفتاب جہانتاب ہو جاہی یہ سخن حیرت افگن بادشاہ عالیجاہ نے استماع فرماکر کہا کہ اوس شاگرد یگانہ استاد زمانہ کو بارگاہ شاہی مین حاضر کرو اوس ندیم قدیم نے جواب دیا پیر و مرشد برحق اوسکا حضور پر نور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہے کیونکہ اوسکی ایک حجت یہ ہی اول تو وہ کبھی اعلیٰ ادنیٰ کے گھر نہین جاتا اور کہین کہین رونق افزای بزم ہوتا ہی تو اسطرح کہ ایک کشمیری بچہ جو وہ ملک الشعر افریفتہ اور شیدا ہی جو اوس کشمیری بچہ کو کوئی برای رقص اپنی محفل مین طلب کرتا ہے تو وہ بھی

پروانہ وار اوس شمع رو کی ساتھ جاکر صاحب خانہ کی پاس بیٹھتا ہی اسمین کوئی کیون نہو خداوند نعمت
وہ سودائی فنا ہی حضور پرنور کے قابل نہین ہی یہ سخن دلشکن بادشاہ عالی جاہ سنکر فرمانی لگی کیا مضایقہ
اوس کشمیری بچی کو طلب کرو بقول شخصی مثل ہم فعل و ہم تماشا یعنی ناچ کا ناچ دیکھین گی اور مطلب کا
مطلب حاصل ہوگا وہ مثل ہی ایک پنتھ دو کاج الحاصل بادشاہ عالیجاہ نی اوس کشمیری بچی کو برای
رقص محفل شاہی مین طلب فرمایا جونہی وہ کشمیری کا حیرت پری بزم رنگیلا پرستان مین حاضر ہوا برای رقص
گھنگرو باندھکر مع سازندہای خوش نوا کھڑا ہوا وہین وہ شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکل کر بادشاہ
عالیجاہ کی قریب جا بیٹھا اور شان کبریائی کا تماشائی ہوا لیکن بادشاہ عالم پناہ سی السلام علیک تک
بھی نہ کی وہ بادشاہ عالیجاہ اوسکی حرکات واہیات کا مانع نہوا ایک گھڑی کے بعد بادشاہ
گیتی پناہ نے وزیر صائب تدبیر سے کہا کہ اس کا مصرع اوسکی روبرو پڑھکر جواب طلب کرو
الغرض وزیر صاحب توقیر نے مکرر سہ کرر بادشاہ کا مصرع اوس محو جانان کی روبرو پڑھا لیکن وہ
پیر حیرت ایسا عالم محویت مین تھا کہ مطلق جوابدہ نہوا آخرکار خود بادشاہ نامدار نی اوس خود غلط کا
بازو ہلاکر کہا کہ میری مصرع کا جواب باصواب دیکر سرفراز کیجیی غرض وہ حیرت زدہ کسی طرح جوابدہ نہوا
اتفاقاً اُس عرصی مین اوس کشمیری کی بچی کے پاؤن کا گھنگرو رقص کرنی مین بیچ ٹوٹ گیا تو وہ قدرشناس پاس آداب
شاہی سی سازندون کی بیچ گھنگرو باندھنی کو بیٹھ گیا اوسوقت اوس وحشی نی اپنی پیر پردہ دلجو کو نظر سی نہان دیکھکر
بادشاہ عالیجاہ سی کہا کہ تمھارا مصرع ذہنا کیا خوب دلمرغوب ہی ع آن پری دَرپردہ شد محو تماشایم ہنوز
لیکن اس کا جواب حسب حال ای فرخندہ فال یون ہی ع رفتہ ام از خویشتن چندانکہ می آیم ہنوز اشعار
شناشہ نی برجستہ مصرع جو یہ لگا کہنی باصد خوشی تب تو یہ جو مصرع مری دل کو مرغوب تھا وہی آپ نی
فی البدیہہ کہا غرض شہ نی اوس شعر گو کو فارغ دیا شاعرون مین بصد افتخار وہ سخندان سخن گو کی یہو ہی سبب
کہ ہین قدر کیونکر نہ یون روز و شب بقول میرحسن شعر سخن کی طلبگار ہین عقلمند سخن سی ہی نام نکویان بلند
نقل ہے کہ شاہجہان بادشاہ گیتی پناہ کسی حور محل بے بدل مین جوری سی استراحت فرما ہو رہی تھی
وقت سحر وہ شاہ خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا دو چار گھڑی کی بعد کمند اشتیاق سی حور محل نے پھر
بادشاہ عالیجاہ کو اپنی طرف کھینچا قضای کار وہ بیگم بے غم و الم شب کے سرور مین اوس محل سی بیٹھی تھی مثنوی
کہ مکھڑی یہ تھی زلف بکھری ہوئی ۰ اور کرتی کچھ اوپر کو اٹھی ہوئی ۰ دوپٹہ بھی سر پر سی سرکا ہوا ۰ نزاکت
سی سوتھی کی نیچی پڑا ۰ اور آنکھین خمار رہی وہ نرگس سی آہ ۰ کسیکی ہر اک سمت تکتی تھی راہ ۰ کہ یکایک شاہجہان شہنشاہ
زمان سامنی سی جو نمودار اور آشکارہ ہوی اور باہم دونون کی آنکھین دوچار ہوگئین تو وہ آئینہ رو

بادشاہ بیگم کو دیکھکر بحالت ششدر انگشت حیرت دانتون مین رکھکر مثل تصویر دلگیر عالم سکوت مین آگئی شاہجہان
اوس زمان وہ انگشت حیرت بدندان دیکھکر یہ نیم مصرع برجستہ فرماتے ہوے محل سے برآمد ہوئے
مصرعہ نصف نیمے درون نیمے برون + الحاصل بادشاہ عالم پناہ نے ہر ایک شاعر قدیم اور مصاحب
شمیم سے کہا کہ اس نیم مصرع کا سارا مصرع ہو جائے تو بہتر ہے غرض ہر ایک نے بقدر حوصلہ میدان
شاعری مین قدم مارا لیکن کسیکا مصرع اوسکے ہمردیف نہوا آخرکار ناصر علی رشک انوری کو جو بادشاہ
نے طلب فرمایا تو فخر شاعران اور رہبر کاملان بادشاہ عالیمقام کلام سنکر کہنے لگا اے بادشاہ جمجاہ
تیرے سوال کا یہ جواب باصواب ہے شعر از ہیبت شاہ جہان لرزد زمین و آسمان + انگشت حیرت
در دہان نیمے درون نیمے برون نظم سنکے یہ شعر بادشہ نے کہا + آفرین باد تجکو مرد خدا + آگئے
ناصر علی کے اے مجبور + سب پہ روشن ہے کیا کرون مذکور نقل ہے کہ ایک پریزاد ستم ایجاد جادو نگاہ
فسون ساز سحر طراز صدف چشم کو کحل الجواہر سے چشم بد دور آلودہ کر رہی تھی لیکن سُرمے کی تیزی سے
اشک گہربار چشم آبدار سے کچھ سیاہی آلودہ گرتے تھے اس ضمن مین بادشاہ عالم پناہ جو محل بے بدل مین
درآمد ہوے تو یہ عالم اوس بادشاہ بیگم کا دیکھکر یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع در ابلق کسے
کم دید موجود + اور اس مصرع کو پڑھتے ہوے دیوان خاص مین رونق افروز ہوکے شاعرون سے کہا
کہ اسکا دوسرا مصرع جلد بہم پہونچاؤ ہر چند ہر ایک شناور دریای معانی نے بحر تفکر مین غواصی کی لیکن در مطلب
کسیکے صدف مین نہ آیا آخرکار ایکبار ناصر علی باوقار کو بادشاہ نے طلب فرماکے بادل شاد ارشاد کیا
اے ناصر علی اُستاد فن شاعری مین یہ مصرع تنہا مطلع مثل آفتاب درخشان چاہتا ہے ناصر علی رشک انوری نے کہا
اے مہر سپہر کرامت و اے نیر آسمان حشمت وہ کونسا مصرع ہے جسکا مصرع ثانی بآسانی نہین بہم پہونچتا ہے
بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے ناصر علی رشک انوری مصرع در ابلق کسی کم دید موجود + اسکے جواب مین ناصر علی
نے کہا خداوند نعمت فی الحقیقت مگر مصرع ثانی مصرع بغیر از اشک چشم سُرمہ آلود نظم
غرض وہ شاہ مصرع سنکے مجبور + ہوا دل مین نہایت اپنے مسرور + لگا یہ بات کہنے ہر کسی سے + بصدق فرحت
دلی اور منصفی سے + بدریاے سخن کنارا ہے + یہ مصرع سلک گوہر سے بڑا ہے نقل ہے
کہ شاہجہان بادشاہ کا دُر دندان بوسہ و کنار مین ایک لالہ روکے لعل لعل گون پر جو لگ گیا تو وہ
رشک گلستان مثل گل خندان ہوئی اوسوقت بادشاہ جمجاہ کی زبان مبارک سے یہ مصرع سرزد ہوا
مصرع از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را + یہ مصرع پڑھتے پڑھتے بادشاہ عالیجاہ دیوان خاص
مین تشریف فرما ہوے اور اس مصرع کا جواب باصواب ہر ایک سے طلب کیا مگر ایک شاعر شاگرد ناصر علی

گلدستہ بیٹھے بنا رہے تھے لیکن دربانون اور پاسبانون کو حکم تھا کہ اوسوقت ہمارے پاس بلا وسواس کوئی نہ آنے پاوے قضائے کار ایک شخص زبان طرار اوس گلزار پر بہار مین جانیکو تیار ہوا اگرچہ کیدارون کے مانع ہونے سے وہ عزیز باتمیز دروازے کی راہ چھوڑکر بہر روش ایک نابدان کی راہ سے مثل آب روان اوسجا ہو پہنچا کہ جسمین جناب شیخ موصوف مصروف سیر گلہاے مضامین تھے اس عزیز باتمیز کو خار سمجھکر شیخ نے بزبان فصاحت پر بلاغت فرمایا مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + وہ عزیز باتمیز اس مصرع کو گوش زد فرماکے بہ تجربۂ بالی فتیلۂ زبان کو محفل سخن مین روشن کرکے کہنے لگا کہ اے چراغ خاندان شرافت و اے شمع شبستان نجابت سچ ہے مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + لیکن یہ فی الحقیقت ہے مصرع ثانی کہ پروانگی و پروانہ را نظم سنکے یہ مصرع شیخ جی نے وہین + اوسکو اعزاز سے بٹھایا قرین + سچ ہے مہجور ہر سخندان کی قدر کیونکر کرین نہ دل سے سبھی نقل ہے کہ شیخ علی حزین بصد تمکین مع ہمنشین اپنے محفل عالی منزل مین رونق بخش تھے جسوقت کہ شب بوالعجب دو پہر کے قریب آگئی یکایک شیخ موصوف نے بزبان فصیح پر ملیح یہ ارشاد کیا مصرع از شب چہ قدر رسیدہ باشد + اسمین ایک شاگرد رشید صاحب فہمید نے جوابدیا مصرع ثانی زلفش بکمر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید کا سنکر شیخ موصوف نہایت محظوظ ہوے مثنوی برجستہ سخن کہے جو مہجور + ذی عقل نہووے کیون وہ مشہور یہ راست ہے جو کہ ہین سخن سنج + دولت سے سخن کے ہین وہ بیرنج نقل ہے کہ ایک امیر صاحب توقیر کہ جسکا نام نیک انجام زبان پر لانا مناسب حال نہین ہے وہ امیر صاحب توقیر شیخ علی حزین عزلت گزین کی ملاقات کے واسطے جو مکان دلستان مین تشریف فرما ہونے لگا تو شیخ موصوف کا ایک چوبدار نابکار گویا ہوا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت آپکے درآمد ہونیکی اس غلام ناکام کو خبر کرلینی شرط ہے غرض وہ امیر اسکے سخن کا شنوا نہوا مگر بہ تکدر خاطر شیخ صاحب کے قریب بیٹھکر یہ مصرع زبان پر لایا مصرع در درویش را دربان نباید + اسکے جواب مین شیخ جی نے بنرمی زبان فرمایا مصرع بیاید تا سگ دنیا نیاید اشعار سنکے مہجور یہ جواب حقیر + شرمگین دل مین ہوگیا وہ امیر + کیون نہ وہ شخص دل مین ہووے خفیف + گوش زد یہ سخن ہو جسکے کثیف نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار رشک بہار مین سیر کنان تھا کہ ایکبار لالہ داغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرع رشک شمشاد زبان پر گزرا مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد + اسمین امیر خسرو نیک خوئے عندلیب بان کو قفس سکوت سے پرواز دیکر گلشن تقریر مین مقرر کیا اے گل حدیقہ جاودانی و اے سرو باغ کامرانی فی الحقیقت مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد + لیکن جواب مصرع ثانی عمر کوتاہ غم فزون دارد + نظم سنکے خسرو سے مصرع اے مہجور +

موزون طبع رنگین وضع بلبل زبان کو گلشن نطق مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا اے خداوند نعمت فی الحقیقت مصرع از گزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را + لیکن مشہور و معروف ہے مصرع قیمت آرے بیشتر باشد عقیق کندہ را نظم سنکے مصرع یہ بادشہ نے کہا + آفرین باد تجھکو مرد خدا + کیون نہ بازار شاعری مین ترے + ہووے قیمت دُرِ سخن کی بڑھی + الغرض بادشہ نے اسے مہجور + اسکو دولت سے کردیا معمور نقل ہے کہ زیب النسا حور لقا نے ایک روز کسی غنچہ لب کے خیال مین شگفتگی خاطر سے یہ مصرع رشک شمشاد موزون کیا مصرع از ہم نہ میشود ز حلاوت جدا لبم + لیکن اس مصرع کا مصرعۂ ثانی با معانی گلشن خیال مین کسی روش نہ سرسبز ہوا آخر کار ناچار زیب النسا مہ لقا نے ایک صفحۂ رنگین و قرطاس نگارین پر بخط گلزار وہ مصرع رشک بہار لکھکر ناصر علی رشک انوری کے قریب بھیجا اوسکے جواب مین ناصر علی رونق باغ شاعری نے قلم شاخ نرگس سے بخط ریحان اوس کاغذ زر افشان پر یہ مصرع رقم کرکے زیب النسا کے پاس بلا دسواہل بھیجدیا مصرع گویا رسید بر لب زیب النسا لبم + اس مصرع مزرع خشم کو زیب النسا ملاحظہ فرماکر خرمن طیش پر لوٹ کر پیچ و تاب کھانے لگی اور یہ شعر بُران مثل تیغ عریان بنوک قلم رقم کرکے ناصر علی کو بھیجا شعر ناصر علی بنام علی بُردہ پناہ + ورنہ بذوالفقار علی سر برید مت نظم لیک شاعر جو ان ہی سوای مہجور + نہین ڈرتے کسی سے تا مقدور انکی میدان شاعری مین زبان + کرگئی ہے کار سیف کا ہر آن نقل ہے کہ سلیمان فخر شاعران زمان فصل جوش بہار مین مع فضلا و شعرا برائے تفریح طبع ایک دجلۂ روان کے کنارے لجۂ شیرین مین غوطہ زن تھا اتفاقاً ناصر بخاری درویش مشرب مائل سیاحت اوس مجمع شعرا مین زینت بخش ہوا سلیمان اوس آن رطب اللسان یون گویا ہوا کہ ای عزیز باتمیز تو کون بشر بخبر ہے ناصر علی بخاری بایکبارہی طوطی زبان کو میان گلشن بیان یون نطق مین لایا کہ یہ فقیر تن حقیر باغ جہان مین نخلستان شاعری کی باغبانی کرتا ہے یہ کلام سلیمان شیرین کام سنکر کہنے لگا اے عزیز باتمیز فی البدیہ بھی شعر کہنے کی طاقت رکھتا ہے اوسنے جواب دیا البتہ سلیمان صاحب ایمان نے فی البدیہہ یہ مصرع موزون کیا مصرع سیل را امشال رفتاری عجب مستانہ ایست + ناصر بخاری کہنے لگا سچ ہے لیکن مصرع پاے در زنجیر و کف برلب مگر دیوانہ ایست یہ مصرع برجستہ ناصر بخاری سے سنکر تمام شعرا اور فضلا گرداب حیرت مین مستغرق ہوے اور سلیمان خندان خندان اوٹھکر بغلگیر ہوا قطعہ کیون نہ شاعر کی قدر ای مہجور + شاعران زبان کو ہو منظور سچ تو یہ ہے نہ گو کوئی مانے + قدر جوہر کی جوہری جانے نقل ہے کہ ایک روز شیخ علی حزین بصد تمکین اپنے گلستان دلستان مین تن تنہا گلہاے مضمون گلشن خیال سے چن چن کر برجستہ غزل کا

دل مین اکبر ہوا بہت مسرور + جو سخندان ہین وہ سخن گو گی + قدر کرتے ہین سنکے بات بڑی نقل ہے
کہ ایک بادشاہ عالی پناہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشہ مضامین سے نکالکر ساغر اوزان مین
بھر کے یہ مصرع پر کیفیت کہا مصرع ساغر ہمہ وا لبریز بدیدست کسے + اور اوسکا مصرع ثانی بامعانی
بادشاہ نے ہر ایک سے طلب کیا اپنے بقدر حوصلہ سب نے میدان شاعری مین توسن طبع کو چمکایا مگر کسی
شخص کا اشہب خیال گوے سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے نہایت خفا ہو کر اپنے
ملازم افسر شعرا سے یون کہا کہ اگر مصرع کا مصرع ثانی بامعنی صبح تک نہ بہم پہونچاوے گا تو واللہ باللہ
تجھ مردار کو وقت شام دار پر کھینچون گا الحاصل اوس شاعر بے بدل سے کوئی مصرع برجستہ نہوا
آخر کار اوس شاہ نامدار عالیمقدار نے اپنے سامنے اوس شاعر خستہ جگر کو دار پر کھینچا اس حالت پرملالت
مین اوس نیمجان کا ساغر وہان شراب سخن سے جو لبریز ہوا تو یکایک یہ مصرع برجستہ زبان پر لایا شعر
نیمجانیکہ بمن بود رسید ست بلب + ساغر ہمہ وا لبریز بدیدست کسے + یہ مصرع برجستہ استماع فرماکر
بادشاہ عالیجاہ نے اوسکی جان بخشی کی مثنوی سچ ہے جو ہر جو سخندان ہین + قدردان شعر کے
وہ ہر آن ہین + اور جنکو نہین ہے اسمین دخل + اپنے نزدیک ہین وہی بے عقل نقل ہے ایک روز
نصف النہار کے قریب عمدۃ الملک نے خانہ باغ کی روش پر گلشن اختلاط مین چاہا کہ گنا بیگم
غنچہ دہن کے چمن نمائی کو آب پاشی عشرت سے سیراب کیجیے اسمین اوس گل زیبا اور سرو رعنا نے
بصد شگفتگی خاطر نواب موصوف سے کہا کہ آپ خیابان خلوت مین رونق افزا ہو جیے مین بھی استنجے
کی حاجت سے فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہون غرض نواب موصوف اوس پری رخسار کے کہے سے پلنگ
غیرت گلزار پر علیحدہ ہو کر یکایک چشم انتظار پر خمار مین غنودگی سے نیمخوابی مین آگئے اس عرصے مین
گنا بیگم نے جو آکر در کا پردہ اوٹھایا تو نواب موصوف کی نیمخوابی کا پردہ فاش ہو گیا یکایک
پردے کو ہاتھ سے چھوڑ کر وہ پرحجاب جو بھتی پیچھے کو ہٹی کہ ایکبار نواب نامدار کی آہٹ سے
جھٹ آنکھ بیدار ہو گئی اوسوقت یہ مصرع بیساختہ سرزد ہوا مصرع آکر ہماری خاک یہ کیا یار کر چلے
وہین گنا بیگم نے جواب دیا مصرع خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے + یہ مصرع برجستہ گنا بیگم نے
پڑھکے بصد عشوہ گری بناز پری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم عیش و عشرت سے
گل آرزو کو شگفتہ کیا مثنوی کیون نہ جھومرہ وہ خوش اوقات + گل تر کی طرح ہنسین دن رات
جنکو اللہ نے میان جہان + نعمتین سو طرح کی دین ہر آن

نقل ہاے کبیشران

نقل ہے کہ سابق مین راجہ جہاراجون کی بیٹیان رانی زادیان بادشاہ اولوالعزم ذوی الاکرام کو ڈولے کے طریق پر آئی تھین اور اونہین کی اولاد مین سے شاہزادے خوزادے تخت سلطنت پر جلوس فرماتے تھے چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نوبہار جوانی بقول میر حسن شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اکبر بادشاہ جمجاہ کی محل سرائے دلکشا مین رونق بخش ہوئی ایک شب بادشاہ خود مطلب نے اوس نو رستہ باغ جوانی گلدستہ حدیقہ کامرانی کا غنچہ امید نسیم عشرت سے شگفتہ کرنیکو ارادہ کیا لیکن وہ نونہال گلشن خوبی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو خار سمجھکر خیابان آغوش بادشاہ سے مثل صبا جو ہوا ہوئی تو بادشاہ جمجاہ نے دوڑ کر اسکا ساعد غیرت شاخ گل اپنے رشک پنجہ مرجان مین پکڑا الحاصل اون دونون کی کشاکش سے رانی جہارانی کے لہنگے کا گرہ بند ٹوٹ گیا وہین اوس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نے اپنے دونون ہاتھ بہہات اسواسطے شمع سوزان پر رکھدیے تا کہ چراغ بےستری صبائے تیرگی سے گل ہو جائے یہ تماشائے حیرت افزا اس ماہ دل افروز رشک بہار نوروز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سپند آسا تڑپ کر یون کہنے لگا چھیچہ کہ کارن سندر ہاتھ جری - غرض یہ چھیچہ کہتے ہوے بادشاہ عالم پناہ محل سے دیوان خاص مین برامد ہوے اور کبیشر زبان آور کو طلب فرمایا چنانچہ اسوقت ایک کبیشر خوش منظر چوکی خانے مین حاضر تھا حسب ارشاد حضور پرنور وہ دست بستہ حاضر ہوا اکبر بادشاہ نے فرمایا اے کبیشر نیک منظر اس ارتھ کا کبت پر مضمون موزون کردے مصرعے چھیچہ کہ کارن سندر ہاتھ جرے یہ چھیچہ وہ کبیشر زبان آور سنکر کہنے لگا دوھرا کدھی نہ کانچ ہاتھ یون نہ جانون سیاہی کیسا رنگ + سدا اسستری داھنی حکم سے بھگوان کے سنگ + اے بادشاہ عالم پناہ اس ارتھ کا یہ کبت ہے کبت نئی ابلا رس بھید تجا نت سیج گئی جیہ یا نیہ ڈری + رس بات کہی جب چونک چلی تب دھائے کے گنتھ نے بانہہ دھری + ان دونون کے جھکورن مین گنتھ ناب پہ تمبر ٹوٹ پڑی + کر دیپک کامن جھانپ لیو تہ کارن سندر ہاتھ جرے + یہ کبت حسب حال اس کبیشر صدق مقال کا سنکر بادشاہ اکبر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر کہنے لگا اس کبیشر گیدی خر نے یہ کبت ایسا حسب حال فی الحال کہا گویا یہ خنا میرے پاس کھڑا تھا نظم مقید کرو اسکو زندان مین اب + مین ہون غوطہ زن بحر طوفان مین اب + غرض اوس کبیشر پہ غصہ کیا + اوسی وقت زندان مین بھجوا دیا + وہین اک کبیشر نے یہ عرض کی + خداوند ہمسے نہو گا کبھی + کہ شاہون کے محلون مین بےخوف دغم + پھرین چوری چوری سے اس طرح ہم + یہ گفتگو و بیدو دوسرے کبیشر کی سنکر بادشاہ نے خاص برداران خاص سے کہا کہ اسکو جلد مقید کرو ہم اور چھیچہ

بنالاتے ہین دیکھین تو یہ اسکا جواب باصواب کیونکر دیتا ہے یہ کہکر بادشاہ شہنشاہ محل کے اندر در آمد
ہوے بعد انفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالمتاب لب دریا جھروکون مین جو آگے زینت بخش ہوے
تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت خوبصورت مہ پارہ شب کو اپنے شوہر رشک قمر کے ساتھ ہمبستر ہوکر وقت سحر
بیخوف وخطر براے اشنان بصد سامان دریاے جمن مین نازل ہوئی تو اوسوقت کا عالم کیا بیان کرون
اوس مہ جبین کے پانی چیرنے مین یہ بدن کی چمک تا بفلک تھی جس طرح آب صاف مین ماہ تابان اور
مہر درخشان کی پرچھاین دیکھتے ہین اور یکایک وہ پُرفن غوطہ زن ہوکر جو پانی پر اوبھری تو اوسکی
بال وبال عارض ہوکر تمام مُنھ پر آرہے اوس مہ جبین لعبت چین نے جو دونون ہاتھون سے
اون بالون کو ادھر اودھر پریشان کیا تو اوسکے مکھڑے کا اون بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونیلگا
کہ جس طرح آفتاب جہانتاب کوہ پُرشکوہ کے درمیان نکلتا ہے یہ عالم وہ شاہ نیر سپہر اعظم دیکھکر
یہ سخن زبان پر لایا جھجھ نکسو رب پھوڑ پہاڑ کی تاین + الحاصل بادشاہ عالم پناہ یہ جھجھ کہتے ہوے محل
سے باہر آئے اور دوسری کبیشر محبوس دل مایوس کو بلوا کر فرمایا اے کبیشر نیک اختر اس جھجھ کا کیا کبت
کہتا ہے جلد بیان کر جھجھ نکسو رب پھوڑ پہاڑ کی تاین + اس ارتھ کا جو عالم مین نے دیکھا ہے اگر ویسا ہی نکہیگا
تو تجھکو ہاتھ پاؤن باندھ کے دریاے سیاست مین ڈبو دونگا یہ سخن دلشکن بادشاہ کا سنکر وہ کبیشر
اپنے دیوتاؤن کو مناکر کہنے لگا اے خداوندنعمت سپہر کرامت اسکا یہ مطلب ہے کبت رات مین رس
کیل کیو آئی بھور بھیو اٹھ منجن دھاین + نیر کے چھیر مین دیہ ڈولی جمنا جل مین جیسے چندر کی چھاین لے
بڑکی جل سے اوبھری اولجھین الگین مکہ اوپر آئین + دو دو کر کیس سنوار لیو نکسو رب پھوڑ پہاڑ کی تاین
یہ کبت پر حیرت سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریاے تحیر مین مستغرق ہوکر کہنے لگا یہ کبیشر جادوگر ہین سحر کے
زور سے انکا ہمزاد ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے کیونکہ جو عالم صبحدم مین نے تن تنہا لب دریا دیکھا تھا وہی
نقشہ ہو بہو میرے روبرو اسنے زبان قلم سے قرطاس بیان پر کھینچ دکھایا شعر بھلا کیونکہ نہ میری عقل ہو دنگ
بیان غیب کرنے کے یہ ہین ڈھنگ + یہ گفتگوے بدیہہ جواکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سنکر کب گنگ کبیشر نیک بھی
کہنے لگا خداوندنعمت ہم لوگون کی کیا قدرت اور جرأت ہے کہ زور جادو سے ایسا کرین ہم لوگون کو
سرستی کا بل برمحل البتہ ہوتا ہے یہ بات واہیات لب گنگ خوش آہنگ کی سنکر بادشاہ چوکیدارون
سے فرمانے لگے اس لب گنگ بے ننگ کو تم سب ہاتھ پاؤن جکڑ کے پکڑے رہو ہم محل مین بدل
مین جاتے ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہے الحاصل بادشاہ جمجاہ محل کے اندر رونق افروز ہوے
وہان ایک حور لقا ماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کر کے خطر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام دل آرام

کی طرف چلی تھی کہ بادشاہ جمجاہ کا مشام کام دیو پوری سہاگ سے معطر ہوا تو اوس نازنین مہ جبین کا دست
سیمین بغل مین داب کر کوٹھے کیطرف مراجعت فرما ہوے لیکن تیسرے زینے پر قدم جب بے قرینے پڑا تو
یکایک اوس پری رخسار رشک بہار کے ساعد سیمین کا کنگن طلائی ڈھیلے پن سے بادشاہ کی بغل مین
رہگیا اور وہ نازنین کی فرقت مین ہر ایک زینے سے سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجب آواز خوش انداز پیدا ہوئی
کہ جسپر بادشاہ جمجاہ کو یہ ارتھ سوجھا چھچھ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + اس چھچھ کو کہتے ہوے بادشاہ عالیجاہ
محل سے برآمد ہوے اور کب گنگ سے فرمایا کہ اے کب گنگ خوش رنگ اس ارتھ کا کیا کبت ہے
چھچھ "ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر کب گنگ نے اپنی سرستی کو
پہلے یاد کر کے جواب دیا خداوند نعمت یہ کبت یون ہے کبت انگم سار سوگند لگاوت باس وہین
چھوند یس کو چھکو + آلی کر سنگار اٹاکو چلین منہ دیکھت لالن کو لہکو + کنگن ایک گرد جو کر سون
سیڑھن سیڑھن پھرے وہ بھکو + کب گنگ کہین یہ شبد سنو ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو اس کبت بر
کبت پر حیرت کے سنتے ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلوے عقل سے ٹوٹ کر گر پڑا اور ہوش کی
چوڈانی گوش دماغ سے پرواز کر کے بالا بالا عالم بالا کو پہونچی اور وہم اور فہم کا نورتن بازوی ادراک سے
کھل کر دست بدست جاتا رہا اور حیرانی کی ہیکل اور پریشانی کا طوق گردن قیاس سلطانی سے گلو گیر ہوا
اور انگشتری حیرت انگشت خیال مین تنگ ہو کر انگشت نما ہوئی غرض بادشاہ حلقہ تفکر مین ایسے مستغرق
ہوے کہ عقل کی مچھلی بیتال گو گئی تب بادشاہ جمجاہ نے توڑی دار سپاہیون کو یہ حکم کڑا دیا کہ ان
کبیشرون کو زنجیر پای زیب کر کے چھڑا چھڑا مقید کرو تا کہ آپس مین ناد علی پڑھ کے کچھ دعا تعویذ
نہ کرنے پائین اور بندی خانے کے اندر پیٹ مین بچھوا مار کے نہ مرجائین کہ مجھ کو کلنک کا ٹیکا نہ لگی
الدعا بادشاہ نے سب کبیشرون کو جدید مقید کیا چند روز کے بعد ایک کبیشر دلاور حکمت نامی لیکا
شاگرد حضور لامع النور مین حاضر ہو کر شاہانہ اسیس کے بعد کمانچہ زبان کو سرود تقریر پر کھینچ کر
کہنے لگا پیرو مرشد برحق ہم لوگ اس قدر مورد عتاب نہین ہین جو آپ عتاب فرماتے ہین یہ سخن اس
شیرین دہن کا استماع کر کے محلسرای دلکشا مین بادشاہ برآمد ہوے اتفاقاً اوسکی صحن مکان مین ایک
یاقوت لب عالی نسب جواہر نامی ادھر اودھر پنجہ رشک مرجان کمر پر دھری چہل قدمی کر رہی تھی
بادشاہ عالم پناہ اس لعل بے بہا کے قرین آکر دست بدست خوش طبعی کرنے لگی قضای کار ایک بار شاہ
نامدار کا اسکی مالای مروارید پر جو ہاتھ پڑ گیا تو وہ رشتہ گلو سے ٹوٹ کر گر پڑا تو وہ نازنین مہ جبین بحالت
غمگین جھک کر زمین سے موتیون کو چنے لگی اس مین بادشاہ جمجاہ کے منہ سے ارتھ سر زد ہوا

چھیچھ نہور دییس لیت ہے تارن سی ؛ یہ چھیچھ کہتے سکتے بادشاہ دیوان خاص مین تشریف فرما ہوے
اور حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت میری حسب حال سے فی الحال نہ بنائیگا تو واللہ باللہ تا زیست
کسی کبیشر کو قید سے رہائی نہ دونگا یہ کلام بادشاہ ذو الکرام کا سنکر حکمت سے کہنے لگا دوہرا
کدھی نہ کاگج ہاتھ لیون نہ جانو سیاہی کیسا رنگ ؛ سدا سرستی داہنی حکم سے بھگوان کے سنگ ؛
یہ دوہرا دیوتا کا پڑھ کے کہنے لگا اے خداوند نعمت پر حشمت اس ارتھہ کا یہ کبت ہے
کبت ایک سمین سنگ سیام ہنسی کر لال گیو جیو بالن سے ؛ مکتا گلے ٹوٹ گر سے بھوین مین
تمہ یالاگے نین نہارن سے ؛ کٹ سے نہور سے کر سون بنتی حکمت پران بچارن سے ؛
ولیب کی ناؤ سمیر چڑھی نہور و سیس لیت ہے تارن سے ؛ قصہ مختصر اوسکی گہر ہاے سخن کی
مسلسل بیانی پر نہایت خوش ہو کر بادشاہ عالم پناہ نے اون تینون کبیشرون کو محبوس خانہ سے
طلب فرما کے خلعت پر زر مع مالای مروارید عنایت فرمائی **مثنوی** سچ ہے جو سخندان ہین
قدردان گفتگو کے ہر آن ہین ؛ اور جنھین کچھ نہین سخن کا مزا ؛ خزف و لعل کو وہ جانین کیا ؛
نقل ہے ایک روز بادشاہ عالم پناہ اسپ باد رفتار پر سوار ایک بار چار سوی بازار مین
جون ہی پہونچے کہ ایکایک بادشاہ کی نگاہ ایک دریچے کی طرف جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک مہ پارہ
سر تا پا بزیور سے آراستہ دریچے کے پٹ سے لگی ہوئی ایک پٹ کی اوٹ مین نظارہ کنان ہے
جون ہی اوس نازنین مہ جبین کی آنکھ بادشاہ کی آنکھ سے دو چار ہوئی تو وہ رشک مہتاب
پر حجاب ڈوپٹہ رشک سحاب منھ پر ڈال کر دریچے کے پٹ کو جھٹ پٹ بند کر کے
پٹ کی اوٹ مین بانہ ولگا کر بیٹھ گئی یہ عالم اوس پر فہم کا دیکھ کر بادشاہ عالم پناہ نے قفل سکوت کو
کلید زبان کی جھڑ سے کھول کر یہ چھیچھ موزون فرمائی چھیچھ سوہادار کناری کنواری پٹ دیگئی ؛
الحاصل بادشاہ نے دیوان خاص مین رونق افزا ہو کر کب گنگ خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا
کہ اس کا کبت اے پر فراست جلد کہد سے یہ ارشاد حضور پر نور سنکر کب گنگ کہنے لگا کہ
اے خداوند نعمت مہر عظمت میرے خیال کثیر الاختلال مین یہ آتا ہے **کبت** بادر سے نکس
دامنی سے دمک کوندھا سی لپک جتون مین چھٹے گئی ؛ گنجن کٹاری اٹک کام بھاری بھون کی
مر مین کر ور کھون کی گئی ؛ کانن سوہین کرن بھول اور دیکھے جاے سدھ بھول ؛ دھرت
کے بچن پیارے چیو کسے گئی ؛ کہان لو بکھانین گنگ آلی ری تمھاری سو دار کمو ناری
کنواری پٹ دیگئی **مثنوی** کہا یہ کبت اوس نے جب حسب حال ؛

نوشہ نی اسی کر دیا نونہال سخن گو کی مجبوریت سب اہل حسد ۔ بقول لتاہی کرین کیون نہ قدر سخن ہر از آفرین
بر سخن پروری کہ بہ ساز دار ہر جوہری ہنر سے ۔ نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ بعشرت اندوزی
سر راہ ایک بارہ دری مین بیٹھے نظارہ کنان تھے کہ ایک نازنین مہ جبین ڈول مین پانی بھری
اوس طرف سی ہو کر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی نگاہ اوس رشک ماہ کی چھاتی پر جو پڑی تو کیا نظر آیا
کہ کچھ انگیا کی مسکنے سے چھاتی یون اوبھری دکھائی دیتی ہی جیسے بکبست کلی گلاب کی جون
گلبست للت لکیر ۔ اور اوسکی البیلی کی چال خوش انداز سے ڈول کا پانی ہلتا جاتا تھا
اوس عالم پرور بادشاہ کے دل پر یہ مضمون گذرا کہ اس ڈول کے پانی کا ہلنا بوجہ
نہین ہے یعنے اوس نازنین مہ جبین کی چھاتی اوبھری دیکھ کر وہ پانی بخوشی نہ پانی کہتا ہی
کہ ہیہات میری ہاتھ نہوے جو مین اس چھاتی تک دسترس پاکر کچھ مزا اوٹھاتا اور فی الحقیقۃ
وہ چھاتیان ایسی تھین کہ جس کے وصف مین مرزا رفیع السودا یون کہتے ہین شعر ۔ لنج پہ قصد
رکھی ڈال دی تو اون پہ ہاتھ ۔ لنگ کے جی مین یہ آتا ہی کہ لے بھاگ اوچک ۔ الحاصل
بادشاہ جمجاہ نے اوس ڈول کی ڈانوان ڈول طبیعت دیکھ کر اور پانی کے ہلنے پر یہ چھیچھ کہی
چھیچھ ۔ کہ کارن ڈول مین ہالت پانی ۔ یہ چھیچھ کہتے کہتے بادشاہ نے دیوان خاص مین برآمد
ہو کر ہر ایک کبیشر سی ارشاد کیا کہ اس رتہ کا کبت جلد تیار کرو اس مین کب سنت صاحب قوت
اپنی دیوتاؤن کو یاد کر کے بادشاہ عالم پناہ سے کہنے لگا کہ خداوند نعمت مہر سپہر کرامت
اس کا کبت یون ہے **کبت** ۔ ایک سمین جل آن گھر کو کسی ابلہ بسج کی رانی ۔ جات
سکول مین ڈول بھرن جل کھینچت تھی انگیا مسکانی ۔ دیکھ سبھا چھتیان اکھڑین لب سنت
کہین ہنسا للچانی ۔ ہاتھ بنا پچھتات رہو یہ کارن ڈول مین ہالت پانی ۔ یہ کبت بہ حیرت
سماعت فرما کر وہ ماہ رفعت مہر حشمت نہایت مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا صلہ ایسا دیا
کہ پھر اوسکو روپے اور پیسون کی چاہ نہ رہی بلکہ ایک چشمہ فیض اس کبیشر کے گھر سی جاری ہوا قطعہ
کیون نہ مجبور قدردان سخن ۔ سمجھین اہل سخن کو کان سخن ۔ کھل گیا جس پہ ان کا رتبہ ہی ۔ دل سے
خدمت وہ خوب کرتا ہی ۔ **نقل ہے** کہ اکبر بادشاہ عالیجاہ نے ایک روز بصد شگفتگی دل
ایک خواص سبز رنگ خوش آہنگ لعل لب غنچہ دہن گویا ان کا بیڑا رشک لعل بے بہا اسپنے
ہاتھ سی کھول کر کھلا دیا وہ نازنین مہ جبین اوس گلوری کو درجک دہن مین رکھکر دست بستہ برائے
تعظیم و تکریم بادشاہ عالم پناہ کے سامنے سرنگون ہوئی اس مین اوس معدن عشرت

اودر کان حلاوت سے نے اوس نازنین مہ جبین کو آغوش لبری مین کھینچ کر اون ابھری ابھری
پستان رشک انار پر دست ہوس ڈالا کہ یکایک وہ نازنین مہ جبین اوس حالت پر حلاوت مین
جو متبسم ہوئی تو پان کی پیک تہ نخدان رشک سیب گلستان پر گر پڑی تو اوس ٹھڈھی کا یہ عالم نمایان ہوا
کہ گویا ماہ تابان کو چیر کے کسم چوایا ہی اوس عالم بے بہا پر بادشاہ عالم پناہ نے یہ چھچہ موزون کی
چھچہ مانو چندر کو چیر کسم چوایو یہ چھچہ جان باختہ کہتا ہوا بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے
برآمد ہوا اور ایک کبیشر خوش منظر کو طلب فرما کر سوال کیا کہ اس ارتھ کا کبت پر حلاوت جلد
موزون کر دیو اوس کبیشر زبان آور نے جواب دیا کہ اے بہار سبزبختان گلشن دولت و اے آبشار
خیابان حشمت اس چھچہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سمین پیا سنے سکھ مین کر کھول کر آپ تنبول
کھلایو چند مکھی مکھ سے اپنے کر چوم کے جو ان ہی سلیس نوایو لالن لال لیے رہت سون انکمین
چھتیان چیور اہی لسایو مسکاتے پیک گرے مکھ سون مانو چندر کو چیر کسم چوایو قطعہ
اوس کبیشر کا گوش کرکے کلام بادشہ نے بہت دیا انعام قدر دان جو سخن کے ہین فہیم
وہ سخن کو سراہتے ہین ضرور نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین
پیش از طلوع آفتاب عالمتاب اپنی موج مین سیر دریا کر رہا تھا کہ ایک نازنین مہ جبین چار دو نگاہ
اپنے خاوند کے ہمراہ شب کو ہم بستر ہو کر ناگاہ وقت پگاہ مثل ماہ دریا مین نہانے کو آئی
اور غوطہ زن ہو کر اپنے بال مشکین سنبل پستان وہ غیرت مہر درخشان کھڑی ہو کے جو نچوڑنے لگی
تو بادشاہ عالم پناہ کو اونکی قطرات آب دیکھ کر یہ مضمون سوجھا کہ اس حبا عنبرین کی چوٹی سے سراسر
یہ پانی کی بوندین نہین گرتی ہین مگر بار سیہ نے جو ماہ تابان کو چوما ہے تو اوس کا امرت دم کی
راہ سے نکلا ہے اس عالم پر یہ ارتھ زبان پر گذر کر چھچہ امی نکسو ہے پونچھ کی اور ن ہی سر
ارتھ کو پڑھتے بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین زینت بخش ہو کر بہت کبیشر خوش منظر سے کہنے لگا
اس چھچہ کا کبت موزون کرو یعنی چھچہ امی نکسو ہے پونچھ کی اور ن ہی اس کا انعام بخواہش تمام
تجھ کو دونگا اور اچھا یا کسی ایسا عنایت ہوگا کہ تو بڑا کوٹیالا ہو جائیگا اور تیری دل کی آرزو سب
نکل جائینگی اور اگر اچھا نہ اس ارتھ کا کبت میری حسب دلخواہ فی الفور نہ بنیگا تو اے افعی زمان تجھ ناتوان کو
اس قدر ماریگا کہ تیرے بدن کی کھال کینچلی کی طرح اوڑ جائیگی اور قالب کی بانبی سے تیری روح
کی ناگن ابرا کر فرار ہو جائیگی اور اژدہا جان بیگمان کہار قضا سے سر ٹیک کر بیجان ہو جائیگا
ویا تجھ روسیاہ گمراہ کا منہ کالا کرکے ناگ پور کے اجگر قید خانے مین مقید کرونگا

یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کچھ منتر پڑھکر کہنے لگا ای خداوند جہان
ای قبلۂ زمان اس ارتھ کا یہ کبت ہے **کبت** ایک سمین برسون رت مانگی برات گئی سنتا دینہر
لہورن ہہ دے بڑ کی جھیمن نکسین اور بہاری بھئی گج لاگ پچھوڑن ہ بربست بلوکت باچھیں
کو جل کی گنگا جیو مین بال کی جھورن ہ چندر کو جوست ہی مانو ناگ امی نکسو یہ پونچھی کی اودن **اشعار**
یہ سنکر کبت بادشہ نے کہا کہ صد آفرین مرحبا مرحبا ہ کہا تونے ایسا کبت حسب حال کہ جس
مراجی ہوا خوش کمال ہ غرض شاہ سنے ہوے مسرور خوب ہ دیا اوس کو انعام بھرپور خوب ہ
نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین ماہ تابانی ہم رنگ چنپئی رشک زعفرانی غسل کرکے جو کی
طلائی مرصع پر زرو غلطی کا تہمد باندھی بیٹھی بال رشک سنبل بستان بکھا رہی تھی کہ یکایک
اچانک بادشاہ گیتی پناہ اوسکی پشت کی طرف سے محل بے بدل مین جو درآمد ہوی تو بادشاہ
عالم پناہ کو اوسکی پشت کندن سی دمکتی ہوئی پہ بالون کی سیاہی یون نظر آئی کہ جس پہ یہ
پھبچہ زبان زد ہوئی **پھبچہ** سونے کی دیوار پہ چوتے پرنار ہی ہین ہ یہ ارتھ پڑھتا وہ بادشاہ عالیجاہ
محل بے بدل سے باہر آیا اور ایک کبیشر ہمسر لب گنگ اور افسر دلپیت خوش آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ
اس ارتھ کا کبت ایسا بے بہا بنا دے کہ جس مین سراسر میرا مطلب بہمسر ہو اور اگر اس مین ایک
سر مو تفاوت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے سر دست کاٹا جائے گا اور اگر اچھا تا مقصد حضور
پر نور سے تیرا مضمون سر بسر ہوگا تو تجھ کو سرفرازانہ و ممتازانہ انداز کرکے سرداروں مین سر بلند
کرونگا **نظم** اس کبیشر نے سن کر شہ سے کہا ہ زہے اقبال اس کبیشر کا ہ جس کو حضرت سراہین یون
دل سے ہ ہی ایسی یہ بات مشکل سے ہ الدعا اوس کبیشر صاحب ذکا نے ہمتا سے فی الحال حسب
حال یہ کبت بنایا **کبت** چکنے جھر جھار ڑمانون پنکھ دار کیدھون بھورن کی ڈار کیدھون سپتن
کے بچارے ہین ہ تر تار کیدھون ناگن کی ڈار کیدھون پھول کسی سیج سنوارے ہین ہ کاجر کی
کاری اندھیاری ہی پریم لگت پیاری سوندھا تی سوندھارے ہین ہ لانبی لہکاری گوری
پیٹھ پہ ڈاری سونے کی دیوار پہ چوتے پرنارے ہین **ابیات** سن کے اوس کا کبت
سبھی نکیسری ہ مرحبا بول اٹھے وہ خوش ہو کر ہ اور شہ نے اوٹھی سر دربار ہ سرپا ہون کا کر دیا
سردار ہ واقعی جو سخن سکھے فی الحال ہ اوسکو کرتے ہین قدردان نہال ہ لیک بھجور اب
کہان وہ لوگ ہ کیا سخن سنج تھے یہان وہ لوگ ہ **نقل ہے** کہ ایک جوہری
رشک پری قدیم اکبرآباد کا مقیم ہیرا لال نامی جتنی لال کے بیٹے نے

برائے تجارت جواہرات نادرات جھنجے سینے کو سفر کیا تھا لیکن اوسکے فراق اور اشتیاق مین اوسکی جورو نیک خو کا یہ احوال پر ملال تھا کہ آٹھون پہر اپنے شوہر کے در دندان کے خیال مین رو رو کے سلک گہر صدف چشم سے بہایا کرتی تھی اور کبھی اوس کے لب یاقوت گون کے دھیان مین دیدۂ خونبار سے لخت جگر مثل عقیق امرت ٹپکاتی اور کبھی اوس کی ریخ سبز رنگ رشک زمرد رمانی کے تصور مین دست وحشت غیرت پنجۂ مرجان سے اپنے عارض گلفام کو ماری طمانچون کے لعل کے مانند لال کرتی اور اوسکے یشب خیال مین وصل کی تختی براے دفع خفقان دو گشتۂ حرمان روز و شب سینہ پر رکھتی اور کبھی اوسکی کاکل مشکین کے دھیان مین نیلم کی طرح آنکھون مین ایسی تیرگی چھائی تھی کہ مانند سلیمانی پتھرا جاتی تھی الغرض اس حالت پر ملالت مین اوس جوہری رشک پری کے رشتہ حیات ٹوٹ جانے کا جو نامہ قاصد غم آمادہ در پر لایا تو مس نازنین اندوہگین کا احوال پر ملال کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتے ہی یہ حقیقت ہوئی کہ تنگ و حیا کا لفافہ کھل گیا اور ابر عشق سی چھاتی بھر آئی دونون صدف چشم سے موتیون کی لڑی نکلنے لگی اس حالت پر صعوبت مین ایک باری بصد بیقراری وہ خود غلط خط لینے کو چلی تو یکایک نام دلارام بھول کر ہر ہر کر اوٹھی اتنے مین سناٹے کا پیغام ناکام قاصد نے جو دیا تو دل کا یہ احوال پر ملال ہوا گویا تیل کی بوند آگ پر پڑتی ہی دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور دروازون کے پٹ سے جو لگی کھڑی تھی تو ایسے عشق کی آتش بدن پر چھا گئی کہ نامہ لیتے ہی چراغ کی بتی سی جل اوٹھی غرض وہ شمع شب افروز بادہ جگر سوز آتش اجل سے جل کر وہین رہگئی یہ خبر وحشت اثر ایکبار اخبار مین جو اکبر بادشاہ جمجاہ کو پہونچی تو اوس اخبار اعجوبۂ روزگار کو ملاحظہ کرکے کب گنگ خوش آہنگ سے فرمایا کہ اے کبیشر زبان آور عجب بات ہے کچھ پانی کے ہاتھ لیت پاتی سے جر اوٹھی ہے یہ کچھ جان سوختہ کب گنگ سنکر کہنے لگا خداوند نعمت فی الحقیقۃ مگر اس کا یہ موجب ہے کبت او دھولائی پاتی برہن گھر آئی چھاتی دوا سیب نین کے موتی سی جھر جھر اوٹھی ہے بیاکل ہوئی ناریاں لین چلین بار او دھو تاؤن لئی بھول ہر ہی ہر کر اوٹھی ہے اتنے مین سندیسہ دیو ہرین مین پانچ بسو تیل بوند آگ پڑی دھڑ دھڑ کر اوٹھی ہے تمھاری تھی پاٹ لاگ جھاکی برہ آگ پانی کے لیت لیت پاتی سی جر اوٹھی مثنوی مسلسل کبت یہ جو اوس نے کہا ہے تو شہ نے جواہر صلے مین دیا ہے حقیقت مین اکبر نے مجبور تو ہے جلا دی نظامی کے اس قول کو ہے بنا سفتہ در سے کہ در گنج یافت ترازوے خود را سخن سنج یافت ہے نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین وقت

طلوع آفتاب عالمتاب بلبیاختہ مکان خوابگاہ کا دروازہ کھول کر سر برہنہ انگیا جان چھاتیون پر آراستہ کر رہی تھی کہ یکایک اچانک بادشاہ عالیجاہ وہان رونق افزا ہوئے اور باہم دونون کی چشم سے چشم دوچار ہوئی اوس حالت پر حلاوت مین وہ انار پستان مثل گل خندان منھ پھیر کے جو کھلکھلا کر ہنس پڑی تو اوس گل حیا آلودہ کے دُر دندان کا یہ عالم نظر آیا کہ جس طرح لطمۂ صبا سے ایک بار انار شق ہو جاتا ہے اور اونکے دانے رشک گوہر آبدار نظر آجاتے ہین یہ عالم دیکھکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ جھجہ زبان پر لائے جھجہ پھوٹو انار بیار کی مار ہے ؛ یہ جھجہ جان باختہ کہتے ہوے اکبر بادشاہ محل سے برآمد ہوے اور ایک گبنشر زبان آور کو یاد فرما کے ارشاد کیا کہ اس ارتھ کا کبت فی الفور بے غور موزون کر دے جھجہ یعنے پھوٹو انار بیار کے مارے ؛ یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ گبنشر خوش منظر کہنے لگا پیر و مرشد برحق اس ارتھ کا یہ کبت ہے کبت بھور ہین سوت اودت گیو اُٹھ بیٹھی بھامن بھون او ساری ؛ کنجن مین گج دودا اُٹھن دھر دھر انچرا ایسیح سنبھاری ؛ اودھر ان پڑو شاہ اکبر درگ چار پڑین نا ہین وہ ٹاری ؛ گوری لکھ موڑ ہنسی وھون پھوٹو انار بیار کی ماری تمتو نتی یہ سنکر کبت شہ نے ہنس کر کہا ؛ ہزار آفرین مرحبا مرحبا ؛ کہا تو نے ایسا کبت حسب حال کہ جیسے ہے اچھی مراد خوش کمال ؛ غرض شاہ اکبر نے مجھو رغوب ؛ کیا اوس گبنشر کو مسرور نعمت



پانچوان باب ظریفون کے لطیفون مین

عاقلان دمساز اور ناقلان خوش آواز رباب بیان کو مضراب زبان اس قانون سی چھیڑتی ہین کہ تیمور لنگ بادشاہ خوش آہنگ نے ہندوستان دلستان کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کے بادل شاد ارشاد کیا کہ اکثر مردمان صادق اور بزرگان فائق سے استماع مین آیا ہی کہ ہندوستان مین مطرب بوالعجب خدا ساز خوش آواز ہین یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سن کر ایک مطرب نابینا خوش لہجہ روشن دل اپنے فن کا ایسا استاد زمانہ کا زمین یگانہ حضور پرنور مین حاضر ہوا کہ جسکی ترن مین تان سین اور اودہو نایک کی روح پٹا لوٹی کرتی پھرتی تھی اور تال سر مین ایسا سر تا کہ سرستی بھی اوسکو آ کے سب سری تھی اور اپنے فن کا ایسا نٹ کھٹ کہ پردیس کا کھڑا راگ اوسکے خیال مین تھا اور آواز جادو طراز سہتی سہنی ایسی گداز تھی کہ جسکی خوش الحانی پر الحان داودی سندھ کی جنگلی مین وجد کرتی تھی اور ایسا دیپک کو وقت وہ چراغ محفل طرب امین گوا لا ایتا تو اسکو گوری سنکہ الیا چو کے شہانہ دیتی کہ اوسکی سنگت والی نہایت ملار کرتے غرض اس نایک زمان پر چھپر راگ چھتیس راگنی کا سراسر پردہ فاش تھا نظم کہان تک کرون اسکی تعریف عام ہے کہ اس سے سوا ہی فضولی کلام ہے اگر شہر تھا مطرب لون سے بھرا تھا پر ایسا کلاونت نہ تھا دوسرا ہے الحاصل وہ مطرب دلنواز خوش آواز حضور پرنور مین ایسا خوب گایا کہ تمام محفل بے دل ہوگئی بقول میر حسن **اشعار**

غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے ہے اڑے جس جگہ تھے اڑے رہ گئے ہے جو بیٹھی تھی اٹھی نہ وہ چل سکی ہے جو بیٹھی سو بیٹھی نہ وہ ہل سکی ہے

المطلب اوس مطرب بوالعجب نے جب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمور لنگ بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ ای مطرب بوالعجب ترا نام خاص و عام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بصد ادب عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت شمس سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتے ہین تیمور لنگ شہنشاہ نے متبسم ہو کے فرمایا ای عزیز بے تمیز کیا دولت کوری ہے تجھ اندھے نے اپنا نام دولت رکھا ہے وہ کور منھ زور کہنے لگا قربان جاؤن اگر دولت اندھی نہوتی تو لولے لنگڑون کے کیون ہاتھ آتی یہ لطیفہ خوش دقیقہ سماعت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خانسامان خاص سے بادل شاد ارشاد کیا کہ اس دولت کو اس قدر دولت دو کہ ہماری بدولت دولت دنیا سے نو دولتون مین دولتمند ہو جائے غرض تیمور لنگ شہنشاہ نے اس مطرب کو ایک سخن دلاویز پر زر ریز کر دیا غرض بقول میر حسن سچ ہے **ابیات** سخن کے طلبگار ہین عقلمند ہے سخن سے ہے نام نکویان بلند ہے سخن کا

صلہ یار دیتے رہے ؛ جواہر سدا مول لیتے رہے ؛ اور اب کے زمانے کے شاہ و وزیر
سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر ؛ سخن کی جہان ہو نہ قدر ؛ وہان کیا کرے جلوۂ نور بدر ؛
نقل ہے کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جھینگا نامی ہمیشہ دریای بے پایان مین مچھلیان پکڑتا اور بیچکر
اوقات بسر کرتا قضای کار وہ نام دار ایک روز برای شکار ایسی جھیل بے عدیل پر گیا بقول مرشد
ابیات کرون پاٹ کا اوسکی مین ذکر کیا ؛ ہر اک اوس کا سوتا تھا اتنا بڑا ؛ کہ گن گن کہتا تہان فلک
تھی جہان ؛ وہان مارتا پھرتا تھا مچھلیان الحاصل اس جھیل بے عدیل مین اوس دم دار کا سلیقہ شعار نے
جال فی الحال پھینکا کہ ایسی مچھلی پھنسی کہ جسکی تعریف گرداب بیان سے باہر ہے اوس مچھلی خوش نگار
غیرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکھ کر دل مین کہنے لگا اگر اس مچھلی رشک گلزار کو بازار مین فروخت
کرون گا تو کمال ہے کہ پانچ چار فلوس منحوس سے کوئی زیادہ دیگا اس سے بہتر ہے کہ اس مچھلی نایاب کو آفتاب
بادشاہ عالیجاہ کی نذر کیجیے شاید اس ماہی سے کچھ مراتب زیادہ ہو تو عجب نہین کیونکہ بقول تخصیص مثل
گھڑی مین گھڑیال ہے ؛ مگر اس مچھلی کو سرداری بذات نہنگ الیسر نا سکے یہ گھڑی جو کہ
اگر کسی جاسوس کو محسوس ہو الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ کے قریب
وہ مچھلی عجیب و غریب لیگیا وہ شہنشاہ عالم پناہ اس مچھلی کو ملاحظہ فرماکے نہایت مسرور ہوا
اور وزیر صاحب توقیر سے ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دل پذیر کو سو روپیہ با قصور
بے دستور عنایت کرو وزیر صاحب تدبیر نے گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ اسکا
بادشاہ بحر و بر ہو اسے ما ... ایک ماہی و ماہی کا انعام و اکرام اس قدر ... عقلمندی کا
کام نہین ہے بادشاہ عالیجاہ نے فرمایا اے وزیر بے نظیر حکم شاہی ... آنا
موجب ننگ و حیا ہے بقول شخصی قول مردان جان دارد اوسکے جواب ... وزیر
خوش تقریر نے کہا اے شہنشاہ عالم مثل جو کوئی گڑ دیے مرتا ہو اوسے زہر کیا دیجیے
لیکن اس ماہی گیر سے پوچھیے کہ یہ ماہی نر ہے یا مادہ اگر وہ کہیگا کہ نر ہے تو
ارشاد کیجیے کہ ہم کو اس شکل کی مچھلی مادہ درکار ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ مچھلی مادہ ہے تو کہیے
کہ ہم کو نر مچھلی چاہیے اس گفتگوے پر فریب سے وہ لاجواب ہوگا اور حضور لامع النور کا انعام
اکرام واپس ہو جائیگا بادشاہ عالیجاہ نے وزیر خوش تقریر کا سخن پسند فرماکر پوچھا کہ اے
دام دار ماہیان دریا اور اے افتخار مردمان دانا سچ بتا کہ یہ ماہی نر ہے یا مادہ اوسکے جواب
مین وہ ماہی گیر خوش تقریر حیرت زدہ ہوا کہ اے بادشاہ بحر و بر ؛ الا یہ ماہی تو اہی خنثی ہے

نر و مادہ کے درمیان ہی یہ جواب باصواب ماہی گیر خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند خاطر ہوا اور اس لطیفے کے صلہ مین دو سو روپیہ اور انعام و اکرام فرمائی لیکن سچ تو یون ہے

مثنوی عجب تھا زمانہ کہ جس دور مین ٭ صلہ لوگ پاتے تھے ہر طور مین ٭ اور اب کے زمانے کا یہ حال ہے ٭ کہ دیکھین جسے گھر سے خوش حال ہی ٭ بلا کر اوسی گھر سی باعزت و جاہ کرین آخرش کو جہان مین تباہ ٭ غرض اوس زمانے کے بھہور لوگ ٭ سمجھتی ہین کیا آپ کو دور لوگ ٭ ولیکن ملوث بہر کار ہین ٭ متاع جہان کے خریدار ہین

نقل ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سیاہ براے شکار آہوان عیار میان مرغزار تن تنہا گیا تھا اتفاقاً ایک شخص بصورت نجبا اور بسیرت شرفا تابش آفتاب عالمتاب کے سبب سے زیر درخت بیٹھا تھا وہ بادشاہ روسیاہ بھی اسی درخت کے سایہ مین آکر کھڑا ہوا اور اوس عزیز باتمیز سے یون حرف زن ہوا کہ اے ملیح بیان و ای فصیح زبان سچ کہہ کہ اس شہر مینو چہر مین بادشاہ خیر خواہ خلق ہے یا ظالم و ستمگر ہے وہ عزیز باتمیز راستگو جوابدہ ہوا کہ ای شہسوار بادشاہ کا کچھ حال نہ پوچھ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ روسیاہ نہایت ظالم اور لائم ہے مگر شیخ سعدی شیرازی کے قول کو نہین سمجھا **شعر** نماند ستمگار بد روزگار ٭ بماند بر و لعنت کردگار یہ سخن دلشکن گوش فرما کے وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنے لگا ای عزیز ناچیز تو مجکو بھی پہچانتا ہی کہ مین کون شخص ہون یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ نادانستہ دل خستہ جواب دہ ہوا کہ مین تو دل دادہ غم آمادہ کیا جانون کہ تو کون ہی اور کس کھیت کی مولی ہے ناحق ہمیں گفتگو سی مغز پھرا تا ہی **اشعار** یہ سنکر کہا تنہ سنے ای نابکار ٭ اسی شہر کا مین تو ہون شہریار ٭ مرے ہفت کشور ہی زیر نگین مجھے باج دیتا ہی خاقان چین ٭ تجھے اپنے جی کا نہ تھا خوف کیا ٭ یہ تو نے مجھے اس

یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دل مین ڈرا لیکن دلیری اور دلاوری سے یون گویا ہوا کہ اے بادشاہ عالیجاہ تو بھی مجھ کو پہچانتا ہی کہ مین کون جنس ہون بادشاہ پر گناہ نے کہا اے عزیز بے تمیز مین تجھ کو نہین جانتا ہون کہ تو کون ہی وہ شخص زبان طرار ایک بار یون گویا ہوا کہ ای بادشاہ مین دلدادہ دسودا گرزادہ ہون لیکن ہر مہینے مین نحوست ستارہ سی مین دل دیوانہ تین روز کامل سڑی وحشی ہو جاتا ہون چنانچہ میری آزار نابکار کا آج پہلا روز ہی یہ کلام فطرت آمیز اس وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ بے اختیار ہنس پڑا اور یہ تشفی تمام اوس خوش کلام کو کچھ اشرفیان دیکر اپنے شہر پہ قہر مین آیا اور ظلم و ستم ملک بے خبری سے بعدل و عدالت

اخراج کیا اور فی الحقیقة بقول نخشبی ؎ رباعی نخشبی ظلم خصم مملکت ست ٭ تو نه که زین دقیقه آگاهی ٭ ظلم هدم مملکت بر اندازد ٭ ظلم شاهان ست دشمن شاهی ٭ ہیچ ہے مجبور ظلم شاہی سے ٭ نظر آتے ہین لوگ واہی سے ٭ **نقل** ہے کہ ایک شاعر رشک صائب فخر حافظ ایک دولتمند ہوشمند کی ثنا مین چند اشعار آبدار رشک بہار موزون کر کے لیگیا وہ دولتمند عقلمند اون شعرون کو استماع کر کے کہنے لگا کہ اے غیرت ظہوری و نظیری و اے خجلت دہ انوری و ضمیری با اہل ہیبت تو اس بات کو یقین سمجھو کہ تو نے یہ قصیدہ دل رسیدہ پر لطف اس قوت کا محنت سے انشا کیا ہے کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرأت ہے جو ایسا قصیدہ موزون کر کے تجھ پر سبقت لیجاوے لیکن کیا کرون جانے رقت ہے کہ جی کی حسرت جی ہی مین رہی جاتی ہے اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت اور اہل شان و شوکت ہوتا تو بحق امام حسن اور امام حسین علیہما السلام تجھ خاطر آشفتہ دل ملول کو بر رسم زمانہ دولت دنیا سے مسرور کر دیتا کیونکہ تجھ سا ولی خلیق طبع صاحب دبدبا آبرو و غیرت قمر اہل اثر نیک اختر رشک ماہ تابان کہان مخلوق ہوتا ہی اور بقول مصحفی **شعر** مرزا و میر سے تجھے کب ہے برابری ملتا تو اون کے پلے مین ہوتا جو انوری ٭ اور حاتم اور قائم اور مرزا جان جانان اور کمتری اور گوہری اور ناجی اور فغان غرض جملہ شاعران جہان تیری شاعری کے آگے ناموزون ہین اور ہر ایک کا قافیہ تنگ ہے اور تیرے ہمردیف کوئی نہین ہو سکتا ہی حاصل کلام وہ دولتمند عقلمند بعد خوشامد بسیار و لجاجت بیشمار یہ گفتگو زبان پر لایا کہ اے استاد نظامی و اے افتخار جامی اس وقت میری پاس زر نقد نہین ہے جو تجکو قصیدے کے حصلے مین دون مگر غلہ کی قسم سے میری خرمن مکان مین بہت کچھ ہے تو وقت سحر بار برداری لیکر میرے پاس بلا وسواس آنا بقدر حوصلہ مین خدمتگذاری بجالاونگا وہ شاعر نادان آوردہ فیلسوفی سے بیخبر خوش و خرم اپنے مکان دلستان مین آکر سو رہا وقت سحر بوعدۂ آن توانگر کسی یار آشنا سے بار برداری لیکر اوس فطرت اساس کی پاس گیا اور بقول میر حسن **شعر** کہا میرا مجرا ہے اب لا دیجیے ٭ جو دینے کہا تھا سو دلوائیے ٭ وہ توانگر ہنس کر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز تو نے سخن آرائی سے جس طرح مجکو خوش کیا اسی طرح مین نے بھی کلام دانائی سے تجھ کو خوشحال اور نونہال کر دیا ما و شما ہر دو برابر اند بقول شخصی **مثل** نہ اودھو کا لین نہ مادھو کا دین ٭ جاؤ تم اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش **مثنوی** غرض ام

فرح القلوب
کور

سخن سے وہ شاد عجیب ؛ ہوا شرمگین اپنے دل مین غریب ؛ مگر اُس توانگر نے مہجور خوب
دیا اوس کو انعام فرح القلوب ؛ **نقل** ہے کہ ایک کور منہ زور اندھیری رات رشک ظلمات مین
چراغ بدست ہوش پانی کا گھڑا بالای دوش اس شکل سے بازار مین نمودار ہوا یہ ماجرای عجیب و
غریب ایک عزیز باتمیز دیکھ کر کہنے لگا کہ ای کور کم ہور یہ کیا حماقت بی لیاقت اس وقت تجھے سوجھی کہ
شب تار ناہنجار مین تو چراغ ہاتھ مین لیکر نکلا بقول سعدی **شعر** نور گیتی فروز چشمۂ ہور ؛ خوش بنیاید
بچشم موشک کور ؛ ای احمق تیرہ بخت زبان سخت تیری آگے تو لیل و نہار خزان اور بہار ہر زمان
یکسان ہے پھر اس روشنی چراغ بی سراغ سے تجھے کیا سود اور بہبود ہے یہ سخن دلشکن سنکر وہ کور منہ زور
کہنے لگا ای اولاغ یہ چراغ مجھ کور ظاہر کے لیے نہین ہے تجھ کور باطن کے واسطے ہے کہ اس اندھیری
رات رشک ظلمات مین تو میرا گھڑا پانی بھرا نہ توڑے یعنے چراغ کی روشنی سے
تجھ کو روشن ہو کہ اندھا پانی کا گھڑا لیے آتا ہے تو آپ ہی بچکر چلے گا **شعر** نہین تو اندھیری مین کیونکر بھلا
ای اندھے یہ اندھا تجھے سوجھتا ؛ یہ کلام نیک انجام اوس نابینا روشن دل کا سن کر وہ کور باطن
مثل چراغ خاموش خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا **اشعار** اگر تجھکو مہجور ہے عقل و ہوش
تو اس بات کو میرے سن رکھکے گوش ؛ جو بینا حقیقت سے ماہر نہو ؛ و یا سر حق اس پہ ظاہر نہو
مثل اسکے حق مین یہ سمجھی ہے اور ؛ کہ اوس آنکھ والے سے بہتر ہے کور ؛ **نقل** ہے
کہ ایک درویش دلریش سے کچھ تقصیر حقیر سرزد ہوئی تھی اوسکی تعزیر ناگزیر مین حبشی کوتوال بد افعال
نے حکم دیا کہ اس فقیر بے پیر کا سارا منہ سیاہ کر کے شہر بدر کردو **شعر** تا نہ پھر کوئی اس طرح درویش ؛
ظاہر الفقر مین ہو کافر کیش ؛ یہ کلام اوس ناکام کا سنکر فقیر خوش تقریر کہنے لگا ای حبشی کوتوال بد خصال
اوس فقیر حقیر کا آدھا منہ سیاہ کر کے تشہیر کر تو بہتر ہے ورنہ جمیع مشاہیر شہر و جماہیر دہر سمجھین گے
کہ بادشاہ عالم پناہ نے حبشی کوتوال کو شہر بدر کیا یہ لطیفہ خوش دقیقہ سنکر وہ کوتوال نیک خصال نہایت
خوش ہوا اور کلام فرحت التیام زبان پر لایا کہ فقیر روشن ضمیر اس روسیاہ پر گناہ [illegible] کی تقصیر ناگزیر
معاف کی **اشعار** غرض وہ گدا اپنی تقدیر سے ؛ ہوا فارغ البال تقصیر سے ؛ عجب شے ہی مہجور یعنی
سخن ؛ شہادت مین اسکی ہے قول حسن ؛ سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام ؛ جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے کام
سخن کا سدا گرم بازار ہے ؛ سخن سنج اس کا خریدار ہے ؛ **نقل** ہے کہ ایک فقیر خوش تقریر صورت
آزاد مادرزاد برای سوال مال دکان بقال سخت مقال پر جا کر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ لنگور کی
صورت زنبور کی مورت اپنی غلہ مکاری اور کیسۂ دغابازی سے من چاہے تو کچھ فقیر کی پلے مین ڈالدی

کہ جبسی نفس حریص کا کتا سیر ہوجائی یہ بات واہیات سنکر وہ بقال بدخصال کہنے لگا اے ہدہد دم دراز وای جغد بدآواز چل میری آگے سے دم دبا کر اڑجا نہین تو مارے ڈنڈون کے تیرے ہاتھ پاؤن تھیلا کردونگا غرض اس گفتگوسے وہ بدو نے یہانتک سربلند کیا کہ اس درویش گم کردہ خویش نے ایک جوتی پاؤن سے نکال کر بقال بدخصال کے سر پر ... جڑی القصہ وہ بقال بیش کو توال اوس فقیر تن حقیر کو لیگیا اور احوال حمق مقال گذشتہ بتفصیل ایکبار اظہار کیا کوتوال بدخصال نے اوس درویش سے کہا اشعار اگر تو تھوتا بہ شکل گداہ محجوب سیاست تجھے مارتاہ ویا قید خانے مین کرتا اسیر ہ پر اسمین سے تیری رہائی فقیر کہ کفارہ اوس کفش پاکا میرے سامنے آٹھ آنے تو دے ہ یہ کلام بدانجام کوتوال بدخصال کا سن کر اوس فقیر خوش تقریر نے ایک جوتی کوتوال کے سر پر جڑی اور ایک روپیہ جھولی سے نکال کر آگے رکھدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر یہی منصفی ہے تو یہ فقیر تن حقیر اس روپے کو کہان بھناتا پھرلیگا آٹھ آنہ آپ بھی اور آٹھ آنے اس بقال کذب مقال کو دیجیے **ابیات** یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا ہ مگر سب نے مجبور ہاہم کہا ہ فقیرون کو غصہ نہ یہ چاہیے ہ جہان جاے اوس جا صدایہ کہی فقیرانہ آئے صدا کر چلے ہ میان خوش رہو ہم دعا کر چلے ہ اور شیخ سعدی بھی یون فرماتے ہین **اشعار** ہر کہ بر خود در سوال کشاد ہ تا بمیرد نیاز مند بود ہ آز بگذار و بادشاہی کن ہ گردن بے طمع بلند بود ہ **نقل** ہے کہ ایک امیر صاحب توقیر اپنے مکان دلستان مین تیر سے بزور نشانہ میخ پر نشانہ لگا رہا تھا ہر چند اور بھی تیر انداز کمان ابرو اوس محفل عالی منزل مین تیر زنی کر رہے تھے لیکن کسی کماندار کا تیر مطلب ہدف مقصد پر نہ بیٹھتا تھا اُس عرصے مین ایک فقیر خوش تقریر اوس جلسے مین آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ کے آگے دراز کیا اوس امیر صاحب توقیر نے تیر و کمان اپنی قبضے سے فقیر خوش تقریر کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ ای فقیر روشن ضمیر اس میخ کے بیچ مین تیر کو لب معشوق کر لگا تو تیرا سوال فی الحال بر آوے گا غرض اُس درویش خیر اندیش نے لیس ہو کر تاک کے اوس میخ کا نشانہ بزور نشانہ سراسری ایسا مارا کہ ہر گوشے سے تحسین و آفرین لوگ چلا اوٹھے غرض اوس امیر بے نظیر نے اس وقت خوشنود خاطر ہو کر سو روپے اُسے عنایت اور کرامت فرمائی وہ فقیر خوش تقریر روپے جھولی مین ڈال کر کہنے لگا ای بابا اس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا لیکن شیخ سعدی کا قول سچ ہے **شعر** کریمان را بدست اندر درم نیست ہ خداوندان نعمت را کرم نیست ہ یہ سخن دلشکن سنکر وہ امیر صاحب توقیر کہنے لگا

ای نادیدۂ زر واسے حریص بدگہر تجکو مین نے یک مشت سو روپے دیے اور تیری خیال مین سگا ائین
نہ آئے اسکے کیا معنے اوسکے جواب مین وہ فقیر خوش تقریر بولا ای امیر دلپذیر اگر تیری گوش خاطر مین
گرانبار نہ گذری تو یہ عرض ہے وہ سو روپے تو مین نے سچ مارنے کے لیے ہین سوال ہزروال کا
اسمین کیا ذکر ہے فقیرون پر تو وہ طوفان کیون اٹھاتا ہی یہ کلام وہ امیر عالی مقام سنکر نہایت خوش و خرم ہوا
اور سو روپے اور انعام با اکرام عنایت فرمائے لیکن سچ تو یون ہے بقول نخشبی **ابیات**
نخشبی نیست خلق بر یک طبع ؎ من ندانم تو در چہ منوالی ؎ از کرام و لیام دہر پرست ؎ نیست
عالم نہ نیک و بد خالی ؎ سب یہ سچ ہے ولیکن ای مجبوبہ ہم تو ہر دم یہی کہین گی ضرور ہم آفرین
تیری گفتگو کو فقیر ؎ مرحبا تیری حاتمی کو امیر ؎ **نقل** ہے کہ ایک شخص نے اپنی نوکر فتنہ گر سی وقت
اختتام شام یون کہا ای نوکر وقت سحر اگر دو زاغ برابر تجھکو نظر آئین تو مجھ کو خبر کرنا کیونکہ دو زاغ صبح کو
دیکھنا شگون نیک ہی **نظم** یہ تو کہکر وہ سو رہا گھر مین ؎ صبح کو اوس نے بیٹھ کر در مین ؎ کی نگہ اسنے جو
سر دیوار ؎ تو نظر آئے زاغ دو اکبار ؎ یہ خبر وحشت اثر اپنے خاوند سے کہنے گیا اور ادھر
ایک زاغ پرواز کر گیا اور ایک زاغ اکیلا بیٹھا رہا قصہ مختصر صاحب خانہ نے جو آکر ایک زاغ
ناہنجار سر دیوار دیکھا تو نہایت خفا ہوا اور یہ کہنے لگا اے کوے مین نے دو زاغ دیکھنے کو
تجھ سے کہا تھا یا ایک زاغ منحوس کو کہا تھا غرض تو اپنی شرارت اور فطرت سی باز نہین آتا ہی
ای الو بد خو تجھ کو یہانتک مارونگا کہ تیرے تمام بدن مین سن بہری ہو جائیگی چل میرے سامنے سی
اڑ جا نہین اور نوکر رکہ لونگا کیا تجھ مین سرخاب کا پر ہی یا تو عنقا نوکر ہی میر ایجنتہ ہمایون چلا ہی
تجھ سے ڈیڑھ لٹو رسے کالے بھجنگ میرے دام مین بہت آ رہین گی کیا جہان مین کوئی چڑیا کا
نوکری نہین کرتا واللہ باللہ اب مین تجکو نوکر نہ رکھونگا تجھسا یو دنا بگلا بھگت مجھ بھی نوکر نہین چاہیے
مجھے بلبل نوکر چاہیے کہ جس سی سب رنک اوٹھا دین غرض یہ گفتگو دو بدو میان اور نوکر مین ہو رہی
تھی کہ یکایک ایک کہانی کا خوان بیگمان صاحب خانہ کی واسطی کسی آشنا کی گھر سی آ پہونچا اوس خوان
دلستان کو دیکھ کر نوکر کہنے لگا خداوند آپ دو زاغ ناپاک دیکھنے کا ارادہ نہ کیجی گا
نہین تو میری سی نوبت آپ کی ہوگی کیونکہ آپنے ایک زاغ دیکھا تھا تو کہانی کو آیا غلام ناکام نے
دو زاغ باہم دیکھے تھے تو اُسکے عوض مین گالیان اور جھڑکیان کھائین **مثنوی** یہ نوکر کی سن کے
بیان گفتگو ؎ لگے کہنے یہ راست کہتا ہی تو ؎ ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب ؎ تو مجبور کیونکر ہو کا
عتاب **نقل** ہے کہ ایک شاعر مفلوک و ملوک سر و پا برہنہ بحالت یاس ایک امیر کے پاس بلا دعوے

مسند زرنگار رشک بہار پر ایک بالشت کے فرق سے جا بیٹھا یہ نشست بی موجب اوس بے ادب کی دیکھکر امیر صاحب توقیر کہنے لگا ای کتے ناپاک بیباک تجھ مین اور سگ مین کیا فرق ہی اوسکے جواب مین اُس شاعر مفلوک دل ملوک نے ایک بالشت اپنی اور امیر کے درمیان مین رکھکر کہا ای امیر شکل پلید مجھ مین اور سگ مین ایک بالشت کا تفاوت ہی یہ گفتگو دو بدو سنکر امیر بے نظیر کہنے لگا ای مردک گستاخ کار حماقت شعار تو مجکو نہین پہچانتا ہے یہ شخص گوجی بیگ خان کے سگون مین سے ہی چل دم دبا کے تو یہان سے بھاگ جا نہین تو تیرے گلے مین رسوائی کا پٹہ ڈال کر رسوای خلق کرونگا یہ سخن دلشکن سنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک جواب دہ ہوا ای امیر بے پیر بس اب زیادہ نہ بھونک تجھ سی خرانٹ لینڈی سے بے چھٹی پلے حرام کے پلے گلخن شکاری ہزاری مین نے بہت درست کہی ہین تو اپنی جی مین یہ غرا نکرنا کہ مین ذات کا لعل بے بہا ہون شعر غرض اس کو شاعر نے مہجور خوب ؛ جھنجھوڑا بہت سا بحرف عیوب ؛ نقل ہے کہ ایک عزیز نا خیر مساعدی روزگار سی مسند دولت اور صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز و شب بی رنج و تعب عیش و طرب مین رہنی سہنی لگا اسکا احوال فرخندہ فال سنکر ایک یار وفادار برای مبارکبادی خانہ آبادی جو اوس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط بیک بھیانک ہو کر کہنی لگا ای عزیز بی تمیز تو کون ہی جو میری پاس بلا وسواس آیا شعر مین نہین واقف ہون تیری نام سی ؛ کام کیا ہی تجھ کو میری کام سی ؛ یہ سخن دلشکن اس کور باطن کا سنکر وہ غریب بی نصیب توسن زبان کو میدان بیان مین جولان کر کے یون گویا ہوا کہ ای یار وفادار ناہنجار تو مجھ کو نہین پہچانتا ہی مین تیرا یار قدیم و غمخوار مستقیم ہون مگر کثیر مردمان صادق اور دوستان موافق سی میری استماع مین آیا تھا کہ تیرا فلانا آشنا اندھا ہو گیا ہی سو عیادت اور تعزیت کی واسطی آیا ہون شعر خدا تیری دولت کو کھوئی نہین ؛ جو روشن تری ہی آنکھ ہووی کہین ؛ نظم اور تجھ سی نہین ہے کچھ درکار ؛ و قنا ربنا عذاب النار ؛ یہ تو کہکر گیا وہ اپنی گھر ؛ مثل آئینہ وہ ہوا ششدر ؛ گوش دل سی او دلی سن ای مہجور ؛ نخشبی کا یہ قول ہی مشہور ؛ قطعہ نخشبی اصل زشت زشت بود ؛ بیوفا با کسی وفا نکند ؛ گرچہ گیرد صواب جملہ جہان ؛ اصل بد از خطا خطا نکند ؛ نقل ہے کہ ایک عزیز با تمیز نی ایک طوطی رشک بلبل ہزار داستان اور غیرت عندلیب بوستان پرورش کی اور اسکو زبان فارسی مین اس قدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی ہر بات مین بزبان فارسی مین یہ کہتی در این چہ شک است القصہ ایک روز وہ شخص دل افروز اوس طوطی کو برای فروخت ایک بازار مین لیگیا اور سو روپی قیمت اُس جنس بیش قیمت کی ظاہر کی اتفاقاً ایک مغل بیدماغ کا سنہ کا پورا آنکھون کا اندھا اس طوطی عجیب کی قریب آکر پوچھنی لگا ای طوطی پارسی خوان تو غیرت بلبل ہزار داستان شکر خای خوش الحان .... پر

کی لائق ہے طوطی دوتی نے جواب باصواب دیا درین چہ شک است یہ کلام فرحت التیام وہ مغل بیدعقل سنکر نہایت خوش ہوا اور سو روپی نقد کیسۂ حماقت سی فی الحال نکال کر اُس طوطی پر فراست کی بہا مین دیکر خوش و خرم بے اندوہ و غم گھر مین لایا اور جواب نادرات واہیات اوس مغل نے طوطی بہروپی سی پوچھی تو وہی جواب دہرائی درین چہ شک است اس کلام وحشت التیام سے اوس مغل بیعقل کا مرغ دل قفس تن مین پھڑکنے لگا اور اپنی الوپنی پر شرمندہ اور خجلت زدہ ہو کر اس طوطی دوتی سی کہنی لگا ای طوطی لایموتی مین نے نہایت حماقت بے لیاقت کی کہ جو تجھ مشت پر کو سو روپی کو خریدا اوسکی جواب مین طوطی دوتی کہنی لگی درین چہ شک است اس مغل بے عقل نے متبسم ہو اُس طوطی لغبتی کو با دل شاد آزاد کیا ابیات لیک ہجو اب آج کل کے مغل نہ نہین کرتے ہین اس طرح کی عقل نہ بیرد کار نیک وہی ہوا نہ قول یہ نخشبی کا جس نے کہا نخشبی تا توان نکوئی کن نہ کس چہ داند چہ است نیکوئی نہ نیکوئی را جزا بدی ندہد نہ ہر نیکوئی را جزا است نیکوئی نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ مع مرشدزادہ خزادہ برای شکار فرحت آثار برای سیر مرغزار زیر کہسار سوار ہو گیا اتفاقاً دوپہر کو وقت آفتاب عالمتاب نے حرارت بشدت پیدا کی بادشاہ اور بادشاہ زادہ نے اپنا اپنا لبادہ ایک بار اوتار کر ایک مسخرے باہوش کے دوش پر ڈالدیا اور متبسم ہو کر بادشاہ عالیجاہ نے کہا ای مسخرے خوش خبر ان دونون لبادون کا بوجھ تجھ پر ایک خر کا بوجھ ہو گیا یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ مسخرا بی بہا کہنی لگا قربان جاؤن ایک خر کا بوجھ کیا بلکہ دو خر گرانبار کا بار مجھ نابکار پر ہی یہ جواب باصواب بادشاہ عالم پناہ مسموع کر کے نہایت محظوظ ہوا اس لطیفۂ خوش دقیقہ کے صلے مین وہ دونون لبادے ملبوسی بیش قیمتی عنایت اور کرامت فرمائی ابیات لیک ہجو ہر اب کہان وہ لوگ نہ قدر کرتے تھی خلق کی جو لوگ نہ اب تو وہ شاہ اور نہ شاہی ہی نہ جس طرف دیکھو اک تباہی ہی نہ نقل ہے کہ ایک عزیز صاحب تمیز نے اپنی نوکر فتنہ گر سی مرغ کا سالن مرغن پکوایا جس وقت کہ وہ سالن خوش گوار تیار ہوا تو اوسکی بو باس سی اوس نوکر فتنہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ مین پھڑکنی لگا آخر کار اوس نابکار نے مرغ بریان کی ایک ران بشوق تمام نوش جان کی اور ایک ران مع سینہ و بازو اپنی آقا کی روبرو لیگیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغ کی ایک ران دستر خوان پر دیکھ کر کہنی لگا شعر مری عقل اس جا یہ حیران ہی نہ کہ اس مرغ کی ایک کیون ران ہی نہ یہ گفتگو اس صاحب تمیز کی سنکر وہ نوکر فتنہ گر کہنی لگا کہ خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تھی شعر مرا اسمین ہرگز نہین ہی قصور نہ جو تھا گوشت سو آپ کی ہی حضور نہ یہ بات واہیات اوسکی گوش زد کر کر اوس عزیز با تمیز نے کہا ای مرغزنی ہمیشہ کہین بھی مرغ کی ایک ٹانگ ہوتی ہی جو تو یہ واہی گفتگو دو بدو کرتا ہی غرض ہر چند اس دانشمند نے تکرار بیشمار کی لیکن وہ مرغا کڑ کڑا کر یہی کہے گیا خداوند نعمت آپ جتنی چاہین

اُتنی دست درازی کیجیے پر اس مرغ کی ایک ہی ٹانگ تھی آخر کار ناچار ہو کر وہ عزیز صاحب تمیز دل مین کوفت کھا کر چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز ایک روز گھوڑی پر سوار کوچہ و بازار کی سیر کرتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک کوچے مین کسی کا مرغ بازو مین سر ڈالی ایک ٹانگ سی کھڑا تھا یہ نوکر فتنہ گر اس مرغ کو دیکھ کر کہنے لگا خداوند نعمت آپ فرماتے تھے کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہین ہوتا ملاحظہ فرمائیے یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنے کھڑا ہی بقول شخصی عیان را چہ بیان یہ بات واہیات اس نوکر زبان آور کی سنکر اوس عزیز صاحب تمیز نے دستک دیکر جو اوس مرغ کو ہشت کیا تو وہ دوسری ٹانگ نکال کر کھڑا ہو گیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنے لگا ای اندھی احمق بے بصر مطلق دیکھ لے اس مرغ کی دونون ٹانگین ہین یا نہین یہ کلام اپنی آقا عالی مقام کا سنکر اوس نوکر زبان آور نی جواب دیا خداوند نعمت یہ تو خوب حکمت ہی لیکن حضرت نی سالن کی رکابی پر کیون نہ دستک دی جو دونون ٹانگین مرغ بریان کی ہو جاتین **مثنوی** یہ نوکر کا سنکر لطیفہ عجیب ٭ لگا ہنس کے کہنے رہے خوش نصیب ٭ کہ جھوٹے نے سچے کو قائل کیا ٭ غرض ہے یہ نوکر بڑا ہی بھلا ٭ ہمیشہ جو ہوتا نہ حاضر جواب ٭ تو کس طرح بچتا وہ اس کو کباب ٭ **نقل ہی** کہ ایک بادشاہ جمجاہ نی ایک امیر خوش تقریر سی کہا ای امیر دلپذیر جس قوم کا نام بد انجام بان کی لفظ پر ہی وہ نہایت بد فطرت ہوتی ہی چنانچہ فیلبان باغبان ساربان گاڑی بان دربان **شعر** مری اس سخن کو نہ تو جھوٹ جان ٭ کہ ہین ان سبھون کی عجب آن بان ٭ یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ امیر خوش تقریر کہنی لگا **مثنوی** بجا آپ کہتی ہین ای مہربان ٭ کہ یہ بان والی ہین سب بد زبان ٭ انھین باندارون کو اس آن ہین ٭ مقید کا ہو حکم شعبان مین ٭ غرض سنکے یہ گفتگوی امیر ٭ ہوا بادشاہ دل مین اپنی حقیر ٭ ولیکن نظامی کے اس قول کو ٭ نہ سمجھا تھا مجبور وہ راست گو ٭ جو در خورد گوینده ناید جواب ٭ سخن یاوه گفتن نیاید صواب ٭ **نقل ہے** کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی سپاہ خیرخواہ نی فوج عدو سی کسی قلعی پر شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار مین آئی تو صاحب اخبار نی بادشاہ عالیجاہ کو خبر دی کہ خداوند نعمت کو فتح و نصرت مبارک اور میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سماعت فرما کر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش و خرم ہوا دو روز کی بعد زبانی شتر سوار شاہ تاجدار کو دریافت ہوا کہ فوج بلند اوج نی پایۂ ہزیمت و شکست پایا یہ خبر سنکر بادشاہ بجور و منغص ہوا اور وزیر صائب تدبیر سی ارشاد کیا کہ اس عزیز ناچیز کو بلوا کر چوب سیاست سے تنبیہ کر کہ بادشاہون کی آگی کیون دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بادشاہ عالم پناہ کی قریب آ کر کہنی لگا کہ خداوند جہان افسر یان غلام ناکام آج تعزیر کی قابل نہین ہی خلعت فاخرہ کی لائق ہی کس واسطی کہ ہزیمت اور ناخوشی کی روز اس غم اندوز نی خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سی خوش کیا تھا آج کا

روز بھی ناخوشی کا ہی حضرت کو لازم ہی کہ آج مجھ محتاج کو خداوند خوش و خرم کرین تو بجا ہی غرض اس سخن دل لگن سی بادشاہ عالیجاہ نی اوسکی تقصیر حقیر دل سی معاف کی **ابیات** ولی سچ ہی مجھو ریہ بات عام ✤ بقول نظامی شیرین کلام ✤ سخن گفتن و بکر جان سفتن ست ✤ نہ ہر کس سزای سخن گفتن ست

نقل ہے کہ ایک غریب اہل تخیب قاضی کی قریب گیا اور یون گویا ہوا کہ ای قاضی چشمۂ فیاضی آج کئی روز کی فاقہ سے تیری پاس یہ جو اس آیا ہون برای خدا مجھو ایسا کھانا دی کہ نفس حریص کا کتا سیر ہو جای اور تجھ کو اسکا ثواب بیحساب ہوگا کیونکہ مشہور و معروف ہی عرفی قلوب المؤمنین عرش اللہ تعالی اور سچ بھی ہی وہ در دنیا ستر در آخرت اور مثل مشہور ہی جو دیگا سو پاویگا یہ کلام نصایح التیام سنکر قاضی حامی اسلام کہنی لگا ای عزیز با تمیز کیا تیری گوش زد نہین ہوا کہ قاضی کی گھر کی چیہ ہی بھی سیانی اس کی سوا جو قاضی کی گھر مین آتا ہی وہ سوگند کھا جاتا ہی اگر تیرا جی چاہی تو جھوٹھ یا سچ جسمین تیرا پیٹ بھری ویسی ہی قسم کھالی **نظم** الغرض وہ بگفتۂ قاضی ✤ ہو گیا دل مین غریب سار اضی ✤ لیک گر عقل مین ہی تو باہوش ✤ تو نصیحت کو سنکی کر کی گوش

کسی سائل کو نہ دیجے ای مجھور

نقلہاے نظم

نقل طرفہ ہے ایک یہ مشہور
دودھ ایک کاسہ بھر کی پیتے تھے
پر نفر کو دکھا کے کاسۂ شیر
آ گیا دن گا ورنہ مین بہ خدا
وہ تو گھر مین گئے یہ کہکر بات
اوسکی اوپر سے وہ ملائی لی
الغرض اسنی تھوڑی می وان
جب وہ مردود لیکی پی ہی گیا
دل سے بولا کہ اب کوئی تدبیر
چشم عاشق ہو جس طرح پر آب
بعد اک دم کے آ گئے جو آقا
اک بھٹی دودھ کی سی صورت سے
سن سے کہنے لگا کہ ای صاحب
اور اوسی شکل سی دھرا ہی جام
چین سی لیکے اور تا قنطورا
ایک دن گھر مین گرکی کسرت کو
کہا آنکھون سی دیکھ اتی پی پیر
ماری کفشون کی تیری سر کا غدود
وہین اُس نے بڑھا کی دونون ہاتھ
کھا کی سکنے لگا عجب ہی مزا
کی ملائی تو سب وہ تو شیجان
یاد آئی جو بات آقا کی
تب کھیے جس سے پہو کاسۂ شیر
غرض اوسمین سی اوسنے لیکر شیر
اپنے کاسے کو دیکھتی ہین کیا
آگی غصے مین یون کہا بے پیر
اس مین سی کچھ نہین ہوا غائب
سنکے یہ بات وہ لگے کہنے
ہاتھ خالی نہ بھیج تا مقدور
ڈنڈ بیل ایک بعد ورزش کر
رفع کرنے گئے وہ حاجت کو
ایسا ہی دودھ سی بھرا کاسا
سب نکالون گا سن لی ای مردود
کھینچ کاسے کو اور اک انگلی
اور بھی کھاون گا یہ دل سی کہا
دودھ بھی اوس مین سی غرض آدھا
خوف سے تب لگا نکلنے جی
وان تھا اک حوض اس طرح پر آب
کر دیا پورا جلد کاسۂ شیر
نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہی
ایسا ہی مین دکھا گیا تھا شیر
دیکھیے ویسا ہی بھرا ہی جام
ذرا آنکھون سی دیکھ تو بھڑوی

ایسا پتلا مین دیکیا تھا تجھے
مجھ کو تم نے نہین دکھایا تھا
وہ غرض ہو کے عاقبت ناچار
آگئی تھی جو ایک چھوٹی سے
اسمین یہ چیز کیا ہے دیکھ ذرا
اے کھا جا یہ شیر ماہی ہے

نقل طرفہ ہے ایک ہگوڑی کی
ایک صاحب کے جا کے بالین پر
ایک دن اوس نے ٹھانی دل مین یہ بات
رات کو ہگتا روز جو یان ہے
اسمین معمول سے وہین ا ینٹر
یون لگا کہنے تو ہے کون بشر
سنکے کہنے لگا کہ اے مردک
کیون نہ سر پر ترے ہمیشہ ہگون
باپ کا تو تمھارے یہ گھر ہے
یون نہین ہگتے پھرتے ہین بیٹا
سچ ہے مجبور یہ ہوا یا گھر
نقل ہے اک عزیز وقت پگاہ
اتفاقاً کہ وہ نہ تھا گھر مین
گھر سے کچھ کھا کے آیا ہے بیٹا
یا نہین تجھ تو کہہ نہار ہی ہان
یون لگا ہنس کے کہنے وہ بدذات
پیرزن سن کے اوسکی یہ تقریر
نہین کرتا ہے کوئی ایسی بات

اولٹا کرتا ہے قائل اور مجھی
جیسا دکھلائے گئے تھے ویسا اب
دودھ پینے لگے وہین اکبار
اونکو پینے مین جو نظر آئی
سنکے یہ بات اور ہو کے خفا
اوسکی تقریر سن کے یہ مجبور

نقل دیگر

سنکے آئے جسے سبھون کو ہنسی
چین سے بیٹھ کر ہگ آتا تھا
سوئیے بھی ذرا نہ آج کی رات
الغرض دل مین بات ٹھان کے یہ
شوق سے آگے وہ لگا ہگنے
یون سرہانے مرے جو ایبدخو
مجھ کو پہچانتا نہین اب تک
سنکے یہ اوس نے جھٹ پکڑ کے ہاتھ
روز ہگیے یہان تو بہتر ہے
غرض اوس نے زبان کو کھولدیا

نقل دیگر

اوسکی مادر نے آنکے در مین
جب تلک گھر مین آئے تیر اپار
دو دن ہنگامہ جو کسی تھی اس آن
آب کے سر کی سون کو یہ بیباک
لگی کہنے تو سخت ہے دلگیر
آخرش کو وہ پیرزن مجبور

پھر وہ بولا کہ تیلا اور گا رٹھا
دیکھ لیجیے بھرا وہ کاسہ سب
کہین پانی مین حوض کی مچھلی
تو لگے کہنے اوبے سودائی
یون لگا کہنے سخت واہی ہے
ہو گیا چپ غرض وہ اہل شعور

رات کو اپنا چھوڑ کر بستر
پر وہ اوسکو کبھی نہ پاتا تھا
دیکھون تو کونسا وہ انسان ہے
سو رہا جب وہ پٹہ تان کے یہ
یہ تو تھا جاگتا وہین اوٹھ کر
آنکے ہگ جاتا ہے ہمیشہ تو
سن لے شیطان کا مین بیٹا ہون
جا کے پاخانے مین کبھی یہ بات
باپ کے گھر کو چھوڑ کر سر جا
خوب سا اون کا گوز بند کیا
تھوک کا ڈر ہے اپنا گھر تک پھر
گیا اک آشنا کے گھر ناگاہ
جوش شفقت سے اوس سے یون پوچھا
جو سکے تو ابھی وہ ہو تیار
سن کے یہ اوس سلیقہ دار کی بات
کھا کے آیا ہے آج تو اماں کی
بڑی بوڑھون سے اپنی کیسی بات
گئی گھر مین یہ کہکی چل ہے دور



چھٹا باب خردمندون کی نقلونمین

عاقلان صاحب ہوش اور ناقلان عیب پوش قرطاس اوراق پر کلک چالاک سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے قریب ایک غریب پر فریب جا کر یون حرف زن ہوا کہ ای درویش خیراندیش تیری خدمت فیض درجت مین تین سوال دراز خیال رکھتا ہون اسکا جواب صواب عنایت کر پہلی سوال کا احوال یہ ہے کہ سب صاحب کہتے ہین کہ خدا ہر جا حاضر و ناظر ہے یہ بندہ گندہ کسی جا نہین دیکھتا چشم ظاہربین مجھے دکھلا دیجیے دوسری یہ کہ انسان ضعیف البنیان کو تقصیر کی تعزیر کیون دیتے ہین جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان ناتوان کو کچھ قدرت اور طاقت نہین اور بے ارادت قدرت حق تعالیٰ کی کچھ نہین ہوتا چنانچہ مثل مشہور ہے ع بے رضای تو یکی برگ نجنبد ز درخت پس اگر انسان ضعیف البنیان کو قدرت یا طاقت ہوتی تو تمام کام اپنے واسطے خوبتر اور بہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ شیطان بے ایمان کو برای عذاب دوزخ مین ڈالیگا پس آتش دوزخ اوس سرکش کو کیونکر عذاب کریگی کہ اوسکی سرشت آتش کی ہے بھلا آتش کو آتش کیا صدمہ دیگی یہ گفتگو دوبدو سنکر وہ فقیر روشن ضمیر ایک ڈھیلا بڑا سا اوسکے سر پر مار کر خاموش ہو رہا وہ شخص نالہ و زاری بصد بیقراری قریب قاضی جا کر مستغاثی ہوا کہ فلانے درویش جفاکیش سے تین سوال بمثال کیے تھے سو اوس کا جواب باصواب اس عذاب کا دیا کہ مارے درد سر کے میرا سر سالا ہے القصہ قاضی مرد ریاضی نے اُس درویش

خیر اندیش کو بلوا کر کہا اے فقیر روشن ضمیر تو نے اس بے تقصیر تن حقیر کو کیون ڈھیلا مارا کہ جس سے
یہ دلتنگ جان سے تنگ ہے اسکے جواب مین وہ درویش دلریش کہنے لگا کہ وہ ڈھیلا اوسکے سوال
فرخندہ فال کا جواب باصواب ہے لیکن یہ نہ سمجھا نہین تو پتھر کا ہو جاتا یعنے اوسکو چوٹ اثر
نہ کرتی اور مانند بت خاموش و بیہوش رہتا اے قاضی مرد ریاضی اول سوال کا جواب یہ ہے کہ اس سے
پوچھیے درد سر کی کیا صورت ہے اور کہان سے آتا ہے کہ یہ جو کہتا ہے کہ درد سر سے میرا ناک مین دم ہے جو یہ اپنے
درد سر کی مجھکو شکل دکھادے تو مین بھی اوس کو خدا کو دکھلا دون اور دوسرے جو یہ کہتا ہے کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے
اوسکی ذرا ارادت کچھ نہین ہوتا تو پھر یہ میری نالش تمھارے پاس کیون لایا وہ تو جو کچھ کیا اللہ تعالی نے
کیا مجھ مجبور کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہے کہ شیطان بے ایمان کو آتش دوزخ نہ عذاب دے کھائیگی کیونکہ دونون کی
ایک سرشت ہے بقول شخصے مثل ٹھیٹری ٹھیٹری بدلائی نہین ہوتی ہے پس اگر یہی سمجھا تھا پھر خاک سے اسکی خاک
ناپاک کو کیون رنج و الم پہونچا کیونکہ ڈھیلے کی سرشت اور اسکی ایک ہے یہ تقریر پر تاثیر اس فقیر روشن ضمیر کی
قاضی مرد ریاضی سنکر لاجواب ہوا **ابیات** مرد دانا تھا کہ سنکر یہ جواب ۔ پھر زبان پر وہ نہ لایا کچھ خطاب
لیک اے بھیجے پر اس کا مدعا ۔ فی الحقیقہ خوب رنگین نے کہا ۔ وہ جو احمق ہے نہین اس کا علاج ۔ وہ نہ کل سمجھا ہے
سمجھیگا نہ آج ۔ چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد کرتے ہین کہ مشیت ربانی و ارادت یزدانی سے لاکھ
مردہ بیجان کو زندہ کر سکتا ہون اور ہزار نابینا کو طرفۃ العین مین بینا کرتا ہون لیکن ایک احمق مطلق کو دانا
نہین کر سکتا ہون اور ہندی مثل بھی مشہور اور معروف ہے **مثل** گدھا پیٹنے سے گھوڑا نہین ہوتا چنانچہ شیخ سعدی
کہتے ہین **شعر** خر عیسی اگر بہ مکہ برند ۔ چون بیاید ہنوز خر باشد ۔ **نقل** ہے کہ ایک عزیز باتمیز دانای دہر یکتای عصر
ایک امیر صاحب توقیر کے مکان گلستان مین وقت اختتام شام وارد و صادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اوس کو دیوانخانہ
عالیشان رشک گلستان مین صدر نشین کیا بعد یک پاس شب پر طرب اوس عالیمقدار والاتبار نے بہ تکلف تمام
اقسام اقسام طرح طرح کی کھانے ذائقہ دار مع مربے و اچار دسترخوان محمودی پر اوس شیرین زبان رطب اللسان
کے سامنے حاضر کیے چنانچہ حسب اتفاق اس دسترخوان پر الوان پر نقرئی کباب غوری مین ہفت عدد بیضۂ مرغ
ہمسر شت انجم سرشت ایسے جلوہ گر تھے کہ اونکی آبداری کے آگے در یتیم بھی یتیم معلوم ہوتے تھے لیکن اس دسترخوان
پر الوان پر ایک تو صاحب خانہ نے اور دوسرے اوسکی منکوحہ مع دو فرزند ارجمند یہ چار اشخاص خاص ایک
گھر کے اور پانچوان وہ مہمان عالیشان پر بشگفتہ لب اوس دسترخوان گلستان پر جلوہ کنان تھے اور بیضۂ مرغ سفید
رشک انجم سات عدد جو تھے اس واسطے صاحب خانہ نے سادگی سے مہمان ذیشان سے کہا اے عزیز باتمیز ان بیضون
کی تقسیم تعمیم تیری وقوف پر موقوف ہے مگر دانائی اے بھائی یون چاہتی ہے کہ بیضۂ مرغ ایک نہ ٹوٹے

اور ساتون بیضے پانچ آدمی مین برابر تقسیم ہو جائین غرض اوس عزیز با تمیز نے الامر فوق الادب
کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کے آگے رکھدیا اور ایک بیضہ آپ لیا اور دو بیضے دونون بیٹون کو عنایت کیے
اور تین بیضے اوسکی زن تنگ چمن کے حوالے کردیے یہ ماجرا حیرت افزا اوس مرد خدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے
عزیز بے تمیز یہ حصہ برقصہ تونے کس منصفی سے کیا یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان بے خانمان یون حرف زن ہوا
کہ اے بندہ نواز ریش دراز بچشم انصاف صاف صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مرغ کا اور دو بیضے خفیہ خصیے کے
یہ تین بیضے تیرے پاس بلا وسواس ہوے یا نہین اور اسی قبیل پر دلیل سے تیرے بیٹون کا اور میرے پاس تین تین
بیضے موجود ہین مگر تیری جورو مہرو کے پاس کوئی بیضہ خفیہ نتھا اس واسطے اوسکو کڑک مرغی سمجھ کر مین نے
مرغ کے تین بیضے دیے تاکہ یہ بھی ہم سب کے برابر ہو جائے غرض اوس تقسیم دل دونیم کی تفصیل بے تمدیل سنکر وہ مرد بے دلیل
کمال نادم ہوا آخر وہ شب تو گذری پھر وقت نصف النہار ایک بار وہ پانچون اشخاص خاص بے تشویش و پیچ برای
تناول طعام لذت التیام جو مستعد ہوے تو اوسوقت دستر خوان غیرت گلستان پر چار مرغ بریان خجلت دہ گل الوان
ایسے تیار خوشگوار ہوکر آئے کہ جنکی بوباس مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کرنے لگا اوس صاحب خانہ خفت خوردہ نے
بپاس خاطر مہمان سے کہا کہ اے مجمع الکرامات و اے منبع الکمالات کبابون کی بھی تقسیم بطرز قدیم تیری راے پر موقوف ہے
غرض اوس باتمیز نے کہا کیا مضائقہ ع اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل ہے یہ مصرع پڑھکے ایک مرغ بریان اوس مہمان بے گمان نے
صاحب خانہ اور اوسکی منکوحہ کے آگے رکھکر کہا کہ ایک مرغ تم دونون کے حصہ مین ہے اور ایک مرغ اوسکے دونون بیٹون کے
آگے رکھدیا اور دو مرغ بریان دل خستہ و البستہ اپنے سامنے رکھے یہ تقسیم ذمیم صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے نامعقول
بے عقول یہ حصہ پر غصہ تونے کیسا کیا کہ ایک مرغ ہم دونون آدمیون مین دیا اور دو مرغ تجھ اکیلے نے لیے قطعہ
منصفی اپنے دل مین آپ تو کر ÷ ایسی تقسیم ہے کہین بہتر ÷ غیر کو کیا غضب سے ہے کم دیجے ÷ ہاتھ سے
اپنے خود بخود لیجے ÷ یہ گفتگو اوس نیک خو کی سنکر مہمان تیز زبان کہنے لگا کہ اے نافہم و بے عقل سمجھ تو
دل مین ایک مرغ اور تم دونون جورو خاوند یہ تین پورے ہوے یا نہین اسی طرح ایک مرغ
اور تیرے دونون بیٹے یہ بھی تین دلنشین کرلے اور دو مرغ ایک مین تنہا یہ بھی حساب سے آئے
اے بیحجاب درست اور چست کچھ اس مین مطلق کم اور زیادہ نہین جی مین سمجھ تو تو نے کونسی تقصیر
اور ناانصافی کی بات واہیات میری طرف عائد کی یہ گفتگو اوس بدخو کی سنکر صاحب خانہ نہایت کڑکڑایا
اور اپنی خادمون سے کہنے لگا کہ اس مرغے بے ہنگم خر بے دم سے کہدو کہ میرے غریبخانے سے
نکل جائے ورنہ مجھکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اسکی ہر ایک نوک جھوک دل کو خار لگتی ہے
یہ کیا غضب ہے کہ جس کا دانہ پانی کھائے اور اوسکو یون ڈنکے کی چوٹ لام کاف سنائے

اسکی وہ مثل ہی کہ جس رکابی مین کھاتا ہے اوسی مین چھید کرتا ہی یہ بات اصیل زادی اور نجیب الطرفین سی نہایت معیوب ہی آج کوئی محتاج بزر ہے پر کو اس طرح حقیر اور بے توقیر نہین کرتا ہی جس طرح یہ مرغا مجھ کو اوڑا اوڑا کے دباتا ہے سچ تو یون ہی شعر اس سی کس طرح کوئی برآئی جس کو غیرت نہ کچھ نظر آئی ؂ یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر مہمان پر طوفان کہنے لگا ای یارو ابیات کیون نہ عالم تمام ہووے تباہ ؂ منصفی اوڑ گئی جہان سی آہ ؂ یہ زمانہ بھی ہی عجب ڈھب کا ؂ سچ جو بولے وہی ہے دیوانا ؂ یہ اشعار وہ مہمان زبان طرار سے پڑھ کے اپنے گھر کو روانہ ہوا اور صاحب خانہ اوسکی گفتگو عربدہ جو سے نہایت خشمگین ہوا نظم سچ ہے مجبور مردمان عقیل ؂ نئی کرتے ہین ہر سخن کی دلیل ؂ نہین بیٹھتے ہین وہ کسی جا بند خو لاکھ ڈھب کی کرے کوئی گرچہ چند ؂ **نقل** ہے کہ ایک دانشمند افلاس کا دردمند دست تنگ سیاہ بخت بحال تباہ اپنی شہر سے جو کسی اور شہر مینو چہر مین وارد و صادر ہوا تو وہان لوگون نے اوسکی احوال پر ملال کو دریافت کر کے کہا کہ ای عزیز صاحب تمیز اس شہر مین ایک شخص رشک حاتم طائی ہوا ہی رہتا ہی اگر تو اسکی پاس بلا وسواس جائیگا تو غالب ہی کہ تیرا دست تہی اوس کے جود و سخا سی پر ہو جاوی وہ دانشمند حال کثیف اور صورت نحیف سے اوس امیر صاحب توقیر کی قریب گیا لیکن وہ ظاہر پرست عقل پست غرور و کبر و استغنا سی اوس غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ اوس دور افتادہ غم آمادہ کی قریب بیٹھنی کا بھی روادار نہوا وہ دانشمند دردمند شرمندہ ہو کر بصد ندامت و خجلت کسی مسجد مین جا کر سو رہا چند روز کی بعد لباس پاکیزہ بکرایہ لیکر اپنی تن پر آراستہ و پیراستہ کیا اور اوس ظاہر پرست تو دولت کے قریب بصد تہذیب جا کر ہمزانو ہوا اور وہ دنیا دار ایک بارگی اختیار تعظیم تکریم عمیم بجا لایا اور کھانی کو طعام خوشگوار بہ تکلف بسیار مع مربی و آچار حاضر کیا وہ دانشمند عقلمند دستر خوان پر آلوان بیٹھ کر لقمہای طعام مقوی مشام اپنی دامن و آستین مین رکھنے لگا یہ واردات واہیات دیکھ کر صاحب خانہ کہنے لگا ای عزیز بی تمیز اپنا لباس کھانی سی ستیا ناس کیون کرتا ہی یہ طعام ای ناکام کھانے کے واسطے ہی مگر کپڑی خراب کرنے کو نہین ہے یہ کلام نافرجام اوس ناکام کا سنکر وہ کہنے لگا ای عزیز بی تمیز اول روز یہ جگر سوختہ تیری پاس بلا وسواس حالت کثیف سے آیا تھا تو نے مطلق التفات نہ کیا اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس سے جو تیرے قریب آیا تو تو نے اس قدر تکلف کیا کہ جس کا بیان بیان سے باہر ہے تو یہ طعام اے ناکام میرے لائق نہین ہے جس کے واسطے ہے اوس کو مین کھلاتا ہون **ابیات** اگر میری خاطر یہ ہوتا طعام

تو پہلے ہی دیتا تجھے لاکلام ٭ یہ بات اوسکی سنکر وہ نادان امیر ٭ ہوا اپنے دل مین بہت سا حقیر ٭
جو مجبور دنیا مین نادان ہین ٭ وہ باتون سے اپنی پشیمان ہین ٭ جو دانا ہین اونکا ہمیشہ سخن ٭ دل و جان سے
سنتے ہین سب مرد و زن ٭ نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹھا مردمان ہر دو جہان کا نظارہ
کنان تھا یکایک طائر نظر قفس چشم سے پروانہ کرکے ایک طرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص ہاتھ مین مرغ لیے
مثل طعمہ ادھر دکھا رہا ہے اوس بادشاہ جمجاہ نے اوسکو قریب بلوا کر کہا اے عزیز بے تمیز یہ مرغ
تو گرفتار تیرے چنگل نابکار مین کیسا ہے وہ ذوفنون فیلسوف یہ سخن پر فن زبان پر لایا کہ اے
شہنشاہ گیتی پناہ اس غلام ناکام کا مرغ کشتی چڑھا اس مہینے کے درمیان کئی پالیان گھٹ گیا
آخرکار ناچار اپنی نااقبالی سمجھ کر اس تیرہ بخت نے آج وہ مرغ آپ کی طرف سے بازی لگا کر لڑایا سو آپ کے
اقبال فرخندہ فال سے وہ مرغ بڑھ گیا اس واسطے آپ کی خدمت فیض درجت مین یہ مرغ
بازی کے جیت کر لایا ہون اوسکو قبول بے عدول کیجیے بادشاہ نے وہ مرغ اوس مرغی سے
یہ سمجھ کر لے لیا بقول شخصے مثل مفت کی شراب قاضی کو حلال ہے اور اوسکے سوا مفت را
چہ گفت الحاصل وہ مرد عاقل و چار روز کا وقفہ دیکے ایک گوسفند دل پسند بادشاہ کے قریب لاکر
یون گویا ہوا کہ یہ گوسپند دل پسند بھی آپ کے نام نیک انجام سے بازی مین جیتی تھی اوسکو بھی باورچیخانہ مین
بھجوا دیجیے بادشاہ نے وہ بھی مال مفت سمجھ کر لے لیا چند روز کے بعد وہ دانشمند خودپسند ایک
شخص روسیاہ ہمراہ لیکر آیا اور بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا اے حضرت سپہر کرامت مین بدخصلت
آپ کی طرف سے دو ہزار روپیے اس شخص سے بازی لگا کر جو سر کھیلا تھا سو ہار گیا دو ہزار روپیے
خزانہ عالی متعالی سے عنایت کیجیے تاکہ غلام اس بازی جانبازی سے نجات پاوے یہ سخن واہیات اوس
سخت دہن سے سنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ سو سنار کی نہ ایک لہار کی یعنی اس نے
ضرب لگائی غرض بادشاہ عالیجاہ نے دو ہزار روپیے دلوا کر کہا ای عزیز بے تمیز اب جو کچھ ہوا سو ہوا
آئندہ [illegible] لیکن میرے نام نیک انجام کی پھر کسی سے بازی نہ لگانا قطعہ ٭ اب تجھ سے بازی مین لونگا
کبھی ٭ نہ اس طرح کی ہار دونگا کبھی ٭ غرض دل مین مجبور وہ بادشاہ ٭ نہایت ہوا شرمگین بے گناہ
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک منجم پر فہم سے پوچھا کہ اے اختر شناس نیک ساعت
دیکھ تو میرا گل زندگی باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہے گا اور خزان اجل
میری بہار زیست کو کب تک جھڑ کریگی یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ منجم بے غم
یون حرف زن ہوا کہ اے رونق بوستان حشمت و اے زینت گلستان دولت علم نجوم سے

یون معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ آپ کا گل زیست گلشن ہستی مین تیس برس کے بعد صرصر اجل سی مرجھا جائیگا
شعر اگر جھوٹ ہو اسمین ای شہریار ؛ تو اس برہمن کو سمجھنا چمار ؛ یہ سخن دلشکن اس برہمن کا سن کر بادشاہ
عالم پناہ نہایت ملول غم شمول ہوا یہانتک کہ دو چار روز مین وہ دلفگار اس قدر نحیف و زار ہو گیا
جیسا کہ مہینون کا بیمار ہوتا ہی یہ احوال پر ملال بادشاہ فرخندہ فال کا وزیر نیک خصال دیکھ کر یون گویا ہوا
کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ بقول میر حسن شعر رہے جاہ و حشمت یہ تیرا مدام ؛ بحق محمد علیہ السلام ؛
یہ غلام ناکام خداوند نعمت سپہر کرامت کو کئی روز سی زار و نحیف دیکھتا ہی اسکا موجب اور سبب
کیا ہی خانہ زاد موروثی کو دریافت ہو تا کہ اوسکی تدبیر باتاثیر کیجائی یہ گفتگو وزیر نیکخو کی گوشزد فرما کے
بادشاہ کہنے لگا ای وزیر صاحب تدبیر کچھ نہ پوچھ شعر مین پر غم اس لیے بلبل صفت دن رات نالان ہون
کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہون ؛ الغرض وزیر دلپذیر احوال پر ملال کے اظہار و
انکشاف پر جب نہایت دری ہوا تو بادشاہ جمجاہ نے بدیدہ گریان و بدل بریان یون زبان کو نطق سے
آشنا کیا کہ ای وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین تیس برس باقی ہین اس سبب سی میرا دل حزین اجل کے
قرین نظر آتا ہی یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا مسموع کر کے وزیر کہنی لگا خداوند نعمت آپ کو کیونکر تیقن ہوا
اسکی جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا اہل تنجیم قدیم روی علوم نجوم سے کہتا ہی وزیر دلپذیر کہنی لگا
کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ اوس برہمن سخت ذہن کو غلام کے روبرو تو بلوائیی تاکہ صاف صاف دریافت ہو
کہ وہ کس وسی کہتا ہی حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے اوس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا وزیر
صاحب تدبیر نی اوس سی پوچھا ای اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالیجاہ کی تعداد زیست تو نے بتائی ہے
اوسکی جواب مین وہ اجل گرفتار ایک بار کہنی لگا مین کیا کہتا ہون علوم نجوم سے یون ہی معلوم و مفہوم
ہوتا ہی یہ گفتگو سنکر وزیر نیک خو کہنی لگا ای برہمن تیرا کہنا ٹھیک ہی لیکن سچ کہہ تیری زیست مین ای
برہوس کتنی برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچھ حساب و شمار کر کے کہنے لگا اے وزیر دلپذیر
میری زندگانی اس دار فانی مین دس برس اور بھی ہی اس مین کوئی اگر مجھ کو پتھر سے ماریگا تو بھی
نہ مرونگا یہ سخن اوس برہمن کا سنکر وزیر نے ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹ کر دھڑ سے
قدم پر آ رہا اور قضا اوسکی لاش پر گریہ کنان ہوئی غرض نجومی ہاروتی کو جہنم واصل کر کے وزیر حسن
تدبیر بادشاہ جمجاہ سی کہنی لگا دیکھی خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرفتہ کو اپنی قضا تو دریافت نہ تھی پھر بھلا
اوروں کی قضا کیا معلوم ہو گی یہ تماشای عجیب و غریب دیکھ کر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا اور اسی دن سے
آثار توہم علاج خوشی سی دفع ہو گیا مثنوی غرض عقلمندون کی ہم عقل پر ؛ کہین آفرین کیون نہ شام و سحر

جو مجبور کچھ بھی ہے باہوش تو ؛ تو میری نصیحت کو کر گوش تو ؛ کبھی ظاہرا موت انسان کی ؛
ز روے نجوم و طبابت سی بھی ؛ جو دریافت ہو پر نہ یہ چاہیے ؛ کہ صاف اس جفاکش کو بتلائیے ؛ نقل ہے
کہ ایک مرد صاحب درد کی جورو بد خو پلید نہایت جنگجو تھی چنانچہ قطعہ نخشبی کا اوسی کے حق مین
موزون ہوا تھا قطعہ نخشبی زن کہ جنگجو باشد ؛ طاقت جنگ او ندارد گیو ؛ ہمہ عالم ز دیو بگریزد
از زن جنگجو گریزد دیو ؛ الحاصل وہ زن پر فن ایک روز شوہر غم اندوز سی جنگ و جدل کر کی مع دو طفل
صغیر صحراے کبیر مین چلی گئی بیان شب اس عرصے مین جبوقت شہر بانان تب نے تن فلک پر
ستارون کے گل نمایان کر کے چیتے کی صورت نمود کی اوس وقت وہ زن پر فن ایک درخت کی نیچے
دونون لڑکون کو لیکر بیٹھ رہی لیکن صحراے ہولناک کی دہشت پر وحشت دل پر اس قدر غالب ہوئی
کہ خواب آنکھون سی خیال ہو گیا اس حالت پر ملالت مین آپ کو لعنت ملامت کر کے کہتی تھی کہ مجھ کمبخت
ناشدنی نے بیٹھے بٹھائے کیا طوفان اوٹھایا جو اس مصیبت پر صعوبت مین ایک بار گرفتار ہوئی لیکن
یہ شب پر غضب زیست کی سحر دکھائی تو اپنے گھر جا کے پھر ایسی حرکت ناشایستہ کبھی نہ کرونگی اور
شوہر خوش منظر کی پرستاری اور فرمانبرداری سے تا بہ زندگی سر نہ اوٹھاؤنگی فی الحقیقۃ بقول نخشبی
قطعہ نخشبی جہل پاے بند تو نیست ؛ می ندانم تو در چہ سودائی ؛ ہرچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از قبول رسوائی ؛ الغرض وہ زن پر فن یہ گفتگو دل مین کر رہی تھی کہ ایک پلنگ دبنگ پر ہیبت
شیر صولت سامنے سے نمود اور آشکارا ہوا دیکھتے ہی اوس پلنگ قضا کے خدنگ کو عورت بد خصلت
کی روباہ عقل طپانچہ دہشت پلنگ سی فرار ہونے لگی کہ یکایک اسد یاس نے پنجۂ فراست مین داب کر
یہ کہا شعر منہ کو اب پھیر نہ ذی عقل تو مر جانے سے ؛ شدنی جو ہے وہ ٹلتی نہین گھبرانے سے
القصہ وہ زن پر فن اوس پلنگ بانیرنگ کو پکار کے کہنے لگی ای پلنگ خوش رنگ جلد آ اور میرے
سخن دل لگن کو اپنے گوش ہوش مین راہ دے جو تیرے من کا چیتا ہوگا وہ خاطر خواہ بر آئیگا
یہ بات واہیات سنکر وہ پلنگ کمال متعجب ہو کر کہنے لگا ای عورت بیدہشت وہ کونسی بات نادرات ہے
کہ جس کے استماع کو طلب کرتی ہے وہ زن پر فن بولی اے پلنگ کچھ نہ پوچھ یعنے میرے
شہر مینوچہر کو اس بیشے کے شیر دلیر نے پنجۂ اجل سے تاخت و تاراج کر دیا تھا آخر کار تمام
ساکنان شہر اور والیان دہر نے باہم بیٹھ کر یہ مشورہ کیا کہ یہ شیر دلیر کھانے کو تو دو تین آدمی
کھاتا ہے لیکن تمام شہر کو ہلاک و بیجان کرتا ہی اس سی تو یہ بات بہتر ہے کہ اس شیر دلیر کے تین آدمی
روز مقرر کر دیجیے تا کہ زیادہ اور کسی پر آفت پر صعوبت نہ آئی سو آج کی روز مجھ غم اندوز کی باری ہے

اسواسطی اس بیشۂ ہولناک مین مین غمناک مع دو طفل صغیر آئی ہون لیکن ای پلنگ نیستان دل بریان
درویشون کی آل سی ہون مجھ سے کوئی محروم نہین جاتا اگر تو میرے طعمۂ گوشت سی
اپنی زبان اس آن سیر کیا چاہتا ہے تو کیا مضائقہ مین یہی چاہتی ہون مگر ایک طفل اور آدھا
میرا وجود موجود ہے اس کو تو بخوشی تمام نوش جان کر اور آدھا میرا وجود اور ایک
لڑکا شیر دلیر کے واسطی رہنے دے کیونکہ مین اجل گرفتہ اوسکے واسطی اس مرغزار مین آئی ہون
یہ کلام حیرت التیام اُس زن پرفن کا سن کر وہ پلنگ غولہ دنگ دنگ ہوا اور یون کہنی لگا اسے
عورت نیک خصلت تجھ سی صاحب سخاوت ہم نے کوئی عورت نہین دیکھی کہ اسباب معاش اپنے
دشمن کو دے اور اپنے کشندے سے مراعات کرے شعر یہ سخاوت کہین نہین دیکھی
تجھ مین ای نیکبخت ہے خلیسی یہ وہ زن یہ سخن پلنگ سے سنکر کہنے لگی اسے پلنگ خوش رنگ یہ بات
ارباب سلوک اور اصحاب دل ملوک سی عجیب نہین اگر اس کا قصہ بیان کرون تو نہایت طول رکھتا ہی
مگر ای پلنگ خوش منظر مین تو آج مقرر کشتہ ہونگی اور میرا گوشت مع پوست برباد جائیگا
اگر شیر دلیر نے کھایا تو کیا اور تو نے کھایا تو کیا بقول حضرت شیخ سعدی ع چہ بر تخت مردن
چہ بر روی خاک لیکن اے پلنگ با نیرنگ تو مجھکو کھا کر یہان سی جلدی فرار ہو جا کسواسطی
کہ شیر دلیر کسی کا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہین کھاتا اور اوس کا مارا ہوا شکار ہر کوئی جانور اور پرند
کھاتا ہی اسواسطی کہتی ہون کہ جو وہ جانیگا کہ میرا طعمہ پلنگ کھا گیا ہی تو تیری جان اس بیابان مین مع
عیال و اطفال نہ بچیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ پلنگ ایسا وہان سی فرار ہوا کہ کئی کوس تک منھ پھر ادھر
نہ کیا حسب اتفاق ایک روباہ روسیاہ آگے آکر یون گویا ہوئی کہ اسے پلنگ خوش رنگ
اس قدر مضطر تو کدھر بھاگا جاتا ہی اُس پلنگ دلتنگ نے اوس زن پرفن اور شیر کا قصہ روباہ
روسیاہ کی گوش زد کیا اس احوال پر ملال کے سنتے ہی روباہ روسیاہ نے زبان ملامت کو تقریر
نصیحت مین کھول کر کہا کہ ای پلنگ تیری شجاعت اور غرور کا کیا مذکور لیکن عقل سے خالی دماغ
ہی اور ادراک حق تعالی نے انسان ضعیف البنیان کو دیا ہے یعنے ایک زن پرفن کے
حیلے اور مکر مین تو ایسا آگیا کہ تیرے توسن حواس کی عنان دست ہوش سے جاتی رہی ای
پلنگ دلتنگ اگاڑی سی منھ موڑ کر پچھاڑی پھر چل اپنا شکار خستہ و خوار نکر ایسے لقمۂ لذیذ
اور طعمۂ عزیز کو کوئی ہاتھ سے یون مفت کھوتا ہے آج تیرے صدقے سے مین بھی
سیر ہو کر دعاے خیر کرونگی مثل ہے جس کا کھائیے اوس کا گائیے یہ گفتگو روباہ روسیاہ

کی سنکر پلنگ کہنی لگا ای روباہ دلخواہ یہ تو ہو سکتا ہی مگر شیر دلیر کا نہایت خوف و خطر ہی مبادا وہ بدبلا
جو میری سمجھی پڑیگا تو اوسکی پنجۂ غضب سی رہائی مشکل ہی اور تو اپنی بل مین جھپکر بچ رہیگی کہنی والون کا تو
کچھ نجائیگا تیری جان مفت جائیگی یہ بات واہیات سنکر روباہ روسیاہ جو آبدیدہ ہوئی ای پلنگ دلتنگ
اگر میری فراست و دراست کا تجکو اعتماد اور اعتقاد نہین ہے تو میرا پاؤن اپنی پاؤن سی مستحکم باندھ کر
اوس زن پرفن کے پاس بلاوسواس چل اگر شیر نیستان اوس آن آجائیگا تو مجھکو اوسکی روبرو پھینک کر
تو بھاگ جانا الغرض وہ پلنگ بی ننگ اوس روباہ روسیاہ کو پاؤن مین باندھکر جو ہین اوس عورت
پرفطرت کی قریب گیا وہین وہ مکار ایک بار پکار کر کہنی لگی ای پلنگ دلتنگ مرحبا تو دیبا سچ ہی
کہ اسکو رزق کہتی ہین کہ پھر آپ سی آپ میری پاس آیا ورنہ مین حکایت پر حکایت شیر کی تیری سامنی کہکر
سخت نادم تھی کہ اپنی ہاتھ سی آیا ہوا رزق کھودیا لیکن یہ مثل سچ ہی ع رزق روزی رسان پرمیدہد
ای پلنگ بی ننگ مین عورت پرفطرت جادوگر ڈاین اور کفتار جگر اکہار کی قسم سے ہون ہر ایک
صحرا مین جاکر کباب پر انتخاب پلنگ اور شیر کی کہاتی ہون اور بیل اور گینڈون کا شوربا جب تک
نہین پیتی ہون تب تک عقل کچھ نہین معلوم ہوتا اور تو جو آیا ہی ایک مضغہ ذرا سا روباہ سیاہ کا لایا ہی
اس سی تو میری ڈاڑھ بھی گرم نہوگی بقول شخصی مثل اونٹ کے منہ مین زیرہ یہ گفتگو عربدہ جو وبدو
اوس زن پرفن کی سنکر روباہ بصد آہ کہنے لگی ای پلنگ یہ عورت بدہیئت فی الحقیقۃ کوئی بلای آسمانی
یا بلای ناگہانی ہے اگر اپنی جان کی امانت چاہتا ہی تو یہان سی سر پر پاؤن رکھکر فرار ہوجا غرض
وہ پلنگ دلتنگ جو بھاگا تو وہ روباہ سیاہ پلنگ کے پاؤن سے جو بندھی تھی اس کی لتاڑ مین
اس قدر مجروح ہوئی کہ تمام بدن پارہ پارہ ہوگیا اس حالت پرملالت مین روباہ روسیاہ
خندہ زن ہوئی تو وہ پلنگ دلتنگ کہنی لگا ای روباہ روسیاہ یہ کیا غضب ہی کہ تو نی آپکو میری پاؤن سے
بندھوایا اور مین تیری باعث سی بھاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پرملالت مین وہ عورت
بدخصلت آجائی تو مجھکو اور تجھکو بخوبی نوش جان کرے الغرض وہ روباہ سیاہ پلنگ کی پاؤن سی
چھوٹ کر اپنی بل مین بھاگ گئی اور وہ پلنگ دلتنگ وہان سی ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹھکانا نہ لگا مثنوی
اس مین جب صبح کا ہوا تڑکا ؛ تب تو اوس دن کا مٹ گیا دھڑکا ؛ اپنی لڑکون کو لیکی بے دہشت ؛
گھر مین آئی وہ کرکے یہ فطرت ؛ جسکو مجبور مکر یہ آئے ؛ وہ درندون سی جان بچالائے نقل ہے
کہ ایک مرغزار خوش بہار دلکش مین ایک شیر دلیر سکونت رکھتا تھا لیکن اوسکی مکان ولستان کا میمون فنون
نگہبان ہر زمان تھا حسب اتفاق وہ شیر شہرۂ آفاق برای سیر کسی اور اطراف و اکناف کو راہی ہوا ایک دو

روز کی بعد ایک سیاہ گوش باہوش مع زن و فرزند بادل خرسند مسکن شیر دلیر مین جو وارد ہوا تو وہ
مکان دلستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکھکر اپنی مادہ دل دادہ سے کہنے لگا کہ ایسا صحرای
روح افزا تو کبھی دیکھنے کا اتفاق میان آفاق نہین ہوا تھا **شعر** آؤ اس جا پہ بود و باش کرین
اور گھر کیلیے تلاش کرین ٭ یہ بات وہ بدذات کہکر اوس جای دل افزا پہ نازل ہوا مگر اوس سیاہ
باہوش کے وہان مقیم و مستقیم ہونے سے وہ بندر مچھندر کہنے لگا ای سیاہ گوش بیہوش یہ مکان دلستان
شیرون کا ہی یہان سی دم دبا کی بھاگ جا نہین تو ای ناہنجار تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو
میمون بدخو کی سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ای میمون ذوفنون کیا جھک مارتا ہی بقول شخصی
ع درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست ٭ اور اوسکی سوا یہ زمین مثل نگین میری باپ دادا کی میراث ہی
یہ بات واہیات وہ میمون ذوفنون گوش زد کر کے دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سیاہ گوش
باہوش کوئی بلاے بد ہی جو اس دلیری اور تہوری سی باتین کرتا ہے ورنہ شیرون کا وہ نام ہی کہ جسکر
سننے سے انسان اور حیوان کا زہرہ آب ہو جاتا ہی وہ بندر خیرہ سر یہ بات دل مین سوچکر چپ ہو رہا
لیکن اوسکی مادہ دل دادہ نے کہا ای سیاہ گوش باہوش یہ مکان گلستان شیر نیستان کا ہی یہان تسے
اوٹھ چل کسی اور مکان دلستان مین استقامت بافراغت کر بیفائدہ قضیہ کرنے سی کیا حصول شیر بکری کی
کیا لڑائی اور اسکی سوا جو سنیگا وہ زبان طعن دراز کر کی یہ مثل کہیگا **مثل** شیرون سی جھگڑتی ہی گلی خال کی مادہ
یہ گفتگو جورو بدخو کی سنکر کہنے لگا ای بی بی جسوقت وہ شیر دلیر یہان آئیگا مین ایک حیلہ ایسا بی بہا
کرونگا کہ جس کو وہ سنکر یہان سے فرار ہو جائیگا یہ سخن حیرت افگن سنکر اوسکی مادہ دل دادہ
کہنے لگی اے سیاہ گوش بدہوش تیرا حیلہ گرگ و شغال کا سا کہین نہو جائے وہ سیاہ گوش باہوش بولا
ای بی بی حیلہ گیدڑ اور بھیڑیے کا کس طرح تیری گوش ہوش مین پہونچا ہی وہ جوابدہ ہوئی کہ اے
سیاہ گوش بیہوش **نقل** ہے کہ ایک گرگ ناہموار برای شکار شغال بداعمال کی پیچھے دوڑا لیکن
وہ شغال تیز پا اوسکی روبرو سی مثل کافور کافور ہو گیا تب تو وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنی دل سی یون
مشورہ کرنے لگا کہ اس گیدڑ کی گھر کے اندر چل کر بیٹھ رہی جسوقت وہ آئی بفراغت نوش جان کیجیے یہ مصلحت
وہ گرگ بد فطرت دل مین ٹھہرا کہ اس شغال بدخصال کی گھر مین جا بیٹھا اس عرصی مین دو پہر کو وہ گیدڑ
بیخبر اپنی گھر کی خطر مین جو آنی لگا تو دریر نشان انجان پاؤنکی پائے یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر اپنی در پر کھڑا ہو گیا
اشعار اور دل مین لگا یہ کہنی بات ٭ گھر مین بیٹھا ہے اب کوئی بدذات ٭ کیجیے اس سی ایسی اب حرفت
جسمین اسکی چلی نہ اک فطرت ٭ یہ خیال وہ شغال دل مین کر کی یون گویا ہوا کہ ای میری گھر کی در مین بیخبر تجھ بلین سوت

آون یا نہین یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ گرگ کہن خاموش بدہوش بیٹھا رہا ایک دم کے بعد پھر وہ شغال بدافعال بولا کہ کیون میرے گھر بے در مین بخبر آون یا نہ آون کیونکہ میرے اور تیرے ہمیشہ رسم سوال و جواب کی ہے کس واسطے کہ بنیاد سنگ کی مٹی ہے اور سنگ پر نیرنگ کی بنا کوہ پر شکوہ کی ہے اور کوہ کی رسم سوال و جواب کی ہے یعنے جو کوئی دامن کوہ مین آواز ہمراز دیتا ہی وہ بھی آواز خوش انداز سی جواب دیتا ہی بقول مخشبی قطعہ مخشبی رد مکن سوال کسے ؂ قلزمے را چہ کم شود ز ندا؛ تا کہ از آدمی سخن گوید ؂ خواہم آواز می دہد بصدا؛ یہ گفتگو وہ بدو سنکر گرگ کہن پرفن دل مین کہنے لگا معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ اس گیدڑ کے گھر کی یہی رسم ہے کہ جب یہ آنی کو کہتا ہی تو آتا ہی اور نہین تو نہین آتا ہی اگر اب کی بار اس گھر نابکار سی آواز نہ سنی گا تو وہ میری ہاتھ سی ہیہات مفت جائیگا اس سی تو بہتر یون ہی کہ اب جو وہ آواز ناساز دی تو جواب دیجیے یہ بات وہ گرگ بدذات دل مین سوچ رہا بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین وہ شغال بدخصال پھر آواز دہ ہوا کہ ای خانہ من ای کاشانہ من آج تو مجکو جواب باصواب کیون نہین دیتا ہی یہ سخن پرفن سنکر گرگ کہن کہنے لگا ع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؂ یہ آواز ناساز سنکر وہ شغال بدخصال رقص کنان چرواہی کے پاس گیا کہ جو اُس گرگ کا دشمن جان تھا وہ شبان خندہ زنان کچھ پارۂ سنگ اپنے سنگ لاکر خانۂ شغال کو سنگسار کرنے لگا آخرالامر وہ گرگ کہن پرفن اوس بے در مین مرگیا ای سیاہ گوش باہوش مجھ کو بھی یہی خوف وخطر ہی کہ اوس کا سا حیلہ تیری وبال گردن نہو یہ گفتگو مادۂ دل دادہ سے سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ای نیک بخت وہ بھیڑیا گدھا تھا یہ اوسکی فہمید مین نہ آیا کہ کہین بھی مٹی کا گھر بولتا ہے جو اوسکو جواب دیتا یہ جس طرح اسمین بیٹھا تھا بیٹھا رہتا وہ شغال بدخصال دو چار بار اور بولتا آخر شاوسکی پاؤن کے نشان کا وسوسہ اوس کے دل سی مٹجاتا فراغت سے اپنے گھر مین چلا جاتا اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنا گھر بے پر کردیتا یہ گفتگو دو بدو مادہ اور نر مین ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے وہ شیر نیستان بصد شور و فغان نمودہ ہوا پھر اوسکی مادۂ دل دادہ کہنے لگی کہ اے سیاہ گوش اب بھی کچھ نہین گیا ہے یہان سے فرار ہو چل ناحق جان دینا کیا حصول وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے جورو نیکخو جای خوف و خطر نہین بقول شیخ سعدی ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست لیکن تو ایک کام کر کہ جس وقت یہ شیر دلیر میری آواز کی برابر آئی تو اپنی بچون کو رلادینا پھر آگی مین سمجھ لونگا اس عرصی مین وہ شیر دلیر حالت غصہ مین کچھ قریب آپہونچا تھا کہ اوس مادۂ دلدادہ نے بچون کو

رو لادیا اسمین وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ارے یہ لڑکے آج بیوقت کیون روتے ہین اُسکی مادہ دل دادہ بولی کہ ان کمبختون کو تو نے شیر کے گوشت کی جو چاٹ لگادی ہی سو یہ شیر کی بو دریافت کر کے اپنی غذا طلب کرتے ہین اگرچہ تیرے پنجہ شیر افگنی سے گھر مین گوشت ہاتھی و گینڈے کا بہت موجود ہی مگر انکی روباہ گرسنگی بے شیر کا گوشت کھائے نہین سیر ہوتی یہ کلام فطرت التیام مادہ سے سنکر سیاہ گوش کہنے لگا کیا مضائقہ اونکو دلاسا دے خدا رازق مطلق ہی بقول شخصی مثل مشہور ہے **مثل** خدا شکر خوری کو شکر بھی پہنچا دیتا ہے یعنے اونکی واسطے کباب لذیذ اور غذاے لطیف آپ سے موجود ہوئی انشاء اللہ تعالی کوئی پل مین شیر کا گوشت تازہ کھلاتا ہون یہ کلام نافرجام سنکر وہ شیر دلیر نہایت سہمناک ہوا اور دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بلیات پر آفات ہے یہ سوچ کر وہ شیر نیستان اپنی جان وہان سے لیکر بھاگا لیکن وہ میمون ذوفنون اسکے پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا ای شیر دلیر تو اس قدر بیجا اس اور بیہراس کیون بھاگا جاتا ہے ایک جانور ضعیف اور حیوان نحیف سے امیر سباع کو مخوف ہونا نہین چاہیے یعنے بیل کو پشے سے مقام ہراس نہین یہ بات میمون بدذات کی سنکر وہ شیر کچھ دلیر ہوکر اپنے مکان دلستان کی طرف پھرا جب سیاہ گوش باہوش نے دیکھا کہ دشمن نی پھر ادھر منھ پھیرا اپنی مادہ دل دادہ سی کہنے لگا کہ ذرا لڑکون کو پھر اوسی شکل سے رولادینا دیکھ قدرت الٰہی کا کیا تماشا نظر آتا ہی الغرض جب وہ بچے چھوٹے چھوٹے رونے لگی تو وہ سیاہ گوش کہنے لگا ای بی بی اپنے بچون کو تشفی اور تسلی نہین کرتی اتنا کیون گھبراتے ہین یہ میمون ذوفنون میرا بڑا یار غار ہے دیکھ تو بھاگے ہوئے شیر کو کس طرح لگائے لاتا ہی ذرا میرے سامنے آجای پھر میرے چنگل غضب سی کہان بچ کے جائے گا انشاء اللہ تعالی ایک پل مین شیر کا تازہ گوشت کھلاتا ہون یہ بات واہیات سنکر اوس شیر دلیر نے کہا چہ خوش چرا نباشد بقول شخصی **مثل** دشمن کہان بغل مین یہ میمون ذوفنون بس اسی واسطے مجھ کو سمجھا کے لایا ہے کہ اسکو پنجہ اجل مین لرکی آپ بچ رہی یہ کہکر وہ شیر ایک تھپیڑ قضا کا بندر مچھندر کو جڑ کے بعد اضطرار کسی کوہسار کو فرار ہو گیا **مثنوی**

واہ رے تیری عقل واہ شعور ؛ کیون نہ تحسین کرین تجھے مہجور ؛ یعنی اک شیر سے بدانائی ؛
اپنے بچون کی جان بچوائی ؛ اور رگھر بار چھین کر افسوس ؛ کردیا اوسکو دربدر افسوس

نقل ہے کہ ایک شیر دلیر اپنی بچون کو یہ نصیحت اور وصیت کرتا تھا کہ بیٹا جانور صحرائی اور حیوان دریائی سی نہ خوف کھانا لیکن آدمی زاد جلاد کے پاس ہرگز ہرگز نہ جانا کیونکہ وہ نہایت پرفطرت ہوتی ہین **شعر**

ایک ادنی سے ہے اونکی یہ تقریر ۃ جس کو چاہین کرین سخن مین اسیر ۃ الحاصل وہ شیر بچہ جب سن تمیز کو
پہونچا تو ایک روز برای سیر دل افروز ایک مرغزار رشک بہار مین گیا تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا
یہ شیر بچہ اوسکو دیکھ کر نہایت سہمناک ہوا اور اودھر وہ فیل بے عدیل آپ کو خوف زدہ ہوا یہ احوال
کثیر الاختلال دیکھکر شیر بچہ دل مین کہنی لگا کہ معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی زاد جلاد نہین ہی کوئی جانور صحرائی ہے
یہ سوچ کر وہ شیر بچہ آگے بڑھ کر فیل طویل سے کہنی لگا اے عزیز باتمیز تو آدمی کی قسم سے ہی یا کوئی
اور جانور شاطر ہے وہ فیل طویل جوابدہ ہوا ای شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد ہوتی ہین
یعنی ہم بھی اس قد و قامت پر اون سے قیامت ڈرتے ہین بہر تقدیر جو ہم اونکی ہاتھ آتی ہین
تو وہ ہم پر سواری ہر بار کرتے ہین اور سر کو آنکس آبدار سے افگار کرکے ہم کو سرخرو کرتے ہین شعر
کسی کو خدا انسے ڈالی یہ کام ۃ وہ ہین الغرض سب کے سب نیکنام ۃ یہ تقریر ناگزیر اوس فیل طویل کی
سنکر وہ شیر بچہ آگی بڑھا تو ایک شتر بے مہار نظر آیا اوسکو دیکھ کر خوف سے پہلوتہی کرکے دل مین کہنی لگا یہ مقرر
آدمی زاد ہوگا کیونکہ اوسکی ہاتھ پاون بہت دراز و ممتاز ہین یہ خیال پر ملال جی مین کرکے کھڑا ہو رہا اور اودھر
شتر بیخبر خوف و خطر سے بیکل ہونی لگا الغرض شیر بچہ نے اوس شتر بیخبر سے پوچھا ای عزیز باتمیز تو آدم معظم کی
قسم سے ہی وہ شتر بیخبر جوابدہ ہوا کہ ای یار غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسی جلاد ہوتی ہین کہ جو ہم کو پاتی ہین
تو ہماری ناک غمناک مین نکیل ڈالدیتے ہین اور پیٹھ پر بوجھ لاد کر جہان چاہتی ہین وہان لیے پھرتی ہین
شعر کوئی اونسے ہرگز برآتا نہین ۃ کوئی آنکھ اونسے ملاتا نہین ۃ یہ کلام اُس نافرجام کی سنکر وہ شیر بچہ
آگی بڑھا تھا کہ ایک نرگاو دلیر کوہ پرشکوہ نظر پڑا اوس کو بھی دیکھکر دل مین کہنی لگا کہ شاید یہ آدمی زاد
جلاد ہین یہ دل مین سوچ کر بصد خوف و خطر کھڑا ہو رہا اور وہ بیل بھی شیر بچہ کو دیکھ کر نہایت
مخوف ہوا اسمین اوس شیر بچہ نے دریافت کیا کہ یہ بھی آدمی کی قسم سے نہین ہی لیکن ایک اوس بیل غریب کے
قریب جاکر کہنی لگا ای یار غمخوار تو آدمی زاد بد نہاد ہی یا کوئی اور جنس سے ہی یہ بات واہیات سنکر وہ بیل
جوابدہ ہوا ای عزیز باتمیز آدمی زاد خانہ آباد نہایت جلاد ہوتی ہین یعنی ہم کو جب پاتی ہین تو وہ ہماری ناک
مین رسی ڈالتی ہین اور گاڑی مین اگاڑی باندھتی ہین اور اوسکی سوا کتنی کام نیک انجام اور بھی بہت لیتی ہین
اسکی بعد جو ہم لوگ اس محنت اور مشقت مین مرجاتی ہین تو ہماری پوست کی جوتیان پیر و جوان بناکر پہنتی ہین
شعر غرض کیا کرون اونکی بیان ۃ عزرائیل بھی کہتا ہی الامان ۃ یہ گفتگو اوس بیل کی دہشت بار سنکر
شیر بچہ آگی بڑھا قضای کار ایک نجار ہوشیار اپنی ہتیار لیے ہوی کسی گانون کو جاتا تھا کہ اس شیر بچہ
کی ناگاہ نگاہ جو پڑی تو اوسکو بھی دیکھ کر خوف زدہ ہوا اور نجار مکار نے جو دیکھا کہ شیر بچہ کچھ میرے ہی خوف سے

دم دباتا ہے بکشادہ پیشانی وہ نجار لاثانی آگے بڑھا تب تو شیر بچہ دل مین کہنے لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بے حیثیت کچھ حقیقت نہین رکھتا ہی چالاکی سی آگی بڑھ کی اوس نجار مکار سے پوچھنے لگا کہ ای عزیز باتمیز تو آدمی زاد کی قسم سے ہے وہ نجار مکار جوابدہ ہوا شعر آدمی ہم تو ہین یہ تجکو کیا ؎ اس طرح سی جو پوچھتا ہی بھلا ؎ شیر دلیر کہنے لگا ای آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر کہا کرتا تھا کہ بیٹا تو کسی سے نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجھنا سو تجھ کو دیکھ کر باپ کی نصیحت بھول گیی کیونکہ تیری ایسی لیاقت یا شجاعت نہین ہی جو تجھ سی ڈرون یہ بات واہیات شیر بچہ کی سنکر نجار مکار کہنے لگا ای شیر دلیر فی الحقیقۃ ہماری کچھ حقیقت اور حیثیت نہین ہی لیکن اپنی آدمیت نہایت بڑی ہی وہ شیر بچہ خوف زدہ بولا اشعار تیری تو کچھ نہین حقیقت ہے ؎ لیک کیسی یہ آدمیت ہی ؎ جس سے پیل و پلنگ و شیر دلیر ؎ اس شجاعت پہ لیتی ہین منہ پھیر ؎ یہ گفتگو دوبدو شیر بچہ کی سنکر نجار مکار کہنے لگا کیا مضائقہ ذرا ٹھہر جا ہم اپنی آدمیت بر فطرت تم کو اس وقت دکھائی دیتی ہین یہ کہکر نجار مکار نے ایک درخت سخت کا بڑا سا تھنا کاٹ کر ایک کاٹھ استوار تیار کیا اور اوس شیر بچی کو کہا کہ ای شیر دلیر تو اس چھید مین سر کو ڈال کر ہماری آدمیت دیکھ اور ملاحظہ کر کہ کیا نظر آتا ہی اوس شیر بچی کی کمبختی جو آئی تو اوس کاٹھ مین سر ڈال کر دیکھنے لگا ادھر سے اوس مکار نجار نی میخ ٹھونک دی شعر اور کہا تو نے بھی حقیقت سے آدمی کی یہ آدمیت ہی ؎ غرض ہر چند اوس شیر دلیر نے سر مارا لیکن اوس کاٹھ کے اندر سے سر نہ نکلا آخر کار وہ شیر نابکار اوس کاٹھ سی سر ٹپک ٹپک کر مر گیا اور وہ نجار مکار اپنی گھر کو راہی ہوا اشعار فی الحقیقۃ یہ سچ ہی ای محرور ؎ سب سی افضل ہی آدمی کا شعور ؎ لیک اک موت سی تو ہین لاچار ؎ سب خدائی کے ورنہ کرتے ہین کار ؎ نقل ہے کہ ایک کبابی بریانی ایک بکری ساری بامصالح بریان اور خستہ کر کے ہمیشہ فروخت کرتا تھا حسب اتفاق ایک روز وہ بکری لاغر ہیزم تر کے باعث سی کچھ بریانی مین خام رہ گئی جس جا وہ اپنی کام کا پکا ہمیشہ بیچ آتا تھا نیم بریانی کے سبب سے کسی نے آدھی قیمت کو بھی نہ لیا تب وہ کبابی بریانی اپنی دل مین نہایت جلا اور بھنا بلکہ سیخ آہ پر دل بریان کو چڑھا کی آتش رشک سی سوخت کرنے لگا آخر کار ناچار ایک مردہ شو بدخو کی قریب جا کر کہنے لگا ای عزیز باتمیز یہ فقیر تن حقیر نہایت ضعیف ہی سو اب اپنی بیکسی اور بی بسی پر یہ خوف و خطر درپیش ہی کہ اس شخص کا دم جو کسی دم نکل جائیگا تو کوئی دمساز ایسا نہین ہی کہ مجھ کو تجہیز و تکفین اس سرزمین مین کریگا اس واسطی یہ بکری بریان اس نان سے تیری پاس بلا وسواس لایا ہون کہ تو اس کو نوش جان کر اور جس روز اوس شخص کا مرغ روح قفس تن پرواز کر جائی تو بخوبی غسل دیکر شہر خموشان مین دفن کر دینا کیونکہ مرزا اعلی فہم کے بقول شعر

دم کا یہ مہمان ہی دم جو دم ہے سو غنیمت ہے زیست نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے یہ کلام سنکر مردہ شو نافرجام کہنے لگا ای فقیر تن حقیر تیرا کہنا بسر و چشم بجالاؤن گا المدعا وہ بکری لاغر اوس فربہ ابلہ کو دیکر کبابی ہربابی وہان سی روانہ ہوا اور اوس مردہ شو بدخو نے وہ مال مفت مفت سمجھ کر مع زن و فرزند زہر مار کیا ایک ہفتہ کے بعد وہ کبابی ہربابی لباس سفر تن پر آراستہ و پیراستہ کرکی اوس مردہ شو پر فریب کی قریب گیا اور یون حرف زن ہوا کہ ای یار غمگسار میرا عزم سفر مصر کی طرف اس نہج پر ہی کہ میری اقربا مین سی ایک شخص وہان رحلت کر گیا ہے اور اوس کا مال و اسباب بیحساب اوس شہر مین امانت رکھا ہی لیکن میری سوا اوس کا دالی وارث کوئی نہین ہے اس باعث سی مجکو وہان جانا نہایت ضرور ہے چنانچہ میرے ہمراہ دلخواہ سربراہ مع باربرداری استادہ ہین ای عزیز باتمیز سو تو بھی میرے ہمراہ چل کس واسطے نہین معلوم مین مظلوم پرمغموم کس جا پہ مرجاؤن اگر تو میرے ہمراہ ہوگا تو مجہ کو تجہیز و تکفین سے خاطر جمع ہوگی پس مین نے تجکو اے مردہ شو اسی روز غم اندوز کے واسطے گوسفند بریان نوش جان کروائی تھی مثل مشہور ہی کہ دیا لیا آگی آتا ہی اور یہ کسی طرح نہین ہونے کا کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور تو یہان بیٹھا رہے

نظم

اب اسی مین ہے خیریت تیری ؞ کہ بدل کر تو ہمرہی میری ؞ ورنہ مین دل کباب وہ بکری جس طرح دیگا تجہ سے لون گا ابھی ؞ اہل ہمسایہ نے غرض آکر ؞ بہ سماجت ہزار سمجھا کر ایک بکری کے مول سے دہ چند ؞ دیکی قیمت اوسی کیا خرسند ؞ بفراست ولیکن ای فہجور ؞ دیکھ تو اوس نے کیا کیا ہی شعور ؞ یعنے کس طرح دیکی بکری خام ؞ مردہ شو سے لیے ہین بکہ دام ؞

نقل ہے کہ ایک گوسفند عاقلمند ضعیفی اور ناتوانی سی اپنی گروہ سی پیچھے رہگئی تھی قضا کار ایک گرگ خونخوار سی دوچار ہوئی سو وہ گوسپند خردمند دل مین کہنے لگی کہ ہائی یہ بڑا غضب پر تعب ہوا کہ اس دم شیر قضا سی میری روباہ جان کا سامنا ہی اگر اس وقت مین اجل گرفتار مثل غزال فرار ہوجاتی ہون سو وہ جوا دسکی من کا چیتا ہی سو ہیشۂ قضا مین بر آئیگا اور اگر اس وقت دنبی چرواہی پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آپہونچا ہی جبتک وہ مجھ دور افتادہ غم آمادہ کی پاس بی ہراس آویگا تب تک تو یہ جیتا نہ چھوڑیگا

بیت

کیا کرون ہای کوئی بات نہین بن آتی ؞ مفت مین جان مری وای ستم سی جاتی آخر کار وہ گوسپند ناچار دانائی اور عقل آرائی سے فرحان اور شادان سامنے بھیڑیے کے چلی اور قریب اوس غریب کی جاکر یون گویا ہوئی کہ ای گرگ خوش باش خوش باش مین بی ہراس تیری تلاش مین اس بیابان مین سرگردان و حیران ہون یہ بات عجائبات سنکر وہ بھیڑیا کہنے لگا ای

گوسپند دردمند تیری جستجو یا ین آرزو کس جہت سے ہے کوئی بھی اپنے دشمن کو دوستی سے
تلاش کرتا ہی یا کوئی بھی آپ سے آپ اپنی چاہ سے کنوین مین گرتا ہی ایسی باولی باتون سے
میری دل کو ڈانوان ڈول نہ کر یہ گفتگو گرگ تندخو کی سنکر وہ گوسپند کہنے لگی اے گرگ شیر صولت
پلنگ ہیئت تیری تلاش بے قیاس کا یہ سبب ہی کہ میرا گلہ بان میان بحر جہان ایسا منبع سخا
اور موج عطا ہی کہ اوسکی ذات فائز البرکات سے ہمیشہ چشمۂ فیض جاری رہتا ہے سو آج اوس
خوش مزاج نے مجھ ناکام نافرجام سے کہا کہ اے گوسپند گسلمند اس جنگل کے گرگ سے مین
بہت راضی ہون یعنے اسنے میرے گلے کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین دی اسواسطے مین نے
تجھ کو اوسکی ضیافت مین تجویز کیا تو اوس کے پاس جا اور اپنی جان کو نثار کر کے لقمۂ لذیذ اور
غذای لطیف ہوا ے گرگ اس واسطے یہ نیجان اس بیابان کے درمیان تجھکو ڈھونڈھتی ہی میری
بات واہیات اور چاپلوسی کی نہ سمجھنا بقول شیخ سعدی شیرازی **شعر** بد برابر چو گوسپند سلیم ؎
در قفا ہیچو گرگ مردم در ؎ لیکن اے گرگ مجھ مین گانے کا وصف نہایت باحلاوت ہے
تو نونیجان اس آن بیگمان کرے گا لیکن وہ بات کر کہ جسمین حلاوت مزی سی حاصل ہو
یعنے پہلے تو میرے گانے کا وصف دیکھ اور مسرور ہو پھر اوس عالم سرور مین جو مجھ کو
کھائے گا تو نہایت لذت پائے گا اس مثل کے بقول **مثل** ایک تو کریلا کڑوا اور دوسری
نیم چڑھا یعنے ایک تو عالم سرور اور دوسری گوشت لذیذ یہ بات نادرات سی ہی یہ تقریر پر تزویر اوس
گوسپند عقلمند کی وہ بھیڑیا گدھا سن کر کہنے لگا ازین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ الغرض وہ گوسپند
دردمند اس بھیڑیے گدھے کو ایک ٹیلی پر لیگئی اور اوس نادان کو الگ بٹھا کر آواز بلند
سے جو اوس سرتی رنتنک سرستی سے نے ایک سر بھرا تو اوس کا چرواہا زمانے کا
نٹ کھٹ ہر دیس کا کھڑاگ بوجھنے والا اپنی بکری کا خیال کر کے چالاکی سی ٹپاٹوئی کرتا
اوس ٹیلے پر آیا اور لٹھ کو ایسا زور سے پھینک مارا کہ اوس بھیڑیے کا پاون ٹوٹ گیا
غرض وہ بھیڑیا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین روپوش ہو گیا اور گلہ بان شادان و فرحان شکل
گل خندان اوس گوسپند عقلمند کو بغل مین داب کر اپنے گلے مین لے آیا **مثنوی** ے
ایک بکری نے کیا ہی چھند کیا گرگ کو مثل شیر بند کیا گر نہوتی وہ گوسپند عقیل جان بچنے کی کونسی تھی دلیل
فی الحقیقۃ شعور ہی وہ چیز جس سی آتی ہی آدمی کو تمیز اور جسے کچھ نہین ہے عقل و شعور خر سی بدتر سمجھ اوسی مجبور
فی المثل یہ کسی نے خوب کہا صاحب عقل کی ہی دور بلا

بی بی کا نتھ کو اوتار کر دھونا اور نائن کا بی بی کو بے نتھ دیکھ کر خیال رانڈ ہونے کا کرنا



ساتوان باب احمقون کی نقلون مین

محرران معصوم صفت اور کاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک قصباتی دہاتی برای تعیناتی اپنے گھر سے ایک منزل کامل پر سفر کر گیا اور کئی دن کے بعد ایک روز اوسکی جورو دلسوز نتھ ناک سے اوتار کر ڈالان کے سائبان مین بیٹھی منہ دھو رہی تھی اتفاقاً نائن باہر سے جو آئی تو وہ بے شعور دور سے کیا دیکھتی ہے کہ بی بی کی ناک بے نتھ کی بے پیر نظر آتی ہے یہ احوال پر ملال دیکھکر دل مین کہنے لگی کہ شاید ہماری بی بی رانڈ ہو گئی ہین جو ناک غمناک مین نتھ نظر نہین آتی یہ خیال بدسگال دل مین کر کے وہ نائن گھر مین آئی اور اپنے خاوند دانشمند سے کہنے لگی ای غفلت شعار ناہنجار بیٹھا کیا کرتا ہی جلد خبر لے فلانی بی بی رانڈ ہو گئی ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ گیدی خر جلد کمر باندھ کر وہان سے روانہ ہوا الحاصل منزل مقصود پر پہونچکر وہ گیدی خر میان سے کہنے لگا ای میان صاحب یہان کس فکر مین بیٹھے ہو وہان تمہاری بی بی عصمت والی رانڈ ہو گئی یہ واقعہ غم افزا سنکر وہ بدخصال فی الحال بے اختیار داڑ ہین مار کر رونے لگا اور یہ سخن زبان پر لایا اشعار افسوس ری خجستہ بیگم؛ مجھ بن ہوئی رانڈ اور بے سر کیونکر ہو سنکے مجھے قرار افسوس؛ افسوس ہے صد ہزار افسوس؛ یہ سخن حیرت افگن اوس

سادہ لوح کا شکر سب مرد و زن کہنے لگے کہ ارے بیوقوف ذہن سے خالی کہین بھی سنا ہی کہ میان گدھا بھی
اور بی بی رانڈ ہو جائے یہ گفتگو ہر ایک نیک خو کی سن کر وہ بادیدۂ تر جوابدہ ہوا مثنوی تم تو بیچ کہتی ہو پر
ای بھائی ❊ گھر سی آیا ہی معتبر نائی ❊ پھر بھلا اس کو کیا کرون مین آہ ❊ ہوا جاتا ہی حال میرا تباہ ❊
سن سکے اوسکی یہ گفتگو سب یار ❊ قہقہہ مار کر ہنسے یکبار ❊ واہ ری تیری عقل واہ شعور ❊
آگے اب اسکے کیا کہے مہجور ❊ نقل ہے کہ ایک احمق کا گدھا رسی سے بندھا گم ہو گیا تھا لیکن وہ خر
ناہموار بار بار گدھے کے فراق مین آہ جانکاہ کھینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص دیکھ کر
یون کہنے لگا ای سادہ لوح تیرا گدھا گم ہو گیا ہے اور تو با آہ جانسوز و غم اندوز شکر کرتا ہی اس کا کیا موجب
اور کیا سبب ہی یہ کلام سنکر وہ ناکام کہنے لگا ای عزیز بے تمیز مین اسواسطے شکر کرتا ہون خوب ہوا کہ یہ شخص
اوس گدھے ناہموار پر سوار نہ تھا نہین تو اوسکی ساتھ مین بھی ہاتھ سے گم ہو جاتا لیکن وہ خر ناہموار بدکردار یہ سمجھا
کہ اگر اس پر آپ سوار ہوتا تو وہ گدھا بوجھ لدا کیونکر گم ہوتا شعر جس گدھے کو ہووے اتنا شعور ❊ اسکو سمجھائے کیا کوئی مہجور
نقل ہے کہ ایک احمق مطلق بحالت بیماری ایک باری طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اوس حکیم فہیم نے
فرمایا اے سقیم الم و اے الیم غم تو صبح کو قارورہ لیکر حاضر ہوتا تیری بیماری تشخیص مین آجائیگی
انشاء اللہ تعالیٰ اوس قانون کا نسخہ مفرح القلوب تجھ کو لکھدیا جائیگا کہ تیرے اسباب علالات واہیات
کی جلد دفع ہو جائین گے القصہ وہ رنجور دل ملول گھر مین آیا قضای کار اوس نابکار کی جورو بدخو
شب کو خود بخود بیمار ہو گئی وقت سحر بحالت مضطر اوس سادہ لوح نے اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ
ایک ہی شیشی مین بھرا اور اوس طبیب عجیب کے قریب لیگیا اور قارورہ کو دکھا کر یون گویا ہوا کہ ای
حکیم فہیم مجھ سقیم اور میری جورو دل دو نیم کا باہم قارورہ ہی اس کو ملاحظہ کر کے دیکھ کہ میری رسوب اور اوسکی
قوام مین کیا فرق ہی یہ بات واہیات سنکر ایک شخص اوس مطب مین بول اوٹھا ای سادہ لوح اگر دونون قارورے
باہم لایا تھا تو ایک ڈورا سادہ اپنے اور اپنی جورو کے قارورے مین کیون نہ باندھ لایا قطعہ یہ سنکر لطیفہ سبھی
یار غار تھے ہنسے قہقہہ مار کر ایک بار ❊ جو مہجور ہوتا نہ وہ بے شعور ❊ تو کیونکر اوسے خلق ہنستی ضرور ❊ نقل ہے
کہ ایک قاضی قصباتی نے شب کو کتاب انتخاب مین یہ نکتہ لکھا دیکھا کہ جس شخص کا سر چھوٹا اور ریش دراز
بے اندازہ ہو وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہی چنانچہ قاضی صاحب اون دونون علامات مین گرفتار تھے
اس نکتہ کو دیکھ کر دل مین کہنے لگے کہ سر خرد کو تو بزرگ نہین کر سکتا ہون لیکن داڑھی کم کرنی مین
البتہ ہاتھ پہونچتا ہے یہ بات واہیات وہ نیک صفات سوچ کر تلاش مقراض مین اوٹھا اتفاقاً اس وقت
کند ذہن سے مقراض کاغذ تراش نہ ہاتھ آئی آخر کار چار و ناچار آدھی داڑھی ہاتھ مین پکڑ کر

فتیل سوز کے قریب جاکر اپنی ریش کو سر چراغ سے جو ہمسر کیا تو آتش چراغ سر بلندی کر کے سر دست
قاضی کے ہاتھ تک پہونچی بے اختیار قاضی دلفگار نے ایک بار ریش دراز ہاتھ سے چھوڑدی لیکن حاصل
تمام داڑھی قاضی جی کی آتش نادانی سے جل گئی اور صورت پر کدورت بھونی سری کی شکل ہوگئی الغرض
قاضی صاحب اپنی نادانی پر کمال نادم ہو کر کہنے لگے کتاب انتخاب کا نکتہ خوب ثبوت ہوا کیونکہ اپنی
بیوقوفی اور بے شعوری ریش کے زیر و زبر ہونے سے پیش آئی بقول میر تقی ع گھر جلا سامنے اور ہم سے
بجھایا نہ گیا ٭ لیکن شدنی کو کوئی کیا کرے فی الحقیقت یہ مثل پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے
اشعار آدمی کو ولیکن اے مجبور نہ چاہیے اس قدر تو عقل و شعور ٭ کہ جو دیکھے کہین نشیب و فراز
وان سمجھ کر چلے وہ بندہ نواز ٭ اور کہین سے خورش جو ہاتھ آئے ٭ بال مکھی کو دیکھ کر کھائی نقل ہے
ایک سادہ لوح نے خواب پریشان کے درمیان مین شیطان بے ایمان کی ریش دراز پکڑ کر ایک طمانچہ
تڑاق سے جڑا اور یہ سخن تلخ دہن سے کہا کہ اے ملعون ذوفنون تو نے یہ ریش اسواسطے رکھی ہے
کہ مردمان راہ راست رو کو فریب سے بہکا کر بے راہ کردن یہ کہکر ایک طمانچہ دوسرا ایسے زور سے جڑا کہ اسکی
صدمے سے جو آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ریش اپنے ہاتھ مین ہے اور طمانچون کے صدمے سے دونون رخسار
بے اختیار جھلارہے ہین یہ احوال پر ملال دیکھکر وہ شخص کہنے لگا مثل کردنی خویش مثل ست کہ می آید پیش
شعر سچ ہے مجبور آج تک انسان ٭ ہے گرفتار فطرت شیطان ٭ نقل ہے کہ ایک سوار
اسپ باد رفتار کا کاروان سرا مین نزول ہوا بعد انفراغ طعام وقت شام وہ سوار خوش کلام
اپنے نفر نافرجام سے یون حرف زن ہوا کہ اے عزیز ناچیز سننے مین آیا ہے کہ اس شہر پر قہر کے
دزد بڑے مردود رندی مین جوانمرد ہین ایک کام کر تو شوق سے بستر غفلت پر پاؤن پھیلا کر سورہ مین اپنے
گھوڑے کی آپ خبرداری کرونگا بقول شخصی مثل مال عرب پیش عرب یہ بات اوس نیک صفات کی سنکر
نفر کہنے لگا اے خداوند نعمت یہ کون سی بات واہیات ہے کہ خداوند نعمت تمام رات بیہات جاگے اور
دو پیسے کا نفر گیدی بخوبی فراغت تمام آرام کرے نہ صاحب یہ نہین ہونے کا آپ بفراغت تمام استراحت
فرمائیے اور یہ نالائق بد خلائق گھوڑے کی نگہبانی اور پاسبانی کریگا اس بات سے اپنی خاطر عاطر جمع رکھیے
شعر اگر نوکری مین ہو مجھ سے قصور ٭ تو یہ جانیو ہے بہت بے شعور ٭ القصہ
وہ سوار غفلت شعار اوس روسیاہ کے کہنے سے سو رہا پہر رات کے بعد ایک بار
بیدار ہو کر کہنے لگا اے نفر باخبر کیا کرتا ہے وہ اوس کے جواب مین کہنے لگا
خداوند نعمت اس وقت غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر

کیونکر فرش کیا ہی یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا کہ ای نفر بیخبر مجھکو خوف و خطر ہی کہ
تیری فکر مین دزد بے درد اگر اسباب بیخبری کو دزدی نکر جائے اوس نے جواب دیا کہ ای خداوند
کیا مقدور اور مذکور ہے آپ اپنی خاطر جمع رکھیے الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا بعد نصف
شب مضطرب وار چشم وا کر کے یون گویا ہوا اے نفر باخبر کس فکر مین ہی اوس نے جواب دیا ای خداوند
اس فکر مین ہون کہ خدای عز و جل نے آسمان بے پایان کو بے ستون کیونکر استادہ کیا ہے اور زمین کی مٹی
میخ گاڑنے مین کہان غائب ہو جاتی ہے یہ فکر بے موجب سنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا ای نفر بیخبر
اس فکر مین میرا گھوڑا کوئی کوٹا نکو لیجائے اے نفر بیخبر اگر تیرا جی سونے کو چاہے تو سو رہ کہنے لگا خداوند نعمت
آپ خاطر جمع رکھیے مین خبردار اور ہوشیار ہون وہ سوار ناچار پھر سو رہا تین پہر رات کے بعد وہ سوار پھر
بیدار ہوکر کہنے لگا ای نفر لخت جگر کیا خبر ہے وہ جوابدہ ہوا کہ خداوند مین اب اس تشویش مین ہون کہ
اونٹ کی پیٹ مین گولیان کون بناتا ہی اور گیلے کے پتون پر اتو خود بخود کیونکر ہوتا ہے غرض وہ سوار
پھر ایکبار اس بے فکر کی فکر سے غافل ہوکر سو رہا اور جس وقت چار گھڑی شب پر تعب باقی رہی
ایک بار سوار بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر بیخبر کیا خبر ہے وہ جوابدہ ہوا ای خداوند نعمت اب غلام ناکام
اس فکر مین ہی کہ گھوڑا تو کوئی چور منھ زور سرنگ لگا کر لیگیا اب یہ زین اور خوگیر بے نظیر آپ کو سر پر
رکھنا پڑیگا یا مجکو لیجانا پڑے گا یہ نکتہ واہیات اوس نفر ستمگر کا سنکر وہ نیک صفات ایکبار بعد اضطراب
خفا ہوکر کہنے لگا اسے احمق مجنس نفردن کی آ غور کم زور حشری کمری چل اپر کر جا میری سامنے سے
مین اب کوئی نفر خنگ و بنگ آٹھون گانٹھ کمیت نوکر رکھ لون گا جو زبان عربی اور ترکی مین گفتگو
دو بدو کرے اسے ٹٹوے طاقی مگسی دل مین سمجھ تو جس کا ایسا اسپ باد رفتار رشک بہار
دست سے نکل جائے تو اوسکی آنکھون مین کیونکر نہ پھلواری کا سبزہ خار نظر آئے ہاے اس
چال کا گھوڑا نقرے کی تول کا پھر کہان سے میرے ہاتھ چڑھے گا جو عیال و اطفال کو تا ربیت
غور اک نتسکی کھلاؤن گا اشعار غرض اوس نفر کو سبھون نے گدھا خ
اگاڑی پچھاڑی سے آکر کہا وہ لے خر کے پیٹے سے پیکجوزو سنا ہے کہ بنتا ہی گھوڑا عجب
نقل ہے کہ ایک خرنا ہموار گھوڑے پر سوار اور گھاس کا گٹھا اپنے سر پر رکھے
ٹک ٹک کرتا چلا جاتا تھا اس صورت پر حماقت سے اوس خر کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا ای احمق
مطلق تو اس گھوڑے رہوار برق رفتار پر سوار ہے مگر گھاس کا گٹھا اٹھا تو نے اپنے سر پر
کیون رکھا ہی شعر عجب تو بھی احمق ہے اوگا دو دی ہم کہ یہ گھاس گھوڑے پہ کیون رکھ نہ لی

یہ بات وہ کم ذات سنکر کہنے لگا ای عزیز ناچیز مین احمق نہین ہون تو ہی احمق ہے اری اس گھوڑی
کا بھن پر ایک تو مین چڑھا تھا اور دوسری گھاس کا گٹھا اوس پر لادتا تو اوس پر بھلا اس کا بار کہان سے
ٹھہرتا ابیات یہ سنکر کہا اوس نے ہان واقعی؛ تو دانا سہی مین ہی نادان سہی؛ جہان ایسے احمق ہون مجبور لوگ
وہان عقل سے کیا ہون مسرور لوگ؛ نقل ہے کہ ایک سائیس اپنے رئیس کا گھوڑا اودرکا بہ
دریا پر نہلانے کو لیگیا اتفاقاً اوس گھوڑے کا پاؤن بے ٹھور کنڈ مین جو جا پڑا تو ایک بار بے اختیار
غوطے کھانے لگا اوس کیدی خر نے آپ کو بچا کر اوس گھوڑے کو دریای حماقت مین ڈبو دیا شعر
جب نفر ایسا بے حقیقت ہووے؛ کیون نہ گھوڑا غریق رحمت ہووے؛ الحاصل وہ نفر بحالت مضطر میان
کے پاس آکر کہنے لگا میان صاحب آپ کا اسب بادرفتار دریا مین فرار ہوگیا یہ واردات واہیات
سنکر وہ بحال مضطر اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس نفر سے کہنے لگا ای خر ناہموار میری تلوار باڑھدار اوٹھا لے
دیکھون تو سہی تو نے میرا گھوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل جب وہ عزیز نا تمیز دریا کے کنارے پر پہونچا تو
اوس نفر کیدی خر سے کہنے لگا ای احمق مطلق وہ میرا گھوڑا بتا دیا کہان ڈوبا یہ کلام نافرجام سنکر تلوار باڑھدار
دریا مین پھینک کر کہنے لگا میان صاحب دیکھیے اوس جا پر آپ کا گھوڑا ڈوب گیا یہ واردات واہیات وہ
نیک صفات دیکھ کر کہنے لگا یک نشد دو شد گھوڑا تو ڈوب چکا تھا اور میری تلوار باڑھدار جہازی بھی
بیوقوفی کی لہر مین ڈبوئی ای بھڑوے جی مین آتا ہی کہ تیرے گلے مین بھنور کلی ڈال کر ایسی تھپیڑے
ماریے کہ تیرا روی حماقت بھر جاے یا تیری دستار اوتار کر قینچی پر چڑھا کر ایسی مار دیجیے کہ تیرا جی ڈوبجاوے ای
بھڑوے گنگارامی کوئی بھی ایسا گھاٹ کام کرتا ہی کہ جیسا تو نے طوفان اس آن برپا کیا ہی غرض دریافت ہوا ہی
کہ سیدھا سپاٹ احمق بے اٹک ہی ابیات چل کہین سامنی سی ہٹ جا تو؛ نہین مار دون گا تجھ کو اے بدخصال
اسی دریا مین یا ڈبو دون گا؛ اسپ و شمشیر کا عوض لون گا؛ آخرش اوس نفر کو ای جھوڑ کر دیا اوس نے نوکری سی دور

نقل چار احمقون کی

نقل ہے کہ ایک پیرزال نیک خصال خجستہ پیکر خوش منظر چار سوے بازار رتھمک بہانہ مین کچھ
کام نیک انجام کو نکلی تھی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اور ہمسر خاتون بادشاہان سر دست بلند کر کے
سر کو جو کھجانے لگی اس عرصے مین چار اشخاص خاص سامنے سے نمودار اور موجود ہوے
قضاے کار اون چارون کی نگاہ ناگاہ اوس پیرزال نیک افعال کے ماتھے پر جو پڑی تو ایک جوان نادان
کہنے لگا کہ اس پیرزال نیک خصال نے لا کلام مجھ کو سلام کیا ہی اسمین دوسرا بولا دیکھا کہ ای بے حیثیت

تجھ مین کیا حقیقت ہی اوس پیرزن کم سخن نے مجھ کو سلام کیا ہی حاصل کلام وہ چارون ناکام اتنی واہیات
بات پر جنگ و جدل کرتے تھے القصہ اس قصہ نے یہانتک سر کھینچا کہ اوس جا پر اکثر لوگ آ کے
کھڑے ہو گئے غرض ایک عقلمند دانشمند نے کہا اے عزیز تم آپس مین عبث لڑتے ہو وہ پیرزال
صدق مقال آگے جاتی ہو گی اوس سے جا کر دریافت کر لو ایک ذرا سی بات کو اتنا طول دیتے ہو یہ بات
معقول سن کر وہ نامعقول پیرزال غریب کے قریب گئے اور یون گویا ہوے کہ اے بڑی بی صاحب
ہم چارون مین سے تم نے کس ناکام کو سلام کیا یہ بات واہیات سن کر پیرزال نیک خصال دل مین کہنے لگی
معلوم ہوتا ہی کہ یہ چارون احمق ہین متبسم ہو کر کہنے لگی کہ میان جو تمہارے درمیان زیادہ احمق ہو گا مین نے
اوسکو بصد نیاز سلام کیا ہی **نقل اول** اوسکے جواب مین ایک احمق مطلق آگے ہی بول اٹھا بڑی بی صاحب میرا تو حمق
یہ ہی کہ ایک روز مین غم اندوز سسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تھا اور وہان لوگون نے کھانے کے وقت
مجھ سے کہا کچھ کھانا نوش جان کر لو تو آرام فرماؤ مجھ حریص طبع کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مین اپنے غریب خانہ سے
کھانا کھا کے آیا ہون **شعر** کچھ نہین احتیاج کھانے کی ؛ بات میری نہین جہانے کی ؛ آخر کار منت بسیار
اور لجاجت بیشمار سے ہر ایک نے مجھ سے کہا مگر مین نے کسی کو اس بات کا لقمہ نہ دیا کہ بہت خاصہ تھوڑا سا
کھانا کھا لونگا غرض ایک پہر شب کے بعد مجھ کو بھوک نے اس قدر عاجز کیا کہ میرا مرغ روح آتش گرسنگی سے
بریان ہونے لگا اور شدت العطش سے جگر کباب ہو گیا اوس وقت مین نے چپکے سے دروازہ کھول کر
اور کپڑے اوتار کر گدائی کا ارادہ کیا اتفاقاً ہر ایک گھر سے ٹکڑے مانگتا مانگتا اپنی سسرال فرخندہ فال
کے در پر آ پہونچا اور دست سوال دراز کیا کہ اندر سے چنبیلی لونڈی بختاور طبع ٹکڑا لیکر باہر نکلی مین نے
جو اوسے پہچانا کہ یہ لونڈی ہماری ہے اور یہ دروازہ بھی سسرال کا ہے وہان سے مین نے پچھلے پاؤن
ہٹنا شروع کیا اور وہ کنیز بے تمیز روٹی دینے کو آگے بڑھی غرض جون جون مین پیچھے ہٹتا جاتا تھا
وہ آگے بڑھتی چلی آتی تھی اور یہ کہتی تھی ای فقیر تن حقیر تو روٹی کا ٹکڑا کیون نہین لیتا ہی قضاے کار
اوس ناہموار کے پیچھے کنوان جو آ گیا تو ایک بار بے اختیار اوس مین دھڑام سے گر پڑا غرض میرے
کنوئین مین گرنے سے بے تامل ایک غل پیدا ہوا کہ کوئی فقیر بے بصیر گردش کا ڈانوان ڈول کنوئین مین
گر پڑا آخر کار مجھ باولی صورت کو ہر ایک نے آہ چاہ کر کے نکالا اور سبھون نے پہچانا کہ یہ تو فلانے کا
داماد ناشاد ہے ارے اسکی کیا بدبختی تھی جو یہ اس حالت پر ملالت مین ایک بار گرفتار ہو گیا غرض اس
ذلت اور ندامت سے ابتک مین نے پھر کبھی سسرال فرخندہ فال کا نام نہین لیا میرا تو احمق پن
اے پیرزن اس قدر ہے جو بیان مین آیا **شعر** غرض پیرزن سن کی سب ماجرا ؛ لگی کہنے صد آفرین مرحبا

نقل دوسری احمق کی

کہ یہ گفتگو اوس الو کی سن کر ایک اور لنڈورا بول اوٹھا کہ بڑی بی صاحب اب میری حماقت کی حکایت گوش دل لگا کر استماع کیجیے یعنے ایک روز مجھ طالع افروز کو سسرال فرخندہ فال سے پیغام و سلام بلوانے کا آیا اتفاقاً اوس سادہ لوح کو پگڑی نہ باندھ آتی تھی ایک آشنا آگے کے میری گھر کی تھے استقامت رکھتے تھے آخر کار منت بسیار اور سماجت بیشمار سے باتون کی لپیٹ مین اونسے دستار بندھوا کی اور پوشاک نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کر کے سسرال فرخندہ فال کی طرف روانہ ہوا ناگاہ اثنای راہ مین ماندگی اور نیند نے نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اوس حال مین دل پر گذرا کہ کسی ایسی جا پر سوئیے کہ جہان پگڑی سر سے نہ اوتارنی پڑے غرض ایک کنوان پختہ جو وہان نظر آیا تھا اوس پر یہ بندہ اس طرح سویا کہ سر کنوے کے اندر رکھا اور چت پر پانون کو پھیلا کر سو رہا لیکن کروٹ مین لینے سے دستار کنوے مین فرار ہو گئی اور ایک پہر کے بعد جو اوس تیرہ روز کی آنکھ کھلی تو نہایت گھبرایا کہ دن تھوڑا باقی رہگیا مسرور شعر مسرور پہونچ منزل مقصد پہ سویری نہ رستے مین ٹھہرنا نہین اچھا سفری کا الحاصل گھبراہٹ مین مجھ کو پگڑی کی کچھ خبر نہ رہی بھاگا بھاگ یہ چل وہ چل سسرال کے قریب جو پہونچا تو وہان سے گھر کی لونڈی چلی آتی تھی اوس نے جو دیکھا کہ میان سر برہنہ بدحواس بھاگے آتے ہین شاید کہ بی بی ماہ تمثال کا انتقال ہو گیا ہی یہ بات واہیات سوچ کر وہ لونڈی روتی ہوئی گھر مین گئی اور واقعۂ حیرت افزا خوشدامن سے بیان کیا تو سب گھر کے لوگ بحالت عجیب دندان تاسف زیر لب ہو کر ایک بار زار زار رونے لگے غرض مین انجان اوس مکان وحشت نشان مین جو داخل ہوا تو سب کو گریان با دل بریان دیکھا ناچار مین دلفگار بھی زار زار رونے لگا اس عرصے مین ہمسایہ کے لوگون نے آکر ہر ایک نوحہ گر مضطر کا منہ چہرا کے مجھسے پوچھا کہ میان یہ واقعہ کیونکر گذرا مین نے بچشم پرنم و بحالت غم اونسے پوچھا کہ میان تم تو بیان کرو یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر درپیش آیا آخر کار سب خویش و تبار کو دریافت ہوا کہ یہ اشکباری و بیقراری ناحق ناحق کی ہے ای پیرزال صدق مقال اوس دن سے جو مین بداعمال بھاگا تو آج تک اودھر نہین گیا شعر غرض پیرزن نے اُسے بھی کہا ہزار آفرین مرحبا مرحبا

نقل تیسری احمق کی

کہ جب یہ اُلّو بدخو اپنی کہانی لاثانی بیان کر چکا تو تیسرا مسخرا یون بولا کہ بڑی بی صاحب یہ سادہ لوح بھی سسرال فرخندہ فال مین جو وارد و صادر ہوا تو وہان خوشدامن صاحبہ نے بہ تکلف بسیار اس نابکار کے واسطے کھانا تیار کروایا اتفاقاً میرے ذہن سے یہ سخن بر آیا کہ مین اسوقت نہایت سیر ہون

غرض تمام گھر کے لوگ مجبور ہوے مگر میرے منھ سے جو نہ ہاں کرا د نکلی تو پھر مطلق اقرار نہوا بقول شخصی مثل
جائے لاکھ رہے ساکھ آخر کار سب خویش و تبار ناچار ہوکے چپ ہو رہے اور مین مکان خوابگاہ مین
اپنی دلخواہ کے ہمراہ غلطیدہ ہوا لیکن غلبۂ گرسنگی سے خواب آنکھون سے کافور ہوگیا اسمین وہ نیکبخت
جسوقت سوگئی تو اس ناپاک جان ہلاک نے وہان کھانے کی تلاش آس پاس کی کہین سے کچھ ہاتھ نہ لگا لیکن
ایک چھینکی مین ہانڈی کوری رکھی نظر آئی بندے نے جو اوسے کھولا تو انڈا مرغی کا ہاتھ لگا اس عرصہ مین
یکایک میری بی بی کی آنکھ کھل گئی تو مین نے پاس سوائی سے وہ انڈا مرغی جھپ منھ مین رکھ لیا اور
پلنگ پر لیٹ رہا اس حالت پر ملالت مین وہ مجھکو دیکھکر کہنے لگی ای میان تم کو خیر تو ہے جو اس طرح
گھبرا کے لیٹ گئے غرض اوس نیکبخت نے ہزار سر ماری مگر مین نے اوس کو ایک جواب ندیا اور اسکی سوا
اس کمبخت جان کرخت کے منھ مین انڈا تھا جواب باصواب کس منھ سے دیتا آخر کار ہر ایک غمخوار خویش و
تبار نے کہا کہ کچھ اس کو آزار نابکار ہوگیا ہے یا کوئی اسرار پر آزار ہوگیا غرض گھر مین ایک تہلکۂ عظیم
اور صدمۂ جسیم برپا ہوا آخر کار اس وقت جراح کو دکھایا گیا تو وہ کہنے لگا اس کے گال مین ورم تمتانا ہے
مواد کا نہ وہی نشتر کے سوا کوئی چیز فائدہ نکریگی الحاصل اوس جراح نے سب سے اجازت لیکر
اوس شخص کے گال پر نشتر جو دیا تو مین نے وہ انڈا اس گال سے اوس گال مین رکھ لیا یہ ماجرا
حیرت افزا جراح دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھیے صاحب ادھر کا مواد ادھر جا رہا غرض اوس جراح
بدراہ نے دوسری گال کو جو چاک کیا تو وہ انڈا اس بندہ گندہ کے منھ سے نکل پڑا اس انڈے کو
گھر والے سب دیکھکر نہایت کڑکڑائے غرض اوس دن سے وہ دڑبا جل گیا **شعر**

کھواب منصفی سے تم بڑی بی	کہ مجھسا دیکھا ہے احمق کہین بھی

نقل چوتھی بڑی احمق کی

جسوقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت مین بیان کر چکا تو وہ چوتھا الو کا پٹھا بولا کہ بڑی بی صاحب **شعر**
شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے اس گم کردہ راہ خود رفتہ کو
ایک امیر صاحب توقیر نے کسی علاقہ کا عامل کرکے بھیجا تھا بندی نے وہان ایسا اودہم کیا کہ سرکار عالی مقدار
کی تمام آمدنی صرف بیجا مین تصرف کی اور ایک خرمہرہ یا ایک پیسہ کبھی ارسال نکیا غرض لشتم پشتم گذری
جاتی تھی اس کیفیت بحقیقت مین یہ سوجھی کہ شادی بڑی خانہ آبادی کیا چاہیے یہ احوال کہ از استدلال
سنکر قانونگو اور متصدی کہنے لگے ای صاحب یہ آپ کیا غضب پر تعجب کرتے ہین غرض والعتہ

حماقت مین کسی کا کہنا خیال مین نہ آیا آخر کار ایک پیرزن مکار کو بلایا اور اوس سی شادی کا پیغام دیا
اوس پیرزال کذب مقال نے اوس شخص کو احمق مطلق جانکر کہا ازین چہ بہتر غرض وہ پیرزن پرفن یہ
کہکر اپنے گھر کو گئی ایک روز کے بعد آکر کہنے لگی میان صاحب آپ کی شادی ایک صاحبزادی سی مین نے
ٹھہرائی ہے ایک پانچ چھہ روز مین ظہور مین آجائیگی لیکن پانسو روپے چڑھاوے کے واسطے عنایت
کیجیے تو آپ کی بات اسکے ساتھ مضبوط اور مربوط کرآدن بندے نے پانسو روپے اپنے صندوقچہ حماقت سی لیاقت
سی نکال کر اوسکی صرف فطرت مین بھر دیے چند روز کے بعد پھر آکے کہنے لگی کہ میان صاحب دو ہزار روپے
برای تیاری اور دیجیے تو شادی کا سامان بے پایان شروع ہوجاوے غرض وہ بھی دلوا دیے دو چار روز کی
بعد آکر کہنے لگی کہ میان صاحب تم جو بیاہنے چڑھو گے تو تمام روپیہ آرایش اور ناچ اور رنگ وغیرہ مین
نہایت صرف ہوگا اس سی بہتر ہی کہ فقط نکاح بصد انشراح پڑھا لیجیے مثل ہی آم کھانے سی کام یا پیڑ گننے سی غرض
بندہ سمجھا کہ یہ پیرزال نیک اعمال میری بھلے کو کہتی ہی لیکن یہ نہ سمجھا کہ مین اس بھلے مین برے طور ہی
بقول شخصی ع چہ داند گدا ے بہای برنج ؛ آخر کار اوس مکار کو مین نے مختار کیا اور یہ سخن زبان پر لایا
کہ ای بی بی شعر جو چاہی کرے تو سفید و سیاہ ؛ وسلے مجکو ہر طرح کرنا ہی بیاہ ؛؛ اودھر کی جواب مین کہنے لگی
خیر اچھا مگر نکاح کی اخراجات ضروریات کی واسطے کچھ عنایت کیجیے تو اجرا ے کار ہو بندہ نے دو ہزار روپیے
اور بھی دیے اسکے بعد آکے کہنے لگی کہ میان صاحب آپ کی دولھن رشک چمن کی آنے کا شگون نہین بتا ہی
جب ساعت سعید مثل عید جلا پذیر ہوگی تو وہ ماہرو تمہاری گھر مین جلا بخش ہوگی لیکن کچھ اخراجات
ضروری اور رسومات مشہوری کو دیجیے تو تنبول اور پنجیری کی بھی تیاری ہو جائی اور کچھ کھانے کو دو چار
مہینے کے بھی بسر ہوجائے غرض بندے نے اور دو ہزار روپے دلوا دیے اس عرصے مین چند روز کی بعد آکر کہنے لگی
میان صاحب مبارک و میمون ہو کہ تمہاری گھر مین ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہی کچھ چھٹی چلے اور دائی جنائی
کی واسطے دلوائیے تو زچہ خانے کا کام اجرا ہو غرض اوس سادہ لوح نے اور بھی کچھ دلوا دیا حاصل کلام وہ نا کام کبھی
لڑکے کی ٹوپی کرتے اور کبھی کھانے پینے پارچہ پوشیدنی کو غرض ہر ایک طرح سی لاکھون روپے لیگئی اور جب مین نے
سوال کیا کہ ذرا میری بی بی کو تو دکھلا دی تو وہ یہی کہکر چلی گئی کہ میان صاحب ابھی تک دن کڑوے کسیلے ہین
اس عرصہ مین اوس شخص کی حمق کی خبر چکلہ دار عالیمقدار کو پہونچی کہ فلانے مکان ویران کی مدنی ایک
کوڑی نہین آتی تو اوس چکلہ دار نے مجکو ناکردہ کار سمجھکر تغیری کا شقہ بھیجا اوس وقت حالت یاس مین
لڑکے بالون کا خیال نیک خصال آیا کہ کسی طرح اپنی بی بی کے پاس بلاو سو اس چلیے کہ اس ضمن مین
وہ پیرزن پرفن جو آئی تو مین نے کہا بڑی بی تمہارا بڑا احسن ہے کہ میری یاد کر تے ہی تم

موجود ہوئین اور بڑی بی صاحب ہماری کام مین تو خلل آگیا لیکن میرے گھر بار کی گشت کار اب دکھلادو تو میری تقاوی کی واصل باقی سے تم بے محاسبہ ہوجاؤ یہ سخن سنکر وہ پیرزن پرفن کہنی لگی بہت خوب لیکن کچھ اشرفیان لڑکون کی شیرینی کے واسطے منگوائی مین آپ کو خانۂ مطلب بوالعجب پر پہونچادونگی المدعا وہ پرِدغا مجکو ایک بھلے آدمی کی مکان دلستان کے دروازے پر لیجاکر کہنے لگی میان صاحب تمہاری سسرال فرخندہ فال یہی ہے آپ یہان دستک دیجیے تمہاری صاحبزادی نکل آئینگی تم دو چار گھڑی ڈیوڑھی مین بیٹھنا تمہارا سالا جب دربار سے آئیگا تو تم کو رشک گلستان بہرروش لیجائیگا مجھ سے آپ کی بی بی کل سے خفا ہین نہین تو مین ہی آپ کو لیچلتی یہ بات واہیات کہکر وہ بدذات تیرھان سی فرار ہوگئی اور بندی نے جو ایک دستک دی تو دو لڑکے پانچ چھ برس کے چھوٹے چھوٹے اندر سے نکل آئے وہ مٹھائی اون شیرین دہنون کو دیکر مجھ تلخکام نے کہا بیٹا اس کو نقل کرو دل مین کچھ تنگ نہ کرنا غرض وہ لڑکے مٹھائی کا دونا جو اندر لیگئے تو گھر والون نے جانا کہ کوئی میان کا یار وفادار ہے کہ لڑکون کیلیے مٹھائی بصد صفائی لایا ہے اوس نیکبخت نے اندر سے پاندان اور عطردان برای معطری مشام فرحت انجام بھجوایا اوسکے بعد بہ تکلف بسیار طعام خوشگوار بھیجکر کھلا بھیجا کہ وہ تو خدا جانے دربار سے کب آئین آپ اسے بخوشی تمام نوشجان کیجیے آخر کار یہ ناہموار کھانا زہر مار کرکے لڑکون کے لیے بیٹھا تھا کہ اس عرصے مین صاحبخانے نے آکر مجھسے صاحب سلامت کی اور گھر مین جاکر بی بی سے پوچھا کہ ای بی بی یہ مرد اجنبی ڈیوڑھی مین کون بیٹھا ہے اوس نے جواب دیا کہ مین کیا جانون یہ کون بلا بوالعجب ہے مین تو یہ جانتی تھی کہ کوئی تمہارے اقربا سے ہے یا کوئی لنگوٹیا آشنا باوفا ہے کہ جو داہی مٹھائی لیکر آیا یہ بات واہیات سن کر صاحب خانہ باہر آکے کہنے لگے کہ ای حضرت آپ اس وقت کہان سے تشریف لے آئے ہین اوس سادہ لوح نے سادگی سے کہا ای بھائی اقربائی تم مجکو نہین پہچانتے مین تمہارا رشتی کا بھائی ہون تمہاری بہن رشک چمن مجھسے پیوند ہوئی ہین اور میری یہ دونون لڑکے نونہال خوش جمال تمہاری بھانجی ہین یہ سخن دلشکن سنکر صاحب خانہ تیوری چڑھاکر بولا ای مردک اذبک واہی تباہی کیا گوہ کھاتا ہے چل دور ہو میری آگو سے نہین تو ایسی جوتیان مارونگا کہ بازار مین بگ ٹگ دیگا اے ناپاک خاکروب کی صورت یہ گفتگو پھر جو کرے گا تو تیرے اس طرح آگو آئیگا جس طرح دریا کا ہگا منہ کو آرہتا ہے خیر مین تو کچھ نہین کہتا لیکن اور جا ضرور مار کھائیگا تازی کا ٹکا ہے یہان نہ ملا اور جاہل رہیگا اوس نے اس گوہا بھبھکی سے بندے کو اپنے گھر سے نکالا کہ گویا لاکھ ٹوکرے گوہ کر سر پر پڑ گئے سوا سے پیرزال نیک خصال اسکی ندامت اور خجالت اس شخص کو آج تک ہے مثنوی

غرض اسکی بھی جب سنی داستان ۞ تو مین اوس بڑی بی سے فی کھا باتیان ۞ ولی سچ تو یون ہی کہ تم سب کے سب
مری عقل مین ہو عجب بو العجب ۞ کیا تھا جو مین نے سلام و نیاز ۞ وہ مقبول دل کیجیے بندہ نواز ۞
یہ چاہون ہی مہجور کہکر سخن ۞ وہان سے وہ راہی ہوئی پیرزن ۞ **نقل اس عہد کی ہے**
کہ ایک شخص مرزا جیون نامی شاہجہان آبادی لکھنؤ مین حضور پر نور کی سوار دن مین نوکر تھے اور اونکے
پاس ایک سائیس احمق گاؤن کا رئیس بچا کرتھا اتفاقاً ایک روز مرزا مذکور حضور پرنور کی سواری کے ساتھ
نشاط باغ کو سوار ہو گئی لیکن اوس نفر گیدی خر سے کہہ گئے تھے کہ ہمارے واسطے بھونی کھچڑی ستھری با مصالح
تیار کر کے نشاط باغ مین لے آنا غرض مرزا مذکور صاحب شعور تو کھچڑی اور گھی کے مع مصالح دام دیکر
اودھر سدھارے اور ادھر اوس کمبخت نا شدنی نے آدھ سیر مونگ کی کھچڑی لیکر بھڑ بھونجے سے بھنوا کر
اور ایک بادیے مین رکھ کر اوس پر گھی داغ کر کے ڈالا اور اوسکے اوپر گرم مصالح چھڑک کر دسترخوان مین
لپیٹ کر اپنے مرزا کے پاس لیگیا آپس مین اور لوگون نے جو دیکھا کہ آج الٰہی بخش سب سے جلد کھانا لیکر
آیا سب متعجب ہو کر مرزا سے کہنے لگے کہ نہین معلوم کیا پھرتی ہے جلدی کر لایا کہ ہمارے نوکرون مین سے
ابھی تک کوئی نہین پہونچا **شعر** غرض آج اوس نے کیا ہے وہ کام ۞ کہ انعام دیجیے اسی لاکلام
الحاصل وہ کھچڑی جو مرزا نے کھولی تو عجب صورت پر کدورت نظر آئی کہ کچی کچی کھچڑی نیچے بیٹھی ہے
اور گھی پر گرم مصالح تالاب کی کائی کی طرح تیر رہا ہے یہ کھچڑی کا تماشا دیکھ کر مرزا کہنے لگا اے
الٰہی بخش یہ کھچڑی کیسی پکی ہے یہ تو تمام خام نظر آتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر خفگی سے جلکر کہنے لگا
میان صاحب دو بالو سے تو بھنوائی ہے سسری کچی کہان سے رہی ہوگی **شعر** سنکے مہجور
اوسکی واہی بات ۞ ہنس پڑے سب وہان کے اہل صفات ۞ **اور اسی کی نقل ہے**
کہ ایک روز اوسی دلسوز نے دال روٹی مرزا کے واسطے بہ تکلف بسیار تیار کی لیکن اوس بدخصال نے
دال کو بگھار کر ایک بار کرچھے سے تمام دال کو گھونٹ دیا اور اوپر سے اوسمین کرچھے کو خوب جھاڑ جھوڑ کر
جب بوقت مطلب وقت شب کھانا جو نکال کر لے گیا تو مرزا صاحب مذکور صاحب شعور کی نگاہ ناگاہ دال پر
جو پڑی تو کچھ دال مین کالا نظر آیا یہ ماجرای عجیب و غریب دیکھ کر مرزا نے کہا اے روسیاہ زیر گناہ اس دال کے
اعتدال مین یہ سیاہی واہی کیسی ہے کہ جس سے تمام دال ای بدافعال خراب خستہ نظر آتی ہے میان کی
یہ گفتگو دہلدو سنکر کہنے لگا میان صاحب شوق سے کھاؤ کچھ نہین ہے تنک کرچھے کی جھاڑن
جھوڑن ہے کہ دال بگھار کر تنک کرچھے سے دال کو اس لیے چلا دے دیون تھا
کہ کرچھے کا گھی کھراب نجائے **شعر** مرزا نے سنکر کہا ای شعور ۞ بھلا کوئی کب تک تجھے دے شعور

غرض اطمینان خاطر ہو کر عقیلہ ہوچکا کہ تو نہایت کجا ہے لیکن جو ایسا جی لگائے گا تو مین بھی مارے
نگیون کے تیر اپلیتھن نکالون گا کیونکہ تو نے میری طبیعت نہایت ناخوش کی ہے واللہ تجھ سے ہو کر سے
اس گردی مین مجکو عجب آتی ہے اور تیری وہ مثل ہے مثل کہ منہ کی گئی لوئی کیا کرے گا کوئی نظم
غرض وہ تھپیڑے لگا کر اوسے ؏ کہا تو ہی کھانا یہ کھائے اب ؏ کہان ایسے ہوتے ہین مجبور لوگ
جو اگلا سا کرتے تھے دستور لوگ ؎ اور اوسی نفر گیدی خر کی نقل ہے کہ ایک روز اوس کے
مرزا ہمدان وہ دوستان دلسوز کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھے چوسر کھیلتے تھے اتفاقاً اوس مکان دلستان مین
گنڈیری اور نارنگیون کی بہت سی چھلکے پڑے تھے ایک عزیز باتمیز نے کہا مرزا جی تم بہت نفاست پسند
اور یہ غلاظت جائے نفرت ہے اسمین مرزا مذکور باشعور نے اوس نفر گیدی خر کو بلا کر کہا اری یہ کوڑا بے محابا
جھاڑ کر کوٹھے کے نیچے پھینکدے لیکن ذرا بھلے آدمی کو دیکھ بھال کر پھینکنا یہ بات وہ بد ذات سنکر
کہنے لگا بہت نیک صاحب الحاصل اوس آخور بے طور کو وہ ناپاک جھاڑ جھوڑ کر ایک ٹوکری مین
بھر کر سر راہ کوٹھے کے کنارے پر آبیٹھا اور اس بات واہیات کا منتظر رہا کہ کوئی بھلا آدمی آئے
تو پھینکون کیونکہ میان صاحب نے کہا ہے کہ بھلے آدمی کو دیکھ کر پھینکنا اتفاقاً ایک لمحے کے بعد
ایک مقطع صورت نجبا سیرت اس راہ سے ہو کر جو گذری تو اوس کمبخت ناشدنی نے وہ ٹوکرا کوڑے کا
اون پر ایک لخت پھینکدیا وہ بیچارے آفت کے مارے بھیانک ہو کر کہنے لگے اجی بھڑوے
مسخرے تو اندھا ہے کہ جو بھلے آدمی پر کوڑا پھینکتا ہے یہ گفتگو وہ بد دسن کر وہ نفر
کہنے لگا بڑے صاحب مین کیا کرون مرزا صاحب کے کہنے سے پھینکا تھا تمہاری وہ
مثل ہے مثل دھوبی سے جیتے نہین گدھے کے کان مروڑت ہو ؏ اس کلام وحشت
انجام سے وہ باحیا اور خفا ہو کے کہنے لگا ابے تیرا کونسا مرزا ہے بلا تو سہی کیا وہ
ایسا سرہنگ خانہ جنگ ہے کہ جو بھلے آدمیون پر کوڑا پھکواتا ہے یہ بات اوس بد ذات
کی سنکر وہ بے شعور باقصور کہنے لگا مرزا صاحب تنک یہ تیر آؤ تم کا کوئی بھلا آدمی
بلاوت ہے وہ مرزا اب بے ریا جو آکر دیکھین تو ایک بھلے آدمی نہایت خشمگین کوٹھے کے
نیچے کھڑے ہین اور دو چار چھلکے گنڈیری کے سر پر پڑے ہین غرض مرزا کو وہ
دیکھ کر بولے او مرد آدمی یہ کونسی آدمیت اور شرافت ہے کہ بھلے آدمیون پر
کوڑا پھکواتا ہے یہ کلام وحشت التیام اون کا سنکر مرزا نفر سے کہنے لگے ابے
بھڑوے مسخرے مین نے تجھ کو کب کہا تھا کہ یہ کوڑا کسی اشراف پر پھینکنا اسکے

جواب مین کہنے لگا میان تم نے یہ نہ کہا تھا کہ بھلے آدمی کو دیکھ کر پھینکنا سو ایسا اور کون بھلا آدمی ہوگا یہ گفتگو واہی وہ نیک غرابی سنکر تبسم کنان کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نے اون سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت سلامت اس وقت غلام ناکام کو جو چاہیے سو کہیے کہ یہ بیوقوف عقل سے معذور ہے اشعار کوئی بات اس سے نہین بدہوئی؛ مجھی سے یہ تقصیر سرزد ہوئی؛ غرض سنکر یہ گفتگو بذر کی؛ گیا اپنے گھر وہ بھلا آدمی؛ جو مجبور ہوتا کوئی ذوفنون؛ تو بیوا سطے کا تھا یہ کشت وخون؛ نقل ہے ایک قاضی قصباتی کو احتلام ناکام ہوگیا تھا پاجامہ اوتار کے کرتا صحن کا پہنے گھر کے صحن مین غسل کرنے کی فکر مین ٹہل رہا تھا قضاے کار اوس وقت ہمسائے کی کوئی عورت نیک بخت قاضی جی کے گھر مین آنے لگی لونڈی نے کہا قاضی صاحب ذرا منھ ڈھانپ لو تو فلانی بی بی ہماری بی بی پاس بلاو سو اس نکل جائین قاضی جی نے سادہ لوحی سے وہ کرتا بے تحاشا اولٹ کر منھ ڈھانپ لیا اور کہا نکل جاؤ ہم منھ ڈھانپے کھڑے ہین وہ نیک بخت صاحب عصمت جو دیکھتی ہی تو عجب ماجرا ہے کہ قاضی جی منھ تو ڈھانپے کھڑے ہین پر نیچے کے بدن سے صاف برہنہ ہین یہ پردہ قاضی ابلہ کا دیکھ کر وہ عورت نیک بخت کہنے لگی مثنوی خدا ایسے قاضی کو غارت کرے؛ ویا بے اجل ہی موا یہ مرے؛ مجھے صاف اپنا تھا نی بدن؛ دکھایا گدھے نے بایں سادہ دین

جو ایسا یہ احمق تھا الو گدھا	تو مجبور کیون اوس کو قاضی کیا

نقل نظم

ایک بیٹا تھا اوکسی کا ایسا بل
دیکھنے نبض جاتا تھا اکثر
یون کہا تو نے کیا گنڈیری آج
کیا ہی پہچانا آپ نے واللہ
میری دل مین کبھی جو آئی ہوس
آیا جس دم تو اوس سی اوسکا پسر
کس طرح سے گنڈیری کا کھانا
یون کہا اپنے بیٹے سے اکبار
پاس اوس کے پلنگ کے چھلکا

نقل ہے اک طبیب کی مشہور
دل مین حکمت کو جانتا تھا سہل
باپ نی اوسکے ایک دن یارو
کوئی کھائی ہے جو بُرا ہے مزاج
گھر مین گنے بہت سی آئی تھے
اک گنڈیری کا مین نے چوسا رس
یون لگا پوچھنے کہ بابا جان
اس کا بیساختہ تھا پہچانا
مین نے اس طرح اس کو اے بیٹا
تھا گنڈیری کا اک طرف کو پڑا

کیا کرد ان اس کا مین بھلا مذکور
ساتھ اپنے پدر کے پر جا پر
دیکھ کر نبض ایک روگی کو
کہا بیمار نے طبیب سے واہ
لڑکے بالے سبھون نی کھائی تھی
الغرض وہ طبیب اپنی گھر
سچ تو فرمائیے کہ آپ نی وان
سن کے یہ اوس طبیب نی گفتار
سامنے تھا سبھون کے پہچانا
اس علامت سے مین نے ای جانی

نبض اوسکی تھی خلاف پہچانی
سنکر وہ کم شعور یون بولا
مرگیا یہ ہوا یتیم غرض
ایک دن اک مریض کو وہ طبیب
باپ کی بات یاد آئی جو نہ
چار جامے تھے اوسکی گھر مین سبنے
پڑی نمدون کے جا کے ٹکڑون پر
سن کے سب اوس طبیب کی گفتار
نیم حکمت ہی ساری خطرۂ جان
فی الحقیقت کہ آج کل کی طبیب
اولٹی کرتے ہین ہر مرض کی دوا
یعنے اہل عقل کے مرغوب ہی
لیکن احمق اس قدر تھا دوستو
آشنا اک آئے جو باکر نفر
لیکے دو پیسے غرض وہ سادہ دل
دونون پیسون کی لیکا لیچلیے نان
سوچ کر جی مین غرض اس بات کو
صاحب خانہ نی اوس نادان کو
ایک روٹی کھول کر بے قیل و قال
جا پڑا تو دیکھتا کیا ہے کہ نان
دیکھا غصی سی نفر کو تو یہ بات
اور بھی موجود ہین دو روٹیان
نقل اک شخص کی عجائب ہے
ایک صاحب نے اک نفر نوکر
جب اضافہ کو کہیو تو مجھ سے

اور کیا اس کا سر کرون مین نقل
واہ کیا خوب آپ نے یہ کہا
اوسکی جا پر لگا مطب کرنے
دیکھنے کو گیا تھا وای نصیب
ہر طرف دیکھنے لگا یکبار
ٹکڑے ہر جا پڑے تھی نمدی کے
لگا کہنے مریض سے اوس آن
ہنس کے کہنے لگے وہین اکبار
جبکہ ایسے طبیب ہون مجبور
یون ہی ویران ہین کرتے نا نصیب

نقل دیگر

ایک صاحب کا جو خدمتگار تھا
نقل نادانی کی اوسکی یہ سنو
اوسکو بلوا کر اونھون نی یون کہا
پہونچا جا کر چوک کے جب متصل
جس مین وہ مہمان مسکین پیٹ بھر
لیگیا بلوا کے روٹی دوستو
یون کہا اسوقت جو لایا ہے تو
رکھدی اوسکی آگی خوش ہو کمال
سامنے مہمان کے رکھی ہی ایک
بولا جھنجھلا کر کہ تو ای نیک ذات
سنکے یہ مجبور اوس کی گفتگو

دیگر

رکھا تھا لیکن ایسی شرطون پر
اب تو جو کچھ مجھے میسر ہے

ایک من علم ہے و دس من عقل
قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض
لگے اوس کا علاج سب کرنے
الغرض اوس کو دیکھ کر یارو
جا سے خندہ ہی دوستو گفتار
یک بیک اوس طبیب کی جو نظر
تو نے نمدا کیا ہی نوش ای جان
سچ یہ مشہور ہے میان جہان
کیون نہ مر جائین بے اجل رنجور
اونکی دل مین نہین ہی خوف خدا
نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
آپ کو گنتا بہت ہشیار تھا
ایک دن اوس صاحب خانہ کی گھر
جا کے دو پیسے کی بیڑی جلد لا
تب لگا کرنے یہ اپنی دل مین خیال
کھا کے روٹی اور جائین اپنی گھر
پہونچا جب گھر مین لیے وہ نان کو
رکھدے جا کر آپ کر وہ روبرو
صاحب خانہ کا اکبار ہی دھیان
اور ہی سر کو جھکا کے چپ وہ نیک
گھورتا ہی کیون مجھے اب ہر زمان
ہو گیا چپ آخرش وہ نیک خو
ہی عجائب تو کیا غرائب ہی
خوش جو ہونگا کبھی ذرا تجھ سی
سو تو یہ سے مرا یہ نوکر ہے

قصہ کوتاہ اونکی خدمت مین
تب اضافی کو اپنے سے کہے بیان
ہر طرف ڈھونڈھنے لگا یکبار
وہین جاکر کہا بدیدۂ تر
سنکے اوس بدشعور کی گفتار
گر گیا اکڑ لگا یہ کہنے وہین
اوسے بے اختیار اے مہجور

تھا یہ حاضر دسلے یہ طینت مین
ایک دن شب کو انکی گھوڑی کو
جب نہ ہاتھ آیا ہو کے تب ناچار
گھوڑا صاحب کا بھاگ کر وان سے
اپنے تھا تھا وہ ہنس پڑی یکبار
اب اضافی کو میرے سے کہدیجیے
اوس سی افزون ہنسا وہ اہل شعور

اسکے تھا جب کبھی خوشی ہو میان
لیگیا چور تب یہ حیران ہو
بیٹھے جب جا میان تھے کوٹھے پر
یان تو آیا نہین یہ کہدیجیے
ہنستے دیکھا نفر نے اونکو جو وہین
بعد پھر جا ہیے سو کچھ کیجیے



آٹھوان باب افیونی کی نقلون مین

دبیران مبتلاے نشۂ تریاک و محرران مستانۂ و بیباک پوست غزال خوش قماش پر کلک شاخ نخل مختشنی تر سی یہ نقل پر کیفیت یون رقم کرتے ہین کہ ایک افیونی باتونی حالت نشہ مین ایک اہیر ڈپیر کی گھر وقت شب دودھ لینے کو گیا اوسکی عورت نیک خصلت نے کہا میان صاحب اس وقت تھن تلے کا دودھ جو چاہو تو ایک گھڑی ٹھہر جائیے مین تم کو شیر سب سے اچھی سے اچھا دونگی یہ کلام فرحت انجام سنکر وہ افیونی کھڑا ہو رہا اس مین ٹھگ نے جو زور کیا تو وہ دودھ لینے کے خیال مین ایسا جما کہ اگر سر کی پگڑی کوئی اچکا انٹی کر لیجائے تو بھی خبردار نہو اور اسطاہیرنی نے تاریکی شب کے باعث

یہ خیال نہ کیا کہ دودھ کا خریدار ناہنجار کھڑا ہے یا نہین اپنے گھر کی ٹٹی دیکر بفراغت سورہی قضای کار اس رستے سے ایک چھکڑا بار لدا ہوا گذرا اوس کا گاڑیبان ہر آن پوئیش پوئیش کرتا چلا آتا تھا اس وقت خدا ساز یہ آواز جو اوس کے گوش ہوش مین پڑی تو اوس اہیر کے دروازی کی ٹٹی سی لگ کر کھڑا ہوا وہ چھکڑا دور بڑھا تو اپنی راہ لگا لیکن پھرا اوس افیونی کو ایسی پینک آئی کہ تریاک شب کی سیاہی شیر سحر کی سپیدی سے مبدل ہوگئی الغرض شعر صبح کا جس گھڑی ہوا تڑکا ۔ اُس گھڑی اوسکو یہ ہوا کھڑکا ۔ یعنے وہ اہیرنی اپنے دروازے کے قریب بعد الفراغ پیشاب کرنے کو جو بیٹھی تو آواز ناساز چھل چھل کی ایک بار جو آئی تو وہ افیونی جنونی پینک سے چونک کر بے اختیار ہو کر بولا ارے او کمبخت ناشدنی میرے دودھ مین پانی ملاتا نہین تو مارے جوتیون کے تیرے سر کا غدود نکال ڈالون گا یہ بات واہیات وہ اہیرنی سن کر جو ٹٹی لگی کھولنے تو وہ افیونی جنونی جو اوس سے لگا ہوا کھڑا تھا دھڑ سے گر پڑا ایک بار بے اختیار جھنجھلا کر کہنے لگا ارے بھڑوے اندھے چھکڑے والے مین اس قدر الگ بچ کر کھڑا تھا لیکن تو نے یہان بھی مجھ کو دھکا دیکر گرا دیا اشعار خدا تیری چھکڑی کو غارت کرے ۔ اگاڑی کا یا بیل تیرا مرے ۔ کہ جس سے ترے باپ دادی کی لیکھ مٹی ۔ اور تو دربدر مانگے بھیک ۔ یہ گفتگو عربدہ جو اوس افیونی کی سن کر وہ اہیرنی کہنے لگی اے عزیز باتمیز تو تمام سحر ابتک یہین کھڑا تھا رحمت خدا کی قطعہ جو افیون ایسی ہی تو کھائیگا ۔ تو اک روز پینک مین مرجائیگا ۔ غرض دودھ والی نے بہو رخوب ۔ اسے کر کے نفرین کھوسلے عیوب نقل ہے کہ ایک افیونی جنونی خوش معاش یار باش تھا چند مدت کے بعد جب اوس کا نشہ تریاک دولت کا اترنے لگا اور فکر اخراجات لابدی سے پوست اور استخوان باقی رہگیا تب ایک روز اس کی جورو دلسوز نے کہا ای عزیز صاحب تمیز مردون کو اس قدر خانہ نشینی نہین چاہیے یہ بھی نحوست کا سبب ہے اس حالت پر ملالت مین تو سفر کر چنانچہ حدیث شریف ہے حدیث السفر وسیلة الظفر یہ کلام نیک انجام اپنی جورو نیک خو کا سن کر افیونی کہنے لگا شعر بہت خوب ایجان والا گھر ۔ مقرر کرونگا مین فردا سفر ۔ الا عادہ سخن پرور وقت سحر سفر کا ارادہ کر کے گھر سے راہی ہوا جس وقت وہ تریاکی شہر کے باہر پہونچا تو وہان ایک تکیہ نہایت جانفزا نظر آیا اوس وقت یہ اوس کے دل مین سوجھی کہ اس جا پر نشہ پانی بہ کیفیت کر کے ذرا آرام فرحت انجام کیجیے اس کے بعد منزل مقصد کی راہ لیجیے بقول شخصے شعر طبع کر اپنی ہم خوشی خواہ ہین ۔

جہان بیٹھے وہین کے مہمان ہین ؛ الحاصل وہ افیونی با توفی وہان بیٹھ کر نشے پانی مین مشغول و
مصروف ہوا بعد انفراغ افیون وگزک وہ مردک سو رہا اس عرصے مین سوتے سوتے جو آنکھ
کھل گئی تو دن گھڑی چار ایک نظر آیا یکایک گھبرا کے کہنے لگا شعر تھک گئی میری پاؤن تجہ افسوس
ابھی منزل بڑی ہے کالے کوس ؛ الغرض وہ جلد جلد کمر کو باندھ کر ہاتھ مین حقی کی کلی
لیکر بشکل گل خندان حالت نشے مین خوش و خرم چل نکلا رفتہ رفتہ اپنے شہر مینو چہر کے
دروازے پر آکے لوگون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام نیک انجام ہے ایک
شخص نے کہا کہ اس شہر مینو چہر کو ہندوستان رشک جنان کہتے ہین اس کلام نیک فرجام کو سنکر
کہنے لگا سبحان اللہ عجب قدرت الٰہی ہے کہ اس شہر کا نام ہماری شہر کے ہمنام ہی رفتہ رفتہ شہر کے
درمیان آکر ایک دوکاندار خوش اطوار سے کہنے لگا ای برادر بجان برابر اس شہر مین کوئی افیونی
خوش معاش یار باش بھی بود و باش رکھتا ہے کہ جسکے گھر مین صبح و شام اپنی نشے پانی کا آرام بخوشی تمام ہو
اُسنی کہا ای عزیز باتمیز فلانے محلے مین فلانا افیونی رہتا ہی جو تو اوس کے گھر مین صبح و شام جائیگا تو تجکو
البتہ آرام تمام ملیگا شعر ہے نزدیک یان سے نہ کچھ دور ہی ؛ وہ اس شہر مین خوب مشہور ہی یہ خبر
فرحت اثر سنکر افیونی کہنے لگا یہ بھی عجیب و غریب بات ہی کہ یہ افیونی بھی ہمارا ہمنام ملا اور محلے کا نام بھی
ہمارے محلے کا سا ہی یہ حسن اتفاق اس آفاق مین کم دیکھنے مین آیا ہی المطلب وہ بوالعجب اپنی محلے کو پوچھتا پوچھتا
اپنے گھر کے دروازے پہ جا پہونچا اور دستک دیکر کہنے لگا دروازہ کھولدو ایک مسافر غریب بی نصیب
تمہارے گھر مین مہمان آیا ہی اس عرصے مین وقت شب کا ہو گیا تھا اُسکی لونڈی جھٹ پٹ دروازہ
کھول کر کہنے لگی میان صاحب ہماری گھر کا مالک تو آج سفر کو گیا ہی لیکن آپ بہ کشادہ پیشانی مکان گلستان مین
تو رونق افروز ہو بیٹھے کسی طرح کی بیچینی نہو گی یہ گفتگو اُس کنیز نیک خو کی سنکر کہنے لگا یہ بھی عجب اتفاق
بے سیاق ہے کہ ہماری اور اوس افیونی کی ہر جگہ برابری چلی آتی ہی یعنے ہم جو آج سفر کو نکلے تو وہ
بھی آج ہی مسافری کو گیا اسکے سوا ہماری سی مکان کی اس مکان عالی شان کی قطع ہے یہ خیال کثیر الاختلال
دل مین کر کے دیوانخانے مین جا بیٹھا اور اوسکی کنیز باتمیز جو چراغ روشن کر کے لائی تو کیا دکھائی دیا
کہ مسافر تو نہین ہے میان صاحب خود آپ ہی اپنے مکان مین جلوہ گر ہین یہ ماجرا حیرت افزا
دیکھ کر بی بی سے جا کر کہنے لگی کہ اے خاتون زنان مہمان تو کوئی نہین میان صاحب خود
آپ ہی تشریف لائے ہین یہ کلام نافرجام اس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنے لگی ای مردار
ناہنجار کیا جھک مارتی ہے اگر وہ ہوتا تو باہر کیون بیٹھتا اپنے گھر مین آتا وہ بیچارہ مصیبت کا مارا

خدا جانی آج کس مکان ویران مین بیٹھا ہوگا تو مجھ پر ناحق گالی چڑھاتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر لونڈی چپ ہو رہی لیکن صاحب خانہ کی بی بی نے دل مین کہا کہ میری گھر مین مہمان آج وارد و صادر ہوا ہی اور مالک گھر کا نہین ہے بھلا اور زیادہ تکلیف نہو سکے تو ملائی اور میٹھے چانول تو اوسکے واسطے بھیجے تا کہ یہ بھی جانے کہ وہان کسی افیونی صاحب ظرافت کی گھر مین شب باش ہوے تھے الغرض اوس خاتون خجستہ پیکر نے کھانا خوش ذائقہ اُس افیونی کے واسطے بھیجا اوس طعام خوشگوار کو دیکھکر افیونی دل مین کہنے لگا واہ واہ زہی قسمت کہ آج کھانا بھی ہم کو ہماری گھر کا سا تر آیا بقول شخصے ع حق شکر خورے کو دیتا ہی شکر ؎ اور سچ بھی یہی ہے ع بینوایان را خدا رزق ہوائی میدہد الغرض کنیز نے بغور جو دیکھا تو صاف صاف میان صاحب نظر آئے اُسوقت کنیز باتمیز بی بی سے آکر کہنے لگی ای خاتون جہان وای بانوی زمان تو مجکو مار کے پرزے پرزے کیون نہ کر ڈال لیکن مین تو یہی کہونگی کہ میان صاحب ہی ہین یہ گفتگو و بدو کنیز نیک خو کی سنکر بی بی جوایدہ ہوئی خیر کیا مضائقہ معلوم ہو جائیگا الحاصل وہ بی بی دروازے کی درازسی جو نظارہ کنان ہوئین تو کیا دیکھتی ہین کہ فی الحقیقت میان صاحب ہی کی نشست کھانا کھانے کی ہی یکایک وہ بی بی دبی پاؤن اُسکے پیچھے کھڑی ہوکر بغور دیکھنے لگی تو بالمشافہ آپ روبرو نظر آئے یکایک اُس بی بی نے خفا ہوکر پیٹھ پر ایک دوہتڑ مارا اور یون کہا کہ ای بھڑوی اچھا سافری کو نکلا تھا تو نے وہ مثل کی مثل کہ صبح کا بھولا جو شام کو آئی تو اُسی بھولا نہین کہتے یہ سخن دلشکن اپنی بی بی سے سنکر اور بغور دیکھکر کہنے لگا ای بی بی اگر یونہی تم ہمارے ساتھ ساتھ پھروگی تو ہم سے مسافری نہو سکیگی مثنوی یہ سنکر سخن وہ زن پارسا ؎ لگی کہنے تو سخت ہے بیحیا ؎

سفر تو کرے گا نہ ہرگز کہین ؎ رہے گا تو قبلہ نما سا یہین ؎ جو مجبور ہوتا نہ ایسا وہ حیز ؎ تو جورو نہ کہتی اُسے بیتمیز ؎

نقل ہے کہ ایک افیونی جنونی کا نوکر بھی افیونی تھا اتفاقاً وہ افیونی بھی اپنے رہوار پر سوار ہو کر عازم سفر ہوا اثنای راہ مین ایک چوکی پر نشہ پانی کرنے ٹھہر گیا اور گھوڑے کو قائزہ کر کے ایک درخت سی باندھکر کھڑا کر دیا نشہ پانی سے فارغ ہو کر وہ لایعنی اوٹھکر تیار راہ راستوار ہوا اور نفر سی یون کہنے لگا کہ ای نفر بیخبر خبردار کچھ بھولنا نہین کیونکہ یہ مسافری ہی اسکے جواب مین وہ نفر گیدی خر بولا کہ صاحب بھولنے کا کیا ذکر ہی علی ہذا القیاس آپ کے پاس افیون کا ڈبہ اور میری پاس حقے کی کلی اور کوئلون کی تھیلی موجود ہی ظاہر مین تو کوئی چیز بھولی نہین باطن کی خدا جانی شعر کچھ ابھی ایسا نشا بھی تو نہین ؎ بھول جائین چیز کو جو ہر کہین ؎ الحاصل وہ دونون غافل منزل کو چل نکلے اور گھوڑا انگوڑا وہین رہا پھر چند قدم کے بعد وہ افیونی نفر باتونی سے پوچھنے لگا کہ ای نفر گیدی خر کچھ بھولے تو نہین

دیکھ تو مجکو شبہہ نظر آتا ہی ٹھہر جا پھر وہ نفر بے خبر بول اٹھا کہ صاحب آپ کو کچھ وہم ہو گیا ہے میرا
اسباب میرے پاس اور آپ کا اسباب آپ کے پاس بھولنے کا کیا ذکر ہے آخرکار یہ دونون
نابکار اسی گفتگو مین سرای مین پہونچکر ایک بھٹیاری دولاری نامے سے کہنے لگے کہ ای بھٹیاری
کھانے اور دانے گھاس کی جلد تیاری کر ہمارا مارے بھوک کے کلیجہ ٹوٹا جاتا ہے کیونکہ ہم لوگ
افیونی ہین ہم کو بھوک اور پیاس کی برداشت نہین ہے یہ کلام نیک انجام بھٹیاری ایک باری سنکر
دانے گھاس کی فکر کر کے کھانا پکانے مین مشغول و مصروف ہوئی ایک گھڑی کے بعد بھٹیاری دل مین
کہنے لگی کہ میان صاحب نے دانہ تو منگوایا اور بھجوایا لیکن گھوڑا انگوڑا ابھی تک نہین آیا شاید کہ اونکا
گھوڑا ماندگی سے پیچھے رہگیا ہے اس سبب سے نہین پہونچا اس عرصے مین جب شام سیاہ فام کا
وقت قریب آیا تو بھٹیاری ایک باری نفر سے پوچھنے لگی کہ اے عزیز باتمیز دانہ گھاس میری پاس
تیار رکھا ہی اور گھوڑا تیرا ابھی تک نہین آیا اسکی کیا معنے ایا کچھ لوگ پیچھے رہگئے ہین یا گھوڑا ماندگی سی
میان کی سواری کے قابل نہین تھا **شعر** عقل میری اس جگہ حیران ہی ÷ کس طرح کا ہای یہ سامان ہے ÷
یہ کلام وحشت التیام سنکر نفر کہنے لگا فی الواقع میان سچ کہتے تھے کہ کچھ بھولے تو نہین معلوم ہوا
کہ شاید گھوڑا ہی بھول آئے ایک بار وہ ناہنجار میان سے آکر کہنے لگا کہ میان صاحب بھٹیارہ ابھی
کہتی ہے کہ تمھارا گھوڑا انگوڑا کہان ہی دانہ گھاس خراب ہوا جاتا ہے یہ گفتگو نفر بدخو کی دو بدو
سنکر میان بولے کیون بے گدھے مین نہ کہتا تھا کہ کچھ بھولے ہین آخر کو میرا کہا سچ ہوا **ابیات**
یہ سخن سن کے وہ نفر بولا ÷ ہان میان آپنے تھا سچ ہی کہا ÷ دونون بیہوش الغرض وان سی ÷
گھوڑا لینے کو ایک دم دوڑے ÷ اور وی مہجور ہو یا کندرہ ÷ لعن ہم تو کہین سگے بر ہر دو ÷
نقل ہے ایک افیونی بیرونی بام دلارام پر سوتا تھا حالت نشہ مین برای حاجت پیشاب وہ بیتاب
جو اٹھا تو یکایک کوٹھے کے نیچے گر پڑا اور بے اختیار خدمتگار سی پکارکر کہنے لگا اری فلانی دیکھ یہ دھماکا
کیسا ہوا دیکھ تو سہی کیا ہی یہ بات واہیات سن کر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا میان صاحب مین اسوقت
اپنا کھانا پکاتا ہون ناحق ناحق کہان اٹھون کوئی بلی ولی کودی ہوگی اور تو کچھ یہان نظر نہین آتا
اسمین پھر افیونی بیرونی نے کہا ای عزیز بے تمیز اوٹھ کر دیکھ تو سہی میری گوش ہوش مین بڑی
دھماکے کی آواز آئی ہے وہ خدمتگار ایک بار خفا ہو کر بولا میان صاحب تم کہان ہو مجھ کو تمھاری
آواز بے انداز نیچے کی سنائی دیتی ہے اور آپ تو میرے روبرو کوٹھے پر گئے تھے یہ
گفتگو دوبدو خدمتگار ناہنجار کی گوش زد کر کے وہ افیونی بولا کہ تو اٹھ تو سہی مین بھی تو

اسی تعجب مین ہون شعر مجھے بھی تو یہی اب خوف و غم ہے ؎ کہ یہ کیسا دھماکا یہ ستم ہے
اس مین ایک بار خدمتگار چراغ کو لیکر جو اوٹھا تو کیا دیکھتا ہی کہ میان عالیشان نابدان مین پڑے ہین
پھر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا کہ میان صاحب تم اس وقت نابدان غار پریشان مین پڑے ہو
یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی بیدرنی کہنے لگا بس یہ ہمارے ہی گرنے کا دھماکا بی تماشا تھا
ہاے ہاے بڑی چوٹ کھائی مثنوی یہ کہکر لگا رونے وہ زار زار ؎ ہوی خندہ زن اوسکے یار ؎ جو ایسا نہوتا وہ بیہوش آہ ؎ تو کیون لوگ ہنستے نہ شام و پگاہ ؎ حقیقت مین غافل جو مجبور ہو ؎ وہ بہتر ہے ہستی سے درگور ہو ؎ نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی لب بام والا مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک حالت نشہ مین یہ خیال کثیر الاختلال دل مین آیا کہ ہمارے کوٹھے کے سامنے دریای بے پایان لہرا رہا ہے خدانخواستہ جو یہ پانی طغیانی کرکے میری کوٹھری پر آجاے تو بڑا غضب پر تعب ہو اس خیال کثیر الاختلال مین آخرش کو اسی امواج تو ہم نے آکر گھیرا اور دریای وحشت بڑھنے لگا آخرکار وہ دریای ناپیداکنار توہم کا ادسکے کوٹھے سے آکے ہمکنار ہوا تب تو یہ افیونی مجنونی دریای حماقت مین مستغرق ہوکر ایک مونڈھے پر چڑھ بیٹھا اور یہ مطلع دولھن بیگم صاحبہ کا زبان پر لایا شعر دیکھ دریا کو مری دل پہ یہ لہر آتی ہے ؎ کشتی عمر صد افسوس بہی جاتی ہے ؎ اس عرصہ مین وہی کو مونڈھے پر یہ ملال آیا کہ یہان بھی پانی بہ طغیانی آن پہونچا یہ سوچ کر دل مین کہنے لگا آخر تو ڈوبتے ہین اس سے تو دریا مین کود کر پیر نکلیں ہرچہ بادا باد بقول شخصی مرتا کیا نکرتا یہ سوچ کر وہ افیونی مجنونی کوٹھے پر سے گر کر زمین پر ہاتھ مار مار کر کہنے لگا بیڑا پار ہی بھائی بیڑا پار ہی بھائی یہ ماجرا حیرت افزا ایک شخص دیکھ کر بھاگا اسکے پاس آیا اور بغل مین ہاتھ دیکر اوٹھاکے کہنے لگا میان خبردار ہو آپ کو سنبھالو یہ کیا واہی تباہی بکتے ہو یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی جنونی بصد خفگی بولا سیرے یا دن تو تہ کو لگ گئی تو مجھ کو ناحق پکڑتا ہی مثنوی یہ واہی سخن اوس کے سن وہ عزیز ؎ لگا کہنے بکتا ہی کیا بے تمیز ؎ کدھر کو ہی دریا کنارہ کہان ؎ جو تو پیرتا ہی یہان ہر زمان ؎ یہ سن کر وہ افیونی کہنے لگا ؎ مین پینک کے دریا مین تھا پیرتا ؎ مجھے اب نشہ کچھ جو کم ہوگیا ؎ تو تیرا سخن صاف کانون سنا ؎ غرض ہوکے نادم وہ مجھو بہ خوب ؎ گیا ہاے دریای غیرت مین ڈوب ؎ نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی حالت نشہ مین بی حجاب پیشاب کرنے کو جو بیٹھا اتفاقاً وہ مکان پریشان نشیب ماہی تھا یہ افیونی باتونی نشیب کی طرف بیٹھ کر حاجت رفع کرنے لگا یکایک وہ پیشاب لہراتا ہوا اوسکی طرف رجوع ہوا اوس کو نشہ مین دریافت ہوا کہ یہ مار سیاہ آج مجھ بیگناہ کی کاٹنے کو آتا ہی اس خیال پر ملال مین یہ جون جون پیچھے ہٹتا تھا وون وون وہ پیشاب کی دہار

بے اختیار لہراتی اسکی طرف آتی تھی الغرض جب وہ موت کی لکیر اس بے پیر کے پاؤن سے لگ گئی پر
ایک بار بے اختیار آہ مار کے لیٹ گیا اور یون کہنے لگا اے موذی نے کاٹ کھاین بے بس ہون ظلم
بس نہین چلتا ہے کچھ اب تو مرا ؛ کاٹ جس جا پر کہ جی چاہے ترا ؛ سن کے یہ تقریر اوس کی راہ گیر نے
بولا احمق موت کی ہے یہ لکیر ؛ اس سے کیون ڈرتا ہے تو اندوہگین ؛ زہر اسکے کاٹنے مین کچھ نہین ؛
سن کے یہ گفتار اوس رہگیر کی ؛ لوٹنے مین اُس نے کچھ تاخیر کی ؛ اور نشے کی لہر جب کچھ کم ہوئی
تب اوسی مہجور غیرت سم ہوئی ؛ نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی بھٹیاری سرا مین ایک مکان دلستان
مین ایک پیک کے ساتھ مقیم ہوا بعد الفراغ طعام وہ بدانجام ایک بار ہی بھٹیاری سے وقت آرام
کہنے لگا اے بھٹیاری پیاری تو مجکو وقت سحر مقرر مقرر سب سے پہلے جگا دینا شعر تا سویرے مین ٹھنڈی ٹھنڈی آہ
ایسا جاؤن نہو کوئی آگاہ ؛ اور وہ پیک بھی اُس سے یون ہی کہنے لگا کہ مجکو بھی صبح کی تڑکی ڈھلکی اُٹھا دینا شعر
تا کہ مین بھی بمنزل مقصود ؛ اک سپاٹے مین سب سے پہنچون زود ؛ الغرض وہ دونون آشنا باہم ایک جا سو رہے
قضاے کار ایک بار افیونی باتونی کی آنکھ جو کھل گئی تو کیا دیکھتا ہی کہ ساری خلقت اور بھٹیاری
خواب غفلت مین بیہوش ہی جلدی سے کمر باندھ کر اور پیک کی پگڑی گھبراہٹ مین سر پر رکھ کر چل نکلا بیان صبح
اس عرصے مین جب شاہ خاور شعاع کی کلغی سر پر رکھ کر مشرق سے نمودار ہوا یکایک اُس افیونی جنونی کو اپنی
پرچھائین کی پگڑی پر جو کلغی نظر آئی تو ایک بار ہاتھ زانو پر مار کے کہنے لگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھٹیاری
غیبانی نے پہلے اپنے یار غمخوار کو جگا دیا اور ہم کو نہ جگایا شعر ای افسوس ہم رہے پیچھے ؛ اور وہ پیک ہوگیا آگے
اس خیال پر ملال مین وہ افیونی جنونی چلا جاتا تھا کہ وہ پیک بھی آپہونچا اور پیچھے سے اسکے سر پر
دھول جڑ کے کہنے لگا اور دغاباز ناساز میری پگڑی لیکے کیون بھاگا تجھ اپنا آگا پیچھا نہ سوجھا تھا سچ بتا
نہین تو اس لپیٹ مین تیری مشیخت بگڑ جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی کہنے لگا ای عزیز بے تمیز کیا تو
میرے پیچھے تھا مین تو تیری پگڑی سے سمجھا کہ بھٹیاری غیبانی نے پہلے تجکو جگا دیا اور مجکو نہ جگایا ای
یار الحمد للہ کہ تجھسے مین ہی آگے پہونچا مثنوی تیرے آنے سے ہوا معلوم اب ؛ ہوگئی تقصیر یہ مجھسے کہ جب
واسطے حق کے اسے کر دے معاف ؛ گرچہ تیرا دل ہوا ہی برخلاف ؛ سن کے افیونی کی اس تقریر کو
ہوگیا مہجور جب وہ نیک خو ؛ نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی اپنے خدمتگار مردود سے ایک ٹکے کا
دودھ روز منگوا کے پیتا لیکن اوس کو لذت اور حلاوت نہ ملتی تھی اتنی بات دانہیات کے واسطے
اس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار مکار اور نوکر رکھ کے حکم دیا کہ ای دلسوز تو ہر روز اس خدمتگار
نابکار کے ساتھ جا کر شیر بے نظیر لے آیا کر یہ فرمان اوس نادان کا سن کر ملازم نو کہنے لگا شعر

بہت خوب جو آپ سنے ہے کہا ؎ مین آنکھون سے لاؤن گا اس کو بجا ؛ الغرض جب وہ پہلا خدمتگار
ناہنجار ایک بار دودھ لینے کو چلا تو وہ دوسرا نوکر کمر باندھ کر اوسکے ہمراہ ہوا اور راستہ ای مین
اس سے پوچھنے لگا کہ ای یار غمخوار یہ ماجرای حیرت افزا کیونکر ہے تو وہ جوان بی ایمان بولا کہ ای بھائی
مین سودائی اس افیونی جنونی سے ایک ٹکا دودھ کا روز لیتا تھا لیکن ڈیڑھ پیسے کا شیر پانی ملا کے
اس افیونی کو پلاتا تھا اب تو جس طرح کہی اوسکو بجا لاؤن یہ تقریر وہ بے پیر گوش زد کرکے کہنے لگا خیر کیا مضائقہ
لیکن اب ایک پیسے کا دودھ اُس مردود کر واسطی لیجلیو اور دھیلا تیرا اور دھیلا مجکو دی شعر کہا پہلی نوکر نے
کیا خوب ہی ؎ یہی بات مجکو بھی مرغوب ہی ؛ الحاصل اُس افیونی کو شیر باین تدبیر آدھا پانی ملکر آنی لگا آخر کار
ناچار اس افیونی مجنونی نے تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکھا اوس کو بھی یہی حکم دیا کہ میان مجکو بازار کے
دودھ مین کچھ نفع معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون نوکر فتنہ گر ایسی غبن کرتے ہین کہ میرا پیسے کا پیسہ
برباد ہوتا ہی اور دودھ کا مزا نہین ملتا یہ کلام وہ نافرجام سنکر بولا ای خداوند نعمت سپہر کرامت
ابیات ہمین کام جو کچھ کہ فرماؤگی ؎ ذرا فرق نہ اوسمین کبھی پاؤگی ؎ وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا کام ؎
کرین بے تمیزی سے ہر صبح و شام ؎ حاصل کلام وہ اگلے دونون نوکر بدانجام جب دودھ لینے کو
چلی تو افیونی نے تیسرے نوکر فتنہ گر سی کہا میان ان دونون جوان بی ایمان کی ساتھ جا کر شیر بی نظیر لے آؤ
لیکن خبردار یہ دونون ناہنجار کچھ غبن نہ کرنے پائین شعر نہین تو مین تم سی ہونگا خفا ؎ اگر دودھ آئیگا ویسا برا ؎
الغرض وہ تینون نوکر کمر در کمر ایک ٹکی کے دودھ کو خریدنے لگے لیکن ملازم سوم نے دونون سی پوچھا
ای بھائیو یہ واردات واہیات کیا ہی سچ کہو بہر صورت ہم تمہاری شریک حال ہین نوکر اول نے کہا
میان سچ تو یون ہے ہمارا آقا ٹکی کا دودھ منگواتا تھا لیکن یہ فقیر ڈیڑھ پیسے کا شیر بلا تاخیر لیجاتا اور
دھیلا آپ رکھتا تھا لیکن جس وقت یہ دوسری صاحب اسکی تعیند کو آئے تو اونہون نے کہا کہ ایک پیسے کا
دودھ اس مردود کو بہت ہی باقی ایک پیسہ ہم تم سمجھ لینگے اس صورت پر کدورت سی ہم اوقات
بسر کرتے ہین شعر اب جو تو کہہ کرین وہی ہم بھی ؎ نہ زیادہ ہو کچھ نہ ہو کم بھی ؎ یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ تیسرا
نوکر نجا اور کہنے لگا کہ ایک پیسہ تم دونون لو اور ایک پیسہ مجکو دو مین سمجھ لونگا دیکھو تو یہ کھوٹا نوکر
اس کچھے افیونی کے کیسے کوڑے کرتا ہی کہ نہ مڑی کے دودھ مین خوش ہی اور ذرا نہ جلی بھنی المطلب
اُس پجی نوکر نے کیا فعل کیا کہ ایک مٹی کی ملائی لیکر گھر مین آیا اور اس کو طاق مین رکھ کر جب ہو رہا
جس وقت اُس افیونی کو پینک آئی اُس نوکر فتنہ گر نے دونون مونچھون پر تھوڑی تھوڑی
ملائی رکھدی اور آپ الگ ہو گیا اس عرصے مین پینک سی جو اُس افیونی کی آنکھ کھلی

تو ایک بار خدمتگار سی کہنے لگا کہ ای نوابجتا ور شیر بے نظیر لایا نہین وہ ملازم یون بولا ای صاحب
مین شیر بے نظیر لایا تھا اور آپ نوشجان بھی کر چکے اسکو بڑی دیر ہوئی بلکہ آپ نی نشہ کی حالت مین
کلی تک بھی نہین کی ذرا مونچھون کو تو ملاحظہ فرمائیے اور وہ افیونی شیرخوار ایک بارہ مونچھون کو جو
تاؤ دینے لگا تو دونون ٹکڑے ملائی بالائی کے ہاتھ مین آگئی وہ فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند دیکھیے کیسا ملائی دار
خوشگوار دودھ تھا کہ جسکی تھلی آپ کی مونچھون پر جم گئی مثنوی یہ سنکر کہا اوس نے ہان میری یار
بہت خوب یہ دودھ تھا خوشگوار ہمیشہ جو لاوے گا ایسا مجھ تو مین بھی بہت خوش کرونگا تجھے
غرضکہ اوس شئے آدمی سے اُسے نے کیا ایک دم مین خوش اور یہ مثل سچ ہی مصور یہ جا بجا ہے
ملی ہن بہت چھانے نے مے کرکراہٹ نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی بہم بیٹھکر یہ مشورہ کنان ہوے
کہ کوئی بات ایسی تلاش برائے معاش چاہیے کہ جس سی خوبی اوقات بسر ہو اور کبھی سیدھ ہرک
افیون کی بہم پہونچی اسمین دوسرا افیونی ہارونی بولا کہ آؤ ہم تم شرکت مین باشنائی مٹھائی کی دوکان
عالیشان کرین تاکہ معاش جگر خراش خوشی اور نرمی سی گذرے اور افیون کی چاٹ ہر رات آیا کرے پھر وہ
پہلا افیونی باتونی کہنے لگا واقعی ای یار غمخوار یہ تدبیر تو بہت نہایت خوب اور مرغوب ہی لیکن بازار شہر بدار
مین مٹھائی ای بھائی سہنا کمانی میں خرچ نکالنے کا زوال ہی اِس سی تو یون بہتر ہی کہ گنون کا کھیت کسی بیت مین
بو دیجئے اور جسوقت اوس میں ایکبار تیار ہوں اونکو بیچیں اور پھر ان قرولیان لیکر بیٹھیں مثلاً ایک گنا ہم نے
تڑاق سے توڑا چھیلا نوشجان کیا اسی طرح تم نے بھی گنا توڑا چھیلا اور کھایا دوسرا افیونی ہارونی بولا
نہ بھائی مین تو دو گنی تڑاق پڑاق توڑونگا اور کھاؤنگا تب وہ افیونی جنونی اس کے سر پر
ڈھول مار کر کہنے لگا ای فسادی کے گانٹھ حرامزادی کی جھانٹ تو ایسا کہان کا زبردست عرش کا تارا ہی
جو مجھ سی ایک گنا زیادہ کھائیگا غرض اتنی سی بات واہیات کا آخر یہ قصہ پر آزار کوتوال نیک خصال
کے روبرو رجوع ہوا یہ ماجرا حیرت افزا سنکر کوتوال نیک خصال کہنے لگا تمہارا یہ قصہ بزعم ہم سے
نہ فیصل ہوگا حاصل کلام وہ دونون نافرجام ایک بار فوجدار معاملہ شعار کے قریب جا کر اپنا احوال پر ملال
بنوک زبان بیان کرنے لگے اس فوجدار سلیقہ شعار نے پوچھا کہ تم نے گنی کا کھیت کس مقام دلارام پر بویا تھا
جو یہ قصہ برپا ہوا وہ دونون افیونی بیرونی بولے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت نظم ہماری اور اوسکی یہ ٹھہری بات تھی
کہ گنی کہین بوئینگے نادرات ... مین نے کہا تھا کہ اک تشکر نے وہین کھیت مین کھاؤنگا چھیل کر غنیہ کہنے لگا مین تو
کھاؤنگا دو خوشی اسمین ہوا تھا کیون تم تو سوا سواسے ... یہ مین نے ای فوجدار نے اسی ڈھول ماری تھی بے اختیار
یہ ایسا کہان کا ہی مجھ سی بڑا ہے جو دونا شراکت مین کھائی بھلا یہ واردات واہیات سنکر فوجدار سلیقہ شعار

کہنے لگا تمہارا قصہ برابر حصہ چاہتا ہی لیکن تم نے وہ گنے جو کھیت مین بوئی ہین اوس کا محصول بے عدلی داخل کرو الحاصل وہ دونون از خود غافل مار دھاڑ سی جرمانہ معقول مع محصول دیکر ملک محمد جائسی کے بقول کہنے لگے

نظم نیا دنہ کین کین ٹھکرائی ؛ بن بیکنے لکھو لین برائی ؛ اب کا ہوے بہری مسروتی ؛ بوت لبین بن بوتے بوئے ؛

ابیات یہ سن ماجرا سب صغیر و کبیر ؛ لگے کہنے قصہ یہ ہے بے نظیر ؛ نہ دیکھا کسی نے نہ ایسا سنا ؛ اب آگی کہے اوس سی مجبور کیا ؛

نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی کی جورو نیک خو شیرین دہن نام دلارام مصری تھا اتفاقاً ایک روز وہ افیونی پینک کے عالم مین بیٹھا اونگھ رہا تھا ہمسائی کی ایک عورت نیکبخت نی اوسکی جورو نیک خو کو بزبان شیرین پکار کر کہا ای بی مصری ذرا ادھر آ یہ سمجھا کہ کوئی کہتا ہی مصری ادھر لانا آواز خوش انداز کو گوش زد کر کے حالت نشے مین اپنی بی بی سے کہنے لگا

نظم ای صاحب جو مصری تم لینا ؛ میرے بھی منہ مین اک ڈلی دینا ؛ آج پینک مین تا یہ افیونی ؛ پائی لذت تری سبب دونی ؛ سن کے اس بیحیا کی یہ گفتار ؛ کہا بی بی نے بھر موئی نا ہموار ؛ یہ سخن واہی تو نہ منہ سی نکال ؛ ہٹ ہوک اس طرح زبان کو سنبھال ؛ کھول کر دیکھ آنکھ ای بدخو ؛ مین ہون تیری بیاہتا جورو ؛ سنکر اس گفتگو کو وہ مجبور ؛ دل مین نادم ہوا بہت مجبور

نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی پیالہ بھر کے افیون گھولتا اور اوسمین سے تھوڑی پیتا باقی چارپائی کی نیچے رکھدیتا جس وقت سرور کا اشہب تیز گام میدان نشہ مین ماندگی لاتا تو جسکی کا ایک گھونٹ اور دیتا الدعاوہ ہمیشہ یون ہی عمل مین لاتا تھا قضای کار ایک دو بار چوہا ایکبار اوسکی افیون پی گیا اس بات واہیات کو دریافت کرکے کہنے لگا ہماری افیون جو ملعون یون پی جاتا ہے یہ نہایت غضب پر تعجب ہی دیکھو تو آج اوس چوہہ لگور کو مین پکڑتا ہون یہ خیال محال دل مین کر کر بدنا کی کھری چارپائی پر لنگی باندھی اولٹا لیٹ گیا اور سر کو سرہانی کی طرف نکال کر اپنی افیون کی نگہبانی کرنے لگا اتفاقاً اوسکی بیضے بانون کی چھید سی نکل کر کہین پیالی کی قریب آ پہونچی یہ ذو فنون نشہ کی حالت مین سمجھا کہ یہی چوہا لگو رہے جلدی سی ہاتھ کو پٹی کی طرف سی دراز کی اندازہ کر کی جھٹ اپنی بیضون کو بحمد حماقت مین دبوچ لیا اسمین یکسر تیک درد نی اختیار ہونی لگا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ ای تو نی بھی خوب جگہ تاک کر پکڑی غرض جون جون وہ اوسکو چوہا جانکر دباتا تھا وون وون اوسکی بیضون مین درد ہوتا تھا کہ یہ سرد ہوا جاتا تھا تب تو یہ احمق مطلق کہنے لگا کہ ای جبتک تو نہ چھوڑے گا مین بھی تجھکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسمین کچھ کیون نہو تو میری ہاتھ ای بدذات آج مدت کی بعد چڑھا ہے

شعر ہے تری جان ہاری ای بدذات ؛ نہ اونچھاڑونگا تا قیامت ہاتھ ؛

یہ ماجرا حیرت افزا اس کا دیکھ کر ایک یار غمخوار کہنے لگا کہ واقعی ای بھائی تم نی اپنا چوہا لگو خوب پکڑا

اوس نے بھی تمھاری خوب جگہ پکڑی ہے کہ جس سے تمھاری جان جمکا چھوری ہین پر اس سے
بہتر یون ہے کہ تم اسکو چھوڑ دو نہین تو تمھاری جان مفت جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی [illegible]
بولا کہ ای یار تمسارے مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ تو چھوڑیگا تو مین بھی چھوڑ دونگا سو یہ موذی بھی
نہین مانتا ہے اوس یار غمخوار نے کہا بھلے ای بھائی سودائی تو اسکو چھوڑ دے پھر اگر وہ بد خو
تجھکو نچھوڑیگا تو جو چاہنا سو مجھکو کرنا اس بات واہیات کا میرا ذمہ ہے القصہ اوس افیونی جنونی نے
جونہی بیضون کو چھوڑ دیا تو وہ درد گر دہو گیا یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر اپنی یار غمخوار سے
کہنے لگا کہ بھائی جان اگر تو اس آن نہوتا تو میرا قصہ پر غصہ کبھی فیصل نہوتا نظیر میرے سر پر ترا تو یہ
احسان ہوتا قیامت رہیگا میری جان ؎ حمق سے اپنے ناحق ای مچھور ؎ مفت مرتا یار کو کیا [illegible]
نقل ہے کہ ایک افیونی جنونی کا چور سینہ زور جاضرور کا لوٹا حالت نشہ مین آگے سے لیگیا اور بعد
فراغت حاجت افیونی باتونی نے جو آبدست کو لوٹا تلاش کیا تو ہاتھ نہ آیا خیر چپ رہا اور گھر کو وہان سے
اوٹھکر مکان دلستان مین آیا اور ایک لوٹا منگوا کے خبرداری اور ہوشیاری سے پاس رکھا بعد دو روز کے
پھر وہ دزد بد خصلت غفلت دیکر دوسرا لوٹا بھی لیگیا یہ احوال پر ملال افیونی جنونی دیکھکر بہت گھبرایا
آخر کار اوس نابکار کو یہ سوجھی کہ اب کسی فطرت پر فراست سے چور لگور کو پکڑ لیے یہ خیال وہ بد خصال لیکر
کرکے جاضرور پر فتور مین لوٹے کی جا پر چادر سے پاؤن تک اوڑھ کر ہاتھ آگے چھاتی کی خم کر کے آفتابہ کی
صورت بنکر بیٹھ گیا اور دل مین کہنے لگا کہ وہ چور لگور مجھکو آفتابہ سمجھکر لینے آویگا تو مین اوسکو پکڑ لونگا شور غل مچاونگا
اور کرونگا شور ؎ آج پکڑا ہی مین نے اپنا چور ؎ غرض یہ خیال وہ بد خصال جی مین کر یونہی غل مین [illegible]
چور نابکار اپنی چھات پر آگیا تو جاضرور پر غلاظت معمور مین کیا دیکھتا ہے کہ لوٹا نہین ہے مگر اوسکی جا پر کوئی آدمی
منہ چادر سے لپیٹ لپاٹ کر بیٹھا ہے یہ ماجرا حیرت افزا بغور وہ چور دیکھکر کہنے لگا کہ آج کچھ دال مین کالا ہے
غرض اوس چور لگور نے برای آزمایش ایک کنکری بھر سے اوس آفتابہ تعلبی پر ماری افیونی مجنون کنکری
لگاکر دل مین کہنے لگا کہ آفتابہ پر جب کنکری لگتی ہے تو وہ ٹن سے بولتا ہی اچھا تا اگر لوٹا بولے گا تو یہ چور
لگور بھڑک جاویگا یہ سوچ کر وہ ٹن ٹن کرنے لگا یہ آواز ناساز سنکر چور منہ زور کہنے لگا چہ خوب
چہ اتنا تھا آج آپ روپ لائی ہین کہ آفتابہ بنکر بیٹھے ہین ایک لات اوسکی پیٹھ پر جڑ کر فرار ہوگیا
اور افیونی جنونی جاضرور مین گر کر گھ گھ کرنے لگا یعنے جس طرح آفتابہ لنڈھتا ہی اور پانی گھ گھ
کرتا ہے مثنوی اس فراست پہ تجھکو افیونی ؎ کیون نہ ہر ایک کہیگا مجنونی ؎ اس طرح سے بھلا کہین ای کور
ہاتھ آیا کسی کے بھی ہی چور ؎ الغرض اوسکی عقل پر مچھور و کیون نہ لعنت کرین سب اہل شعور نقل ہے

کہ ایک افیونی بیرہنی کے جاضرور کا لوٹا ایسا ٹوٹا تھا کہ جب وہ ناپاک برای اچتیلج جاتا تو ذرا ذرا رس کر اوس کا پانی سب بہ جاتا تھا کہ وقت آبدست اتنا نہ رہتا تھا کہ وہ افیونی ہاتھونکی آپ کو پاک کرتا غرض ایک روز خفا ہو کی جاضرور مین کہنی لگا کہ ٹوٹے لوٹے کا پانی رس کر بہ جایگا اور مین آبدست کی خاطر کہان خاطر ہون گا اس سے تو یہ بہتر ہے کہ آج پہلے ہی آبدست لے لیجیی اسکی بعد جا ضرور باشعور پھر سے پھر اس ٹوٹے لوٹے کا پانی باسانی بہ جائیگا تو بلا سے نظم آخرش اوس کمین نے یون ہی کیا قبل استنجا آبدست لیا واہ رے تیری عقل واہ شعور اسیسے گہیل پہ لعن کر مہجور

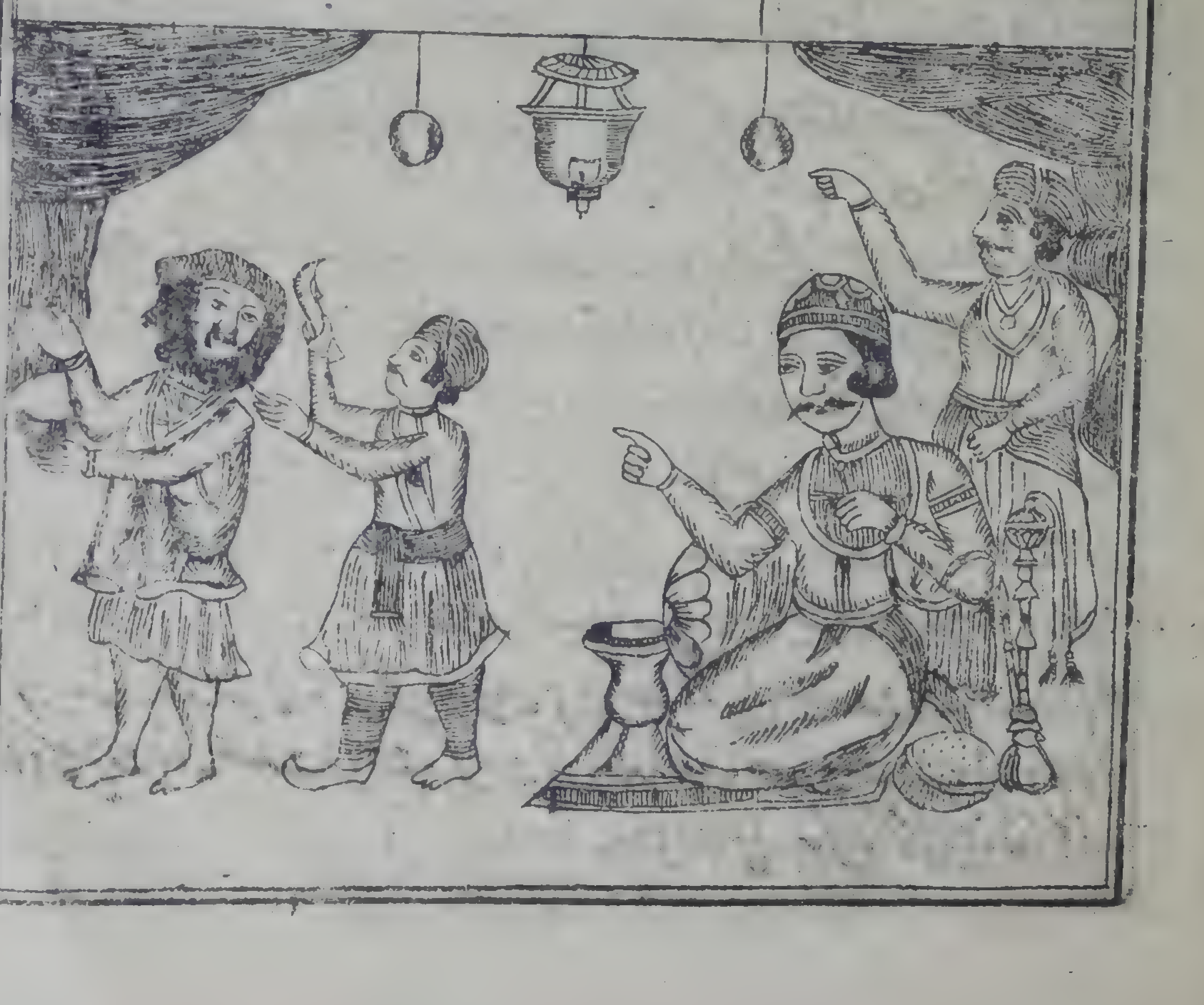
نقل نظم

ایک افیونی کی ہے مشہور نقل
قبض کرتی ہے اوسی کھاتا ہی جو
توپ کو نکھا اور کا نکھا بیٹھ کر
سفر کی باہر جن ہی ظاہر ہوی

تم سے یار کیا کری مہجور نقل
ایک دن جو رفع کرنے احتیاج
ایک بھی لینڈی نہ نکلی اسکی پر
دیکھ کر لینڈی کو بولا طیش کھا

قاعدہ افیون کا ہے ای دوستو
پاینخانہ مین گیا وہ بد مزاج
بعد ایک لحظہ کے لینڈی خشک سی
کیون نہین آتی نکل ای بیحیا

لیا مین ہوا ہون جو کھادن گا تجھے اس طرح عاجز جو کرتی ہے مجھے



نوان باب بخیلون کی نقلون مین

منعمان دولت زمان اور سخیان نعمت جہان کلک فی ہمت سی بیاض تعزیر پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک بخیل بے عدیل کے گھر مین ایک کلانوت پر فطرت وارد ہوا ایک پہر کامل وس محفل ناقابل مین وہ تا ایک زمان سرود کنان رہا لیکن اُس بخیل بے عدیل نے ایک خرمہرہ بھی اوسکی دست تہی مین ندیا وقت برخاست اپنی گھر کے بکاول بے بدل کو حکم دیا کہ میان اس مہمان کو کچھ کھانا کھلا دینا یہ بات واہیات وہ بدذات کہکر اپنی مجلسسرا پردہ غا مین جاکر سو رہا اور یہ کلانوت پر فراست بکاول کی پاس بلا وسواس جاکر کہنے لگا کہ بلالون اس شخص کا دم ماری بھوک کی دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہی اس دم قدم رنجہ فرماکر دم بخت کا لقمہ دمڑی بھر مجھ بیدم کو کھلا دیجیے تو میرا دم عدم کو نہ رخصت ہو یہ گفتار اس مہمان کی ناچار سنکر بکاول کہنے لگا ای عزیز باتمیز اگر اس گھر مین تو انجان مہمان آیا ہی تو ذرا غم کھا یہان کی کھانے پینے کا احوال پر ملال تجھپر افشا ہو جاے گا اور بقول مرزا سودا مین جگر کباب پر اضطراب کیا کہتا ہون

نظم

اسکے باورچیخانے کا احوال ۞ چولھے پر گھر کے جب کرے ہین خیال
ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے ۞ لکڑی جلتی ہے آتش غم سے ۞ سینے دیگون کے مارے ہین جوش
روتے ہین ڈھانپ منہ سرپوش ۞ اس خجالت سے دیگچی یکسر ۞ سرنگون ہی پڑی ہین چولھی پر
ہوری ہی دیگچون کے منہ پہ یہ حال ۞ سینہ کفگیر کا ہوا غربال ۞ کی زمانی مین لاکھ ہی تدبیر ۞ نہ ملا دیگچی سی کفگیر
لکھ کے سو عید گنبد گردان ۞ نہ ملی انکی گھر سے رمضان ۞ سردی مطبخ مین ایسی رہتی ہے ۞ ناک باورچیون
کی بہتی ہے ۞ سنا اس گھر کا یار تو نے حال ۞ مجھ سے کھانے کا پھر نہ کچھ سوال ۞ یہ سخن دلشکن بکاول بی بدل کا

سنکر کلانوت نیک خصلت چپ ہو رہا پر دل مین یون کہنے لگا **شعر** ہاے کھانے کے عوض
اب ہم کو غم کھانا پڑا ۞ دم زدن کی جا نہین ہے وای دم کھانا پڑا ۞

الحاصل وہ بیدل بھوک کا بسمل دم بخود بیٹھ رہا جب کاسہ آفتاب عالمتاب دسترخوان فلک پر نمودار ہوا اس وقت وہ بخیل کم اصیل مجلسسرا سے برآمد ہوکر کلانوت نیک خصلت سے کہنے لگا کہ تیری مدارات بکاول نے رات کو کیسی کی یہ کلام نافرجام اوس بدانجام کا گوش زد کر کے وہ کلانوت بولا خداوند نعمت رات کی مدارات کی بات پوچھتے ہو تو سبحان اللہ لیکن شب کو آپ کی مکان عالیشان مین غلام ناکام کو عجیب و غریب زیارت میسر آئی کہ جسکا بیان بیان سے باہر ہے وہ بخیل بے عدیل خندہ زن ہو کر کہنے لگا ای کلانوت نیک خصلت زیارت پر کرامت تجکو یہان ایسی کیا حصول ہوئی عدول ہوئی وہ کلانوت پر فراست بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپ کی الطاف و عنایات سے میسر ہو کر دیوانخانی مین سوتا تھا کہ یکایک

کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان عالیشان کے صحن مین ایک سبز پوش ردا بردوش ادھر اودھر ٹہل رہا ہی
یہ غلام ناکام اونکے روبرو بصد آرزو جاکر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای حضرت سلامت آپ
کون بزرگ ہین شعر جو اوس جا پہ تشریف فرما ہوئے ٭ یہ سن کر وہ حضرت یہ گویا ہوئے
ای عزیز باتمیز تو مجھے نہین پہچانتا ہی مین حضرت رمضان المبارک ہون یعنی ایک مہینہ کامل تمام شہر و
عام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ مہینے اس قرینے سے کہ جس طرح تجھپر آج گذری ہی اسی طرح اس
مکان ویران مین رہتا ہون اونکا یہ کلام سنکر غلام ناکام قدمون پہ سر رکھکر چاہتا تھا کہ کچھ اپنی حالت
پر ملالت عرض کرے کہ یکایک بخت خفتہ کی بدولت اس بدبخت کی آنکھ کھل گئی ابیات نظر آسے
پھر وہ نہ حضرت مجھے نظر آئے گئی بھوک کی بھول شدت مجھے ٭ کلانوت کی یہ بات سنکر بخیل ٭ ہوا اپنے دل مین نہایت
ذلیل ٭ کلانوت کو پھر صد آفرین ٭ کیا ایسی عمدہ کو جو شرمگین ٭ جہان نیک اور بد سے معمور ہی ٭
سخن شیخ سعدی کا مشہور ہی ٭ بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر ٭ نقل ہی کہ ایک
کلانوت صاحب فطرت ایک بخیل بے عدیل کے قریب بصد تہذیب گیا ایک پہر کے بعد وہ بخیل بے بدل
پلنگ پر جاکر سو رہا یہ کلانوت صاحب فراست بھی برای طعام انعام و اکرام بیٹھا رہا اس عرصہ مین
جب سب خدمتگار اور چوکیدار سو رہے اور کچھ اپنے اپنے گھرون کو کھانا کھانے گئے یہ کلانوت
پر فطرت وقت فرصت غنیمت جانکر کچھ مٹھائی خوان مین کسی کسائی جو رکھی تھی اوس کو کھول کر نوش جان
بیگمان کرنے لگا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا تو ایک طرف کو جاکر چپکی سی سو رہا بعد انفراغ خواب
وہ بخیل ذلیل جو منھ ہاتھ دھوکر مسند نشین ہوا ایک بار وہ کلانوت دلفگار سامنے آکر دو زانو بیٹھ گیا
اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت آپ تو بفراغت استراحت فرما ہوے یہ غلام ناکام
بھی شدت گرما سے یہین سو رہا یہ سخن سنکر وہ پر فن کہنے لگا ای عزیز باتمیز تو نے بہت خوب کیا لیکن مجھے بیدار
آج عجب ڈھب کا خواب انتخاب دیکھا یعنی اپنے رہوار پر سوار ہون اور گاہے مغرب مین میرے
گھوڑے کا قدم دبدم پڑتا تھا اور گاہے مشرق کا عالم بے خوف و غم دیکھتا تھا یہ کلام اس نافرجام کا
سنکر کلانوت پر فراست یون بولا خداوند نعمت غلام ناکام بھی عجب واردات واہیات مین تھا کہ
جس کا بیان کیا کرون بقول محمد قائم شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا ٭ آہ چپ بھی رہا نہین جاتا
یعنی اس مکان دلستان مین حضرت سلامت غلام ناکام بفراغت سو رہا تھا کہ یکایک دو شخص بشکل مہیب
بصورت عجیب آکر کہنے لگے ای جوان اس خوان پر الوان کی مٹھائی کھا جا نہین تو ماری تھپڑون کے تجھ
بد قوام کو مرگ کی چاشنی چکھا دینگے غلام ناکام نے ہر چند عذر کیا لیکن اونھون نے

شمشیر ... و شمالی کبھی رکھائی مجھکو کہلوائی یہ سخن دلشکن سنکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا از بدذات تو
اوس وقت ... کیون نہ جگایا اوس نے جواب دیا غلام ناکام ضعیف البنیان خداوند آپ کو کہان پاتا
بعرض ... حال فی الحال کرتا آپ تو کبھی مشرق مین رونق افروز ہوتے تھے اور کبھی مغرب کو تشریف
لیجاتے تھے نظم ... مین ہنسنے کا کیا ہے قصور + مین نزدیک تھا آپ تھے دور دور
... دست ... رنجور عیب + ہوا شرمگین دل مین وہ بے عیب + نقل ہے کہ ایک کلاونت مرد
... بخیل کے گھر مین ... وصادر ہوا پھر تو اشتغال خیال ... حضرت کی خیال مین
... مصروف رہا اوسکے بعد بقول مرزا سودا ابیات + وقت آیا جاوسکے کھانے کا
... کے اس بہانے کا + لگا کہنے کہ ہے کوئی حاضر + بولا اوسوقت وہ بوڑھی کا ناخلف بولا
اوس ... کے اتفاقات محل کی حاضر ہین کھانا آمد ... تحفہ ... طعام ناخوشگوار
... ایسا آیا اتفاقاً ... مین بخیل ذلیل کی موچھون مین لگا تھا یہ کلاونت ... ایک
... انگشت سے اشارہ کرکے کہنے لگا قربان جاؤن آپ کی موچھ مین پائخانہ لگا ہے دست مبارک سے ...
... غلام ناکام کو معاف کیجیے کیونکہ یہ میراثی خاکروب نہین ہے جناب کی آل ... ...
... اس کلاونت کا سنکر یہ کہنا بخیل + ہوا شرمگین اور دل مین ذلیل + جو بھولا ہوتا ...
... ایسی باتون سے ہوتا خفیف + نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل واہی تباہی حالت مین گھر ...
... راہی ہوگیا تھا اور اوسکے بعد اوسکی جورو نیک خو چرخہ زنی کرکے اوقات دن رات
بسر ... تمام کار بقدرت پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر خوش تقریر اوس بیدل کی پاس سائل ہو
اور ... نیک خصال بے مال و منال نے اپنا اذوقہ کا آٹا اوسکو اٹھا دیا یہ احوال بے منال اوس ... کا
دریافت کرکے وہ فقیر صاحب کمال کہنے لگا ای ... بابا تیرا کاروبار کیونکر جاری ہے یہ بات
اوس صاحب کرامات والا صفات کی سنکر کہنے لگی ای حضرت سلامت اس شخص کا شوہر شکستہ کمر
... تباہی کہین کو راہی ہوگیا ہے یہ روسیاہ پرگناہ تمام ... چرخہ زنی کرکے دن رات
اوقات بسر کرتی ہے شعر ادا کیا تم ... کہین حضرت + تم پہ روشن ہے سب مری حالت
یہ سخن دلشکن اوس عورت نیک بخت کا سنکر درویش خیر اندیش نے ایک کشتی بے مثال فی الحال
... نکال کر عطا کی اور کشتی زبان کو دریائے ... مین یون رواں کیا کہ ای ... افلاس بقیاس ... وقت
... فکر اخراجات ضروری کی طغیانی ناگہانی سے موج زن ہو اوسوقت یہ کشتی ... دریا کے
... پر رکھکر یہ دعا مانگنا کہ اے صانع کون ومکان وای مالک ... جہان بحق حضرت

خواجہ خضر علیہ السلام مجھکو ایک ہزار دینار خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کرا ای زن پارسا باخدا
باحیا اس کشتی بے بہا کی خواص سے تجکو ایک ہزار دینار ملین گے تو تیری ہمسایون کو دو ہزار دینار
ملیں گے یہ مژدہ جان بخش و نیک بخت سنکر کہنے لگی ازین چہ بہتر کہ میری ساتھ
اہل محلہ بھی خوش و خرم بے اندوہ و غم ہوں تاکہ مجھپر کوئی رشک و حسد نہ لیجاوے
روشن ضمیر کشتی بے نظیر اوس کو دیکر اپنی راہ لگا اور اسکی بعد اوس زن پارسا باخدا
اوسی کشتی بے بہا کو رکھا اور یہ دعا جناب باری سے طلب کی کہ ای خالق اکبر بحق حضرت خضر علیہ السلام
اس دل مضطر کو ایک ہزار دینار با اکرام خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کر غرض حق تعالی نے
اوسکی دعای باصفا مستجاب کی یعنی ایک ہزار دینار تو اوس کو ملے اور دو ہزار سے اہل محلہ
بطور معقول ہوئی الحاصل اوس دولت غیر مترقب کے حاصل ہونے سے اہل محلہ نے اپنے
پختہ مکان عالیشان تیار کیے اور اس زن نیک خصال حمیدہ مثال نے اپنی عمارت
جنت ایسی ایک بار تیار کی کہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو یہ کہے شعر اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است القصہ اس عرصے مین اس زن باخدا کا شوہر بحالت
آوارہ گشتہ و آوارہ اپنے گھر کی طرف جو آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ تمام محلہ جگمگ جگمگ کر رہا ہی
ایک شخص سے پوچھنے لگا ای بھائی فلانے سیاہی کا مکان ویران کہان ہی بارے ایک آدمی کے
بتانے سے اپنے مکان عالیشان کے پاس آیا اور کچھ اپنے مکان کے نشان کی علامت دریافت کر کے
جو گھر کے اندر جانے لگا تو ایک بارہ اوسکو چوکیدار کہنے لگے کہ ای کنگال بدخصال کہان چلا آتا
اگر بھیک مانگنی آیا ہی تو باہر سے سوال کر تیری جھولی کی تمنا کی یہان کر دست سخاوت پہونچایا
یہ سخن دلشکن چوکیدارون کا سنکر کہنے لگا کہ ای مردک مین اس مکان کا مالک ہون یہ احوال
نیک خصال کے گوش ہوش تک پہونچا تو حقیقت اوسکی پہچانا اور مکان عالیشان مین بلاکر
اوسکی نشست جو نجاست کی علامت سے بھری تھی اوس زن پارسا باحیا نے غسل دلا کر لباس نفیس
آراستہ و پیراستہ کیا لیکن وہ بخیل ذلیل اپنے دل مین کہنے لگا کہ خداوندا یہ ماجرا کیا ہی کہ تو نے
ایسا کیا الغرض اس اتفاق مین تھوڑا آرام اپنی بیوی نیک خو سے پوچھنے لگا ای زن باخدا
یہ راز سچ بتا کہ تمام مکان عالیشان اہل محلہ کی تیری عمارت سے کیونکر بلند و چند ہین اور تجکو اسی
قدر یہ دولت اور حشمت کہان سے ہاتھ آئی یہ کلام اس نافرجام کا سنکر اوس زن پارسا باخدا نے
کشتی دریا اور اور احوال نیک مآل اول سے آخر تک زبان سے بیان کیا اس بات پر کرامات کے سنکر

ایک دو بہتر جورو کو مار کر کہنی لگا ای کمبخت سیہ رخت تجکو چرخہ زنی کرنا بہتر تھا لیکن اس قدر محلی کو نہ
مالامال کرتا تھا قطعہ خیر جو کچھ کہ اب ہوا سو ہوا ٭ لیک کشتی کو میری پاس تو لا ٭ دیکھون کیسی وہ پر کراستہ
کشتی کیا ہی کہ ہیچ دولت ہی ٭ الغرض اس کشتی بی بہا کو زمین پاک پر رکھکر رونا یا کہ کہنی لگا ای خالق اکبر برای
خواجہ خضر علیہ السلام میری دو مکان مع سایبان دریای لامکان مین ڈوب جائین غرض اوس بوم شوم کے
دو مکان ویران ہوی اور اہل محلہ کے چار چار مکان بے نشان ہوگئی دوسری روز وہ جگر سوز کشتی کو
آگی رکھکی کہنی لگا ای ذات باری بحق خواجہ خضر اس شخص کے گھر مین آس پاس کنوین ہو جائین علی ہذا القیاس
اوسکی گھر مین پچاس کنوی ہو گئی اور سون کی گھرون کی گرد سو سو کنوین بی چاہ و بیخواہش کھد گئی غرض تیسری
روز وہ غم اندوز یون کہنی لگا کہ ای صانع جن و بشر برای حضرت خواجہ خضر اس شخص کی ایک آنکھ اور ایک
کان دور ہو جاوی غرض تمام اہل محلہ اندھی اور بہری ہو گئی آخرش سب اہل محلہ تنگ ہو کر کہنی لگی کہ یارو
یہ بڑا غضب پر تعب ہی کہ اس ملعون ذوفنون کا تو ایک نقصان ہوتا ہی اور ہماری دوہری زیان ہر زمان
ہوتی ہی القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہو کر اس بخیل ذلیل کے پاس آکر کہنے لگے اے عزیز باتمیز اس حرکت
ناشایستہ سی باز آ کیونکہ ہم ناحق ناحق پایمال الم ہوے جاتے ہین تب وہ بخیل ذلیل بولا کہ ای
بھائیو یہ کیا غضب پر تعب ہی کہ مجکو ایک ہزار دینار ملین اور تم کو دو ہزار دینار ملین شعر
ہای اس رشک سی نہ کیونکر آہ ٭ حال مجھ خستہ حال کا ہو تباہ ٭ یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ کہنی لگے
ای عزیز ناچیز وہ جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کے پاس ہے تجھ خناس سے دو چند سہ چند ہے
اوس کو بخوشی و خرمی ہم سی لے اور اس کشتی دریای بہشتی کو تو حضرت خواجہ خضر کے نام نامی پر چھوڑ دے
الغرض اس بخیل ذلیل نے طمع زر نقد اور رشک اہل محلہ سی کہ مال بے زوال ان سی دو چند پاتی تھے
اس کشتی بے بہا کو ایک دریای ناپیدا کنار مین بہا دیا اشعار وہ بولے شیخ سعدی کا عجوبہ یہ ٭
سخن سب جہان مین ہے مشہور یہ ٭ سخیان ز اموال بر می خورند ٭ بخیلان غم سیم و زر می خورند ٭
نقل ہے کہ ایک بخیل بیعدیل سی ایک عزیز باتمیز نہایت موانست رکھتا تھا اتفاقاً اوس باتمیز کو
سفر در پیش ہوا اس بخیل ذلیل کے قریب آکر کہنے لگا ای یار وفادار یہ گنہگار دل فگار بر سر سفر
وسیلۃ الظفر تجھ سی رخصت اس وقت ہونے آیا ہی بقول بخشبی قطعہ بخشبی تو فراق مرگ بدان
شاہ جہان انبر ییست برگ دگر ٭ گرچہ یک مرگ بر ہمہ دانند ٭ فرقت دوستان ست مرگ دگر ٭ ای دوست
دلنواز و ای یار محرم راز اپنی انگشتری طلائی مینائی کی مجکو عنایت بصد بشاشت کر تو مین اوسکو بجای
نشانی تا بہ زندگانی اپنی پاس رکھون اور جس وقت اوسکو دیکھون تجکو دل سے یاد کرون تا کہ تشفی خاطر فاطر

مجھ دور افتادہ غم آمادہ کی ہو اوسکے جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنے لگا ای دوست صادق وای یار
واثق کچھ اس انگشتری کی احتیاج نہین ہی اگر تجھ کو باد دل شاد دیا دکرنا منظور ہوگا تو جس وقت تو اپنی
اونگلی کو خالی دیکھنا تو یہ کہنا کہ فلانی یار غمخوار سی مین نے انگوٹھی طلب کی تھی اوسنے نہ دی مثل برای
یاد کردن مایان ہمین نکتہ بس است مگر وہ بخیل ناقص الدلیل قول نخشتی کا نہ سمجھا **قطعہ** بخشش یار خوش بگیا باشد
خدمت یار کن ولی از جدغم اہل تحقیق خود چنین گویند غیر یار نکو بہ از قرابت بد ہ **شعر** آشنائی کی حق کو ای
مہجور پر تسمجھتا نہین کوئی مغرور ہ **نقل ہے** کہ ایک بخیل ذلیل جس وقت کھانا نہ ہر بار کرنی کو بیٹھتا تو
یہ بات واہیات کہتا کہ میری سامنی سی بھیڑ بھاڑ چھوڑ دو **شعر** غرض طرفہ ترست نے یہ ماجرا ہ کہ اک آدمی ہم
یہ کہتا سدا ہ القصہ ایک روز نوکر حیرت اندوز نے کھانا کھانے کے وقت ایک ڈھیلا بڑا سا قاب خشک آفتاب مین
مارا اور اس طرف منھ پھیر کر چپ کھڑا ہو رہا یہ ماجرای طرفہ بر ملا دیکھ کر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا ای ملعون
ذو فنون تونے میری چینی کی رکابی خاصی کیون شرارت سی توڑ دی یہ کلام بادشنام سنکر وہ خدمتگار زبان دراز
کہنے لگا **نظم** مین کیا جانون کس نے دربین از دحام ہ شکستہ کیا ہی یہ ظرف طعام ہ جو ہوتی نہ ہر روز
یہ بھیڑ بھاڑ ہ تو کرتا یکر ڑکر اوسی مارہ دھاڑ ہ سخن اپنی نوکر کا سن کر بخیل ہ لگا کہنے نوکر سی یہ بر دلیل ہ اسی
نوکری سی چھڑا دیجیی ہ اور اوسکی عوض اور رکھ لیجیی ہ غرض اوس نے **مہجور** یون ہی کیا ہ عوض اوسکی اور
آدمی رکھ لیا ہ **نقل ہے** کہ ایک بخیل ابن عزازیل پاؤ سیر آٹا لیکر دو روٹیان ایسی پکواتا کہ ایک روٹی
چپاتی روغنی اور دوسری سادی ان دونون کو پکوا کی ایک رکابی سفالی مین رکھ کر روغنی سو کھی دو نوالے
زہر مار کر لیتا خدمتگار کامگار کو اوسمین سی ذرا بھی نہ دیتا اور کھانا کھانے کے بعد کہتا ای خدمتگار غمخوار یہ رکابی
شتابی دھو کر طاق براق مین رکھدی یہ کلام نافرجام سنکر خدمتگار زبان طرار جی مین کہنے لگا کہ خشک رکابی کی دھونے
سی کیا حصول جو یہ نامعقول دھلواتا ہی غرض چار ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کی موافق حکم بجا لاتا اور سچ بھی
خاوند جون کا بھی برا ہوتا ہی **شعر** یہی جانکر دل مین وہ آدمی ہ نکرتا کوئی بے عدولی کبھی ہ غرض اوس بخیل ذلیل کا تو
یہ کلام مدام تھا کہ کھانے کے بعد اوس رکابی سفالی کو دھلواتا اتفاقاً ایک روز نوکر غم اندوز کچھ بھوکا اور پیاسا بیٹھا تھا
کہ اسمین اس بخیل ذلیل نے کہا ای خدمتگار غمخوار اس رکابی عنابی کو دھو کر طاق براق مین رکھدی یہ بات واہیات
اس بدذات کی سنکر خدمتگار زبان طرار کہنے لگا ای صاحب کیا اس رکابی خالی مین پاخانہ بھرا ہی جو اسے
دھو کر رکھدون **ابیات** وہ ممسک یہ نوکر کا سنکر جواب ہ نہایت ہوا دل مین جل کر کباب ہ جو **مہجور**
ایسا تھا وہ بخیل ہ تو باتون سی اپنی ہوا کیون نہ لیل ہ **نقل ہی** کہ ایک منحوس مکھی چوس اپنے اوقات دن رات
ایک پیسہ مین بسر کرتا تھا لیکن اوس شہر مین ایک خبیث نحریص اس سے بھی زیادہ مکھوننت رکھتا تھا

اتفاقاً وہ خسیس حریص اوس منحوس مکھی چوس کی نحوست کا شہرہ سنکر بصد مسافت اوس منحوس مکھی چوس کی پاس آیا اور صرف اوقات کا پرسان ہوا وہ منحوس مکھی چوس کہنی لگا ای عزیز با تمیز سچ تو یون ہی کہ اللہ تعالی نے اپنی عنایت بی غایت سی دولت پر نعمت بزرگون کی میری صندوق نحوست مین اس قدر دی ہی کہ ایک ہزار برس بیٹھا کھاؤن تو بھی کم نہو لیکن مین نے تو اپنی اوقات دن رات کی ایک پیسہ پر اس طور سی رکھی ہے کہ یون پیسی کا آٹا آدھی پکوائی آدھی کا تنور پایا گڑ لیکر کھانا اور بخوبی چین سی سو رہنا یہ کلام اوس نافرجام کا سنکر وہ بدانجام بولا ابے تو نہایت فضول خرچ ہی شعر
یعنی ہر روز کھائے اک پیسا نہ کہین دیکھا ہی بدمعاش ایسا
یہ سخن دلشکن سنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنی لگا ای غمخوار تو اپنی اوقات واہیات کا بیان کر کہ تو کس طرح شب و روز بسر کرتا ہی وہ خسیس طبع حریص جواب دہ ہوا ای بدشعار ناہنجار اپنا یہ چلن پر محن ہی کہ ایک پیسا اور ایک رومال بے بال لیکر نکلتا ہون اور بقال کو مٹھی دال سی اس پیسی کا آٹا رومال بے مال مین لیکر ایک لمحی کی بعد وہ آٹا خاصہ واپس کر دیتا ہون لیکن اس رومال بے مال مین جس قدر آٹا لگ رہتا ہی اوس کو الگ گوشی مین بیٹھ کر جھاڑ لیتا ہون پھر اوس رومال مین اور بقال نیک اعمال کی دوکان سے آٹا لیتا ہون ایکدم کی بعد اوسکو بھی پھیر دیتا ہون اور اوس رومال مین پیسا ڈال کر بخوشی جھاڑ لیتا ہون غرض اس شکل سی دوپہر تین پہر پھرتا ہون اور ہر ایک سی آٹا لیتا ہون اور واپس کر دیتا ہون اس عرصی مین جب میری رازق کی موافق آٹا خاصہ جمع ہو جاتا ہی تو ایک بقال سی نمک بی دھڑک ذرا سا مانگ کے دریا کی کنارے جاتا ہون لیکن اس عرصی مین جب تک آٹا لیتا دیتا ہون تب تک راہ باٹ کی لکڑیان چھپٹیان چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل اوس آٹی کو دریا کی پانی سی گوندھ کر ان لکڑیون کی آنچ مین موٹی چھوٹی روٹی پکا کر بغل مین داب کر ہر ایک گلی کوچی مین پھرتا ہون جس وقت کہین دال کی بگھار یا گوشت بھوننی کی بوباس میری ناک ہوسناک مین آتی ہی وہین بیٹھ کر بہ لذت تمام اپنا طعام کھا لیتا ہون مثنوی
میری تو اس طرح سی ہی اوقات ✽ ایک تو بدمعاش ہی ہیہات
وہ سنکی منحوس بولا بعد اس تقریر ✽ بولا میری معاش ہی تو فیر
سچ تو یہ ہی کہ تجھ سا دنیا دار ✽ مین نی دیکھا نہین کوئی ای یار
بسکہ مرگو بکو ہر سو ✽ ایسی لعنت ہی بر ترکی و کدو ✽

نقل

ہی کہ ایک منحوس مکھی چوس اور خسیس حریص سی باہم ملاقات جو ہوئی تو آپس مین اپنی اپنی اوقات واہیات کا احوال وہ بداعمال بیان کرنے لگی پہلی منحوس مکھی چوس نی بصد فخر یہ بولا کہ ای یار غمخوار مین ناکام ایک چھدام کا گھی چھوٹی شیشی مین بھر رکھتا ہون [illegible] لیتا ہون اور اسکو اس طرح صرف کرتا ہون کہ جس وقت کھانی کا وقت آتا ہی

تو اس گھی کی شیشی کو کھچڑی مین گاڑ دیتا ہون اور اسکی بو باس بقیاس سی کھچڑی بشوق تمام نوشجان کرتا ہون مگر لقمہ اخیر مین بلا تاخیر ایک رتی وہ گھی ماشاء اللہ لگا کر کھاتا ہون غرض ایک سال کے زوال کی بعد وہ گھی خرچ ہو جاتا ہی پھر شروع سال یہ بدخصال ور دھیلی کا گھی محقق خرید کرتا ہی **ابیات**
یہ سنکر چلین اوس بداعمال کا ❊ لگا کہنے تو ہے بری چال کا ❊ چلن والون کی اس طرح سی معاش ❊ نہین ہم نے دیکھی کہین فاش فاش ❊ ای عزیز بے تمیز اپنا چلن پر فن یہ ہی یعنے کھانا کھانے کے وقت لقمہ بناتا ہون اور گھی کی منڈوی کی طرف دکھا کر کھا جاتا ہون ای یار غمخوار اس شہر غدار مین ایسے بڑے بڑے لوندے گھی کی ہر لقمہ کی ساتھ ❊ آفات کھانے مین آتی ہین کہ جسکی بیان مین جرب زبانی نہین ہو سکتی **نظم** یہ سنکر وہ منحوس کہنے لگا ❊ چلن تیرا اچھا سا نہین دوسرا ❊ تری سامنے واقعی ای عزیز ❊ چلن مین نہایت ہون مین بی تمیز ❊ ہمارا تو مجھو رہی یہ مقال ❊ سگ زر دوہی تو یہ ہی شغال ❊ **نقل ہی** کہ ایک عورت خسیس حریص ایک زن پارسا باحیا کو رشتہ داری قریب کے باعث سی اپنی گھر مین وہ غیبانی برای مہمانی لائی دو چار گھڑی کی بعد کہنے لگی ای بی بی کچھ کھانا کھا تو تیری واسطے پکواؤن اور مجھ کو تو ابھی بھوک نہین ہی وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی ای بی بی ابھی کیا جلدی ہی جو کچھ گھر مین پکیگا مین بھی وہی کھالونگی یہ سنکر وہ عورت بر فطرت چپ ہو رہی بعد گفتگوی بسیار وہ زن مکار بولی ای بی بی دوپہر تو ہو آئی اب تیری واسطے کہہ تو گوشت وغیرہ منگوا کر پکوالون آمین وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی کیا مضائقہ ہی یہ کلام وہ نافرجام سنکر کہنے لگی تو کچھ کھائیگی نہ پیئے گی میرا کھانا ناحق [illegible]

[illegible] ... عورت بہ ... کہنے لگی ای بی بی اب جی ... ین ... مردوست تو اس وقت نہ ہم بھونجی گا اگر کہہ تو بھونی کھچڑی تھوڑی مین دل بریان تیری واسطے پکوالون اُس زن پارسا باحیا نی کہا کیا مضائقہ پھر یون جواب دہ ہوئی کہ بی بی تو نہ کچھ کھائے گی نہ پیئے گی یون ہی بی دلی سی کہتی ہی میرا کھانا خاصہ ناحق خراب جائے گا قصہ مختصر اُس بیچاری آفت کی ماری کو دو روز کامل اسی لیت ولعل مین کھا لیکن کھانا ذرا بھی نہ پکوایا تیسری روز اوس زن جگر سوز سی کہنے لگی کہ ای بی بی آج تین دن ہوی ہین کہ تو نی پان اور پانی کی سوا کھانا نہین چکھایا اگر آج کہو تو روکھی روٹی گھی چپڑی شکر سے تیار کرون بھلا اسی کو ذرا منہہ مین ڈال لینا اتنا تملق ای رشک حور کیا ضرورت یہ بات واہیات سنکر وہ نیک صفات کہنے لگی ای ناپاک زبان چالاک **ابیات** نہ پکاتی ہے نہ کھلاتی ہے ❊ بات ناحق کو کیون بناتی ہے ❊ تو وہ عورت خسیس ہے ❊ سب سے پیر ❊ طفل کو جو رکھی سدا دلگیر ❊ یہ سخن دلشکن اوس زن پارسا باحیا کا

سنکر کہنے لگی ای بی بی تو بھی اپنا پرایا کتنا سمجھتی ہے کب تو نے کہا اور کب مجھ ناشدنی نے تیرے واسطے کھانا نہ پکوایا تب وہ زن پارسا باخدا خفا ہو کر بولی اے کمبخت زبان سخت کہین یہ بھی سنا ہی کہ انسان یا حیوان بے کھانا کھائے رہتا ہی کیا تجھ کو نہین سوجھتا تھا و یا آنکھون سے اندھی ہی اور اسکے سوا جب تو نے کھانا پکوانے کو کہا مین نے کہا کیا مضائقہ تو وہین زبان خست دراز بے انداز کر کے بولتی تھی کہ کچھ نہ کھاؤگی نہ پیےگی یون ہی بیدلی سے کہتی ہے اسکی جواب مین پھر وہ عورت بدفطرت بولی کہ ای بی بی مین نگوڑی نجانتی تھی کہ تو سچ مچ کہتی ہے لیکن خیر اب تیرے واسطے کھانا معقول پکواتی ہون دیکھون تو کہانتک کھاتی ہے یہ کلام اس نافرجام کا سنکر وہ زن پارسا دل صفا کہنے لگی کہ اب کچھ احتیاج اس بدمزاج کو کھانا کھانے کی نہین ہے کیونکہ طی کا روزہ طی ہو چکا اب مین اپنی گھر جاکر افطار کر لونگی اسکے جواب مین کہنے لگی خیر بی بی جس طرح تیرا جی چاہے تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنک مزاج ہے تیری خفگی بیدلی مجھ کو منظور نہین لیکن برای خدا ذرا یہان پھر تشریف فرما ہونا کیونکہ مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجا لائی یہ بات واہیات سنکر وہ زن کہنے لگی اسے بی بی

نظم

جو ترے گھر مین مہمان آکے ؛		کھانے کی جا وہ آہ غم کھائے ؛
آخرش کو وہ زن خفا ہو کر ؛		بھوکی پیاسی گئی بس اپنی گھر ؛
پھر نہ مجبور وہ کسی کے یہان		اپنی بیگانون مین گئی مہمان

درخاتمہ کتاب گوید

بفضل ملک الوہاب یہ کتاب انتخاب مرتب بہ نہ باب پر از حکایات نایاب مسمی بانشای نورتن رشک چمن مجبور دل رنجور پر قصور بے شعور نے اختتام کی لیکن دوستان صادق او محبان واثق کی خدمت فیضدرجت مین عرض ہے کہ اس انشای لیلی نژاد کو ناقۂ قرطاس پر محمل نشین کر کے طبع وحشت زدہ نے وادی عبارت پر فصاحت مین مجنون صفت ساربانی باجہار معانی کی ہے جس جاگام نام کام اشتر الفاظ کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو اوسکو دست شفقت سے بجد صحت پر پہونچادین اور اگر اس گلدستہ نورستہ کی سیر بہار سے دل کو فرحت ہو تو اس روسیاہ پر گناہ کے حق مین دعای خیر کرین تاکہ بوسیلۂ نجات عالی درجات سے یہ دل افسردہ مثل گل پژمردہ باغ جنان مین سایۂ طوبی کی ہمسایہ مین سرسبز ہو بقول جامی علیہ الرحمہ کہ

ابیات

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛		زانکہ من بندۂ گنہگارم ؛
آنکہ مارا کند بہ نیکی یاد ؛		نام او در جہان بہ نیکی باد

تمت

تمت

الحمد للہ کہ یہ کتاب مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ مین باہتمام حمد علیخان حسب فرمایش نامی پریس لکھنؤ بار دوم ماہ اگست ۱۸۹۷ع مین چھپی